UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188502
UNIVERSAL
LIBRARY

تاریخ نظام اُردُو

حصۂ اوّل

مسلمان سلاطین خاندان قطب شاہیہ اور اونکی عہد حکومت کی تعمیر شدہ عمارات و قلاع و اماکن
وغیرہ کے حالات مین از عہد حکومت سلطان قلی قطب شاہ تا زمانہ سید ابوالحسن تانے شاہ
وحالات وانتقال سلطنت گولکنڈہ بخاندان تیموریہ مغلیہ شہنشاہان دہلی

مولوی محمد عبدالرحیم خان صاحب

رامپوری ناظر مدارس ضلع درنگل نے بغرض تصریح طبع ارباب دکن اور خصوصاً بنظر تعلیم
وتدریس طلبا کالج واسکول ہاے سرکاری کے بہت سی معتبر تواریخون اور ترجمہاے
تواریخ انگریزی اور سرگذشتون اور سفرنامون وغیرہ سے تصنیف کیا

اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین

حاجی منشی نوشہ علیخان صاحب تاجر کتب بازار چارمینار

طبع کروایا

دفعۂ اول ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد عاں

حق تصنیف محفوظ ہے اور یہ کتاب رجسٹری شدہ ہے

دیباچۂ کتاب

اس بات کے جاننے کے لئے ہر انسان کا دل چاہتا ہوگا کہ ہمارے آبا و اجداد کون تھے اونکی ابتدائی حالت کیسی تھی کہاں سے آئے اور اونکے مذہبی عقاید کیسے تھے۔ وہ کسد رجہ اور شان و شوکت کے آدمی تھے۔ اونکے کارنامے کیسے تھے۔ اوپر کیا کیا مصائب والام پڑے اور کن کن سختیوں کو اونہوں نے جھیلا۔ کیسے کیسے فارغ البالی اور خوشحالی سے زندگی بسر کی۔ اور اب ہو تے ہوتے ہم تک ہمارے بزرگوں اور اسلاف کی کیا کیا حالت گذرتی رہی اور ہم کس طرح اور کس باعث سے موجودہ حالت میں گئے ہوئے ہیں۔ اور پھر کس ابتدائی حالت سے رفتہ رفتہ علوم و فنون کی ترقی ہوتی ہوتی ہماری طرز معیشت موجودہ کی نوبت پہونچی ہے۔ ان باتوں کا جاننا گویا اوس راستہ کا دیکھ لینا ہے کہ جسپر دنیا کی ترقی و تنزل کا دارومدار ہے اور جس کے سے صاحب عقل و شعور اپنی زندگی کا راستہ نکالسکتا ہے اور اون گذشتہ حالات میں سے اپنی ہمت و عقل کے لایق اپنے اور اپنے خاندان آئندہ کے لئے ایک طریق مناسب منتخب کرسکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ حال کے دانشمندوں نے علم تواریخ کو ایک اعلیٰ ذریعہ دنیا کے مختلف تجربات حاصل کرنیکا ٹھہرا کر علم تواریخ کو دیگر علوم و فنون سے ایک جزو تعلیم مقرر کردیا ہے۔ ہمارے سلطنت نظام کے سرکاری اسکولوں میں بھی تاریخ پڑھائی جاتی ہے مگر وہ ایسی تاریخ ہے جسکا پڑھنا رعایا نظام کے لئے مطلق مفید نہیں ہے مناسب تھا کہ رعایا نظام کو اسی سلطنت کی تاریخ پڑھائی جاتی۔ لیکن ایک بھی مشکل ہے۔ کہ کوئی تاریخ زبان اردو میں ایسی نہیں ہے جو تعلیم کے قابل ہو۔ یا جسمیں ہمارے مبارک شاہی خاندان آصفیہ نظام خلد اللہ ملکہم و ربانیان حکومت کا حال معلوم ہوسکے یا ارباب دکن کو اپنے آباؤ اجداد اور اپنی اصلیت سے واقفیت حاصل ہوسکے۔ یا یہ ظاہر ہوسکے کہ ہماری سلطنت اور یہ ہماری کیا معیشت کے طریقے یہ ہمارا طرز ہمارے دستورات ہماری زبان۔ ہماری حال و حال جو اسوقت کیونکر ہوگئی۔ ہمارے بزرگوں کو کیسے جاہ و جلال کیونکر حاصل ہوا اور پھر تنزل اور تنزل سے فلاکت ہم پر کیوں طاری ہوئی تھی تاکہ ہم اوسسے نتایج اخذ کریں اور دیکھیں کہ ہمکو کونسی راہ آئندہ کی حاصل ہوسکتی ہے اور کونسا طریقہ ہمکو معیشی فلاحیت کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔ انہیں اغراض کے پورا کرنے کیلئے میں نے ایک تاریخ بصفحات متذکرہ بالا مختصر زبان اردو سلسلہ بابکیرہ تفصیل حالات آخر عہد منتہو دا بتدا اسلام تا این زمان چار سال میں مرتب کرکے تاریخ نظام نام رکھا۔ اس کتاب کی تصنیف میں میں نے یہ التزام رکھا ہے کہ نہ تو پرانی فارسی تاریخوں کی طرح فضول عبارت سے بھری ہو۔ اگر نئی روش کی طرح ہو تو بیجا اور ناجائز اغراض اور خواہ مخواہ بادشاہوں اور امراء دربار کے اخلاق پر تحسین ہو بلکہ وہی مطالب کو تحریر کیا ہے جن سے صاف صاف اور صحیح صحیح فایدہ تواریخی مرتب ہوتا ہے اس کتاب کے چار باب یا حصے کردئے گئے ہیں سے حصہ اول میں سلاطین قطب شاہیہ حصہ دوم میں نظام اول آصفیہ اور حصہ سوم میں دیگر امراء دربار آصفیہ کا ذکر ہے اور حصہ چہارم میں مختلف انجمن فقرا کا ملین کے وقف کا بیان ہے۔ فقط **خاکسار** محمد عبدالرحیم خان ناظر دارالترجمہ ضلع ورنگل۔

تمہید

کوہ ہندہیاچل سے براعظم ہندوستان کے شمالاً جنوباً دو حصے ہوگئے ہین ایک شمالی ہند اور دوسرا جنوبی ہند۔ شمالی ہند کے مسلمانون نے اوس تمام ملک کا نام دکن رکھدیا ہے جو کوہستان بندہیاچل کے جنوب مین مثلث کی شکل پر اس کماری تک سمندر کیطرف کو چلا گیا ہے مگر قدیم زمانے مین اس سرزمین کا مجموعی ایک نام تھا یہان کے قدیمی باشندے ستھیا (شمالی راس) منگولیا (مغلستان) کے نسل والے کتنے ہی غولون مین کے بعد دیگرے توران سے آکر اول شمالی ہندوستان مین بسے تھے اور پھر رفتہ رفتہ ایکدوسرے کے بعد دکھن کے طرف چلے آئے۔ انہین کی اولاد مین جنوبی ہند کی وہ چار بڑی بڑی نسلین ہین جو اب تک۔ تامل دیائی۔ تلنگی۔ کنڑی ہین۔ سنسکرت زبان کے مخلوط ہونے سے بیشتر یہان پانچ زبانین بولی جاتی تھین۔ دراوڑ دیس مین۔ تامل۔ اور کرناٹا یا کنڑا رامین کنڑی (کناڑی) تلنگانہ مین تلنگی۔ مرہٹہ یا مہاراشٹر مین مرہٹی اور اڑیسہ مین اڑیا۔

علاوہ ان کے گونڈوانہ مین گونڈی زبان بھی تھی جو جنگلی بکر اس سمجھی جاتی تھی۔ انہین زبانون کے لحاظ اور پہاڑون کے حائل ہونے کی وجہ سے جنوبی ہند کے اسقدر خطہ ہوگئے ہین جنمین سے بعض تو بالکل اور بعض کا کچھ حصہ مملکت نظام مین اب بھی شامل ہے اور اسیوجہ سے دکن کا اطلاق اس زمانہ مین اکثر حضور نظام ہی کی عملداری پر آیا کرتا ہے جسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔

حد شرقی پر پریذیڈنسی مدراس کے اضلاع۔ کرنول۔ گنٹور۔ مچھلی بندر پہلے ہوے ہین اور دریائے گوداوری بھی بہتا چلا گیا ہے۔ شمالی حد۔ ممالک متوسط ہند اور ضلع ناسک سے گھیری ہوئی ہے۔ جنوبی حد پر ضلع کرنول کی عملداری اور دریائے تنگبھدرا ہے مغربی حد پر علاقہ خاندیس۔ احمدنگر۔ اضلاع دھاڑواڑ۔ کلاڈگی پہلے ہوے ہین۔

اس ملک مین ۱۷ اضلع ہین دارالخلافہ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہے۔ اس سرزمین مین ایک کرور تیرہ لاکھ باشندے بستے ہین جنکے جان و مال کی حفاظت حضور نظام کے ذمہ ہے

سابق مین یون عرب مسلمان اس ملک مین سمندرون کے کنارے کنارے بلہارا اور کنارا وغیرہ مین
تجارت کے واسطے آغاز اسلام سے آیا جایا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت مین
حضرت ثقفی حاکم بحرین و عمان نے ۱۴ھ مین جنوبی حد کے بمبئی ٹاپو پر ایک حملہ کر دیا لیکن خلیفہ
اس لڑائی سے خوشنود نہوے اور حضرت ثقفی پر عتاب فرمایا لیکن پھر بعد اسکے کسی مسلمان نے
۱۷ھ کے آغاز تک اس ملک کی تسخیر کرنے کا ارادہ نکیا اور اس سرزمین کے چھوٹے بڑے
آریا نسل کے راجی جو ستہا اور منگولیا نسلون کے بعد قابض ہو گئے تھے بے کھٹکے اپنی اپنی عملداریون
مین راج کرتے رہے لیکن ۶۹۶ھ مین سلطان علاؤالدین خلجی نے اپنے چچا جلال الدین فیروز
کے زمانہ سلطنت مین دیوگڈہ یعنے دولت آباد پر جو مہاراشٹر دیس مین واقع ہے ایک مختصر
اور جرار سپاہ سوار دن سے حملہ کیا اور دیوگڈہ کو فتح کر کے وہان کے راجا رام دیو کو خراج گذاری
اور اطاعت کے وعدہ پر پھر راجگدی پر قائم رکھا مگر اصل مین مسلمانون کو ملک لینا منظور تھا جسکا
انجام یہہ ہوا کہ بہت ہی جلد یعنے ۷۱۰ھ تک تمام راجستان ہند جنوبی تونگبدرن تک ختم ہو کر
سلطنت اسلامیہ دہلی مین شامل ہو گیا اور جو چھوٹے موٹے ہندو راجے باقی تھے وہ اطاعت
و فرمان برداری اور خراجگذاری کے اقرار پر بحال رکھے گئے۔ خاندان خلجی کے بعد خاندان
تغلق کا ستارہ چمکا اور دہلی کی سلطنت اون کے ہاتھہ آئی۔ دو بادشاہون کے جاہ و جلال
مین کچھ فرق نہ آیا مگر تیسرے بادشاہ فیروز شاہ کے وقت مین گلبرگہ مین ایک نئی سلطنت
اسلامی قایم ہو گئی جو خاندان بہمنیہ کے نام سے مشہور تھی جب اس خاندان بہمنیہ کا خاتمہ
ہو گیا تو ملک دکن مین پانچ ریاستین قائم ہو گئین۔ جو عادلپور۔ بیدر۔ گولکنڈہ۔
احمد نگر۔ بیجاپور کے نام سے موسوم تھین۔ ان مین سے بیجاپور۔ اور گولکندہ کی سلطنتین
مدت دراز تک قایم رہین آخر کار ۱۰۹۸ھ مین عالمگیری تلوار دن نے ان دونون کا بھی
خاتمہ کر دیا اور تمام دکن سلطنت مغلیہ دہلی مین شامل ہو گیا۔

حصہ اول سلاطین قطب شاہیہ کے حال مین

زمانہ قدیم مین قلعہ گولکنڈہ ایک کچی گڑی تھی اور اسکے مضافات اور قلعہ مذکور پر راجہ بھاگنگر کے متوسل راجاؤن کی حکومت تھی مسلمانون کی عظمت و شان بہامنی سین پہلی تھی سلطان محمود بہمنی والی محمد آباد بیدر نے سنہ ۸۹۵ھ مین سلطان قلی قطب شاہ کو بڑے جرار لشکر کے ساتھ قلعہ گولکنڈہ پر بھیجا اور اس قلعہ پر قبضہ کرکے تمامی مضافات قلعہ مذکور تسخیر کرکے اسلامی سلطنت بیدر مین شامل

ذکر سلطنت سلطان قلی قطب شاہ

مولف تاریخ فرشتہ لکھتا ہے کہ یہ بادشاہ موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین سنہ ۸۶۵ھ مین پیدا ہوا جب اسکی عمر برس کو پہونچی تو ملکی دشمنون کے خوف سے اپنے چچا امیر اللہ قلی بیگ کے رفاقت مین عراقی گھوڑون پر ہندوستان مین آیا اور کنے بادشاہ سلطان محمود بہمنی کی سرکار مین باریاب ہوا اور چندروز مین دربار سلطانی مین بڑی عزت حاصل کی۔ حتی کہ وصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ کیواسطے مامور ہوا اپنے پہنچے پہر سلطان وہان پہونچا اور قلعہ گولکنڈہ پر قبضہ کرلیا اور سولہ سال یعنی سنہ ۹۱۲ھ تک سلطان محمود بہمنی کی اچھی طرح اطاعت کرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی مرگیا اور اوسکے صوبہ داران ایلچپور۔ احمد نگر۔ بیجاپور نے سلطنت بیدر سے سرتابی کرکے خود جدا جدا سلطنت قایم کرلی تب سلطان قلی قطب شاہ بھی گولکنڈہ کا خود مختار بادشاہ بن بیٹھا اور سلطنت گولکنڈہ کو تاریخ شورشتی بزور شمشیر دست دی اور اس ملک تلنگانہ مین کہ ہندوون کے باشندون سے کبھی خالی نہ تھا اسلام بھی نہ پایا جاتا تھا جابجا جہاد کرکے ہزارہا بتخانون اور مندرون کو منہدم و مسمار کرکے بجائے انکے مساجد و معابد عالیشان تعمیر کرائے اور کلمہ طیبہ محمدی کی خوشنوا صدائین ہر ہر مقام مین گونج اٹھین۔ اور جلال اسلام کے ہرسے جابجا اڑنے لگے قریب سال تک

۱۔ یہی مگر اس زمانہ مین نہایت زبردست منصب ہندو کی سلطنت نے جگہ کی بہت بڑھا اور اطراف و کن کے تمام ہندو راجہ باجگزار گویا سراج دشمنی احاطے تھے جو راجہ گولکنڈہ مین راج کرتا تھا اوکو بابس دس ہزار سوار رہتے تھے ۱۲

۲۔ سلطان محمود بہمنی بادشاہ بہمنیہ کے خاندان کا قصہ مولف تاریخ ہند و ستان نے لکھا ہے مگر گنگو بہمن کا کچھ حال نہین لکھا ہے گنگو بہمن کا حال تحقیق کا طالب تھا اور بعد کوشش بہت کے یہ حال معلوم ہوا کہ گنگو بہمن کا اصل نام حسن خان تھا اور یہ حسن خان نامی لوکر تھا اس حسن خان کے حال مین تحقیق نے یہ بتایا کہ وہ ایک غریب پٹھان تھا اسنے بہت جستجو کی تب کہین جاکر دس بیس تنکھون کا ایک سپاہ مین نوکر ہوا اسکی لیاقت و ذہانت نے اسکو ترقی دی یہان تک کہ دکن مین سلطان محمد تغلق کا زمانہ آیا تو یہ حسن خان سلطان کی طرف سے ایک بڑی فوج کا سردار ہوکر دکن مین آیا اور بہمنیہ کی سلطنت قایم کی اور بہمن شاہ کا خطاب پایا اور اسی سے یہ سلطنت بہمنیہ کہلائی ۱۲ منہ

۳۔ اسی سنہ سے سلطنت قطب شاہیہ کی بنیاد ہندوستان مین پڑی ۱۲ منہ

۴۔ اسی سنہ سے سلطنت عادل شاہیہ بیجاپور کی ہندوستان مین قایم ہوئی ۱۲ منہ تاریخ سلطنت قطب شاہیہ ص ۱۴

یہ بادشاہ فتوحات اور ملک گیری مین مشغول رہا اور سرحد گولکنڈہ سے نادر آ شور شرقی۔ قلعہ پانگل و مچھلی پٹن و راجمندری و راجکنڈہ و کوہیکنڈہ و کونڈیر کو نڈہ پلی و دیلور وغیرہ ستر قلعہ رنیسہ کو قبضہ اقتدار مین لایا اور قلعہ تلنگنہ کو مفتوح کرکے وہانکی راجہ بھری چندر کو دس ہزار پیدل سپاہ رکھنا تہا باز بخیر کرکے لوہی کو نجر مین قید کیا اور قلعہ مذکور کے بالا حصار پر جو تجانہ تہا اسکو توڑ کر عالیشان مسجد تعمیر کی۔ اس بادشاہ کا مذہب امامیہ تہا بلکہ وہ خود کہا کرتا تہا کہ مین نے اس مذہب کو قبل از عاری کرنے شاہ اسمعیل صفوی کے مملکت ایران مین شیوع کیا ہے اور خطبہ اثنا عشری مساجد مین پڑہوایا یہہ کوئی نہ کہے کہ مینے شاہ اسمعیل صفوی کی تتبع کرکے یہ مذہب جاری کیا ہے اسیوجہ سے کہ یہان بھی اس بادشاہ نے تمام مملکت دکن مین خطبہ اثنا عشری پڑہوایا اور مذہب شیعہ کو شائع کیا اور اگر ٹھیک خیال کیا جاوے تو اس شخص کے بدولت ہی ہندوستان مین شیعہ مذہب نمودار ہوا۔ آخر کار یہہ بزرگ بادشاہ بانی مبانی سلطنت اسلامیہ کولکنڈہ سنہ ۹۵۰ ہجری مین بعوارضے جسمانی خان اپنے بیٹے کے بمجرد ملازم کو توالی کے ہاتہ سے عین نماز عصر مین بائیس زخم کاری کہاکر شہید ہوا کہتے ہین کہ اوسکے دل مین آرزوے شہادت مدت مدید سے جو کمال پختگی جو میر محمود کے ہاتہ سے برآئی سولہ سال سلطان محمود بہمنی اور چالیس سال

خود مختار اکمل صاحب سلطنت کی عمر اسکی عمارت جدید عہد سلطان قلی قطب شاہ و نو سال کی ہوئی اگر شیخ زین کا کہنا بیان ہوا

اس بادشاہ کے عہد مین مسجد جامع قلعہ محمد نگر اور بنا پختہ حصار بالا کوہ قلعہ مذکور تعمیر ہوئی قلعہ کے دامن مین عمارت دکاکین بنائی گئین طرفین جابجا دستونے ایکطرف عمارت شاہی و حمام و مسجد جامع و شتر خانہ تعمیر کیا قلعہ کوہ قلعہ محمد نگر پر جو مسجد ہے وہ محمد شاہ بہمنی کی تعمیر کی ہوئی ہے محمد شاہ بہمنی چند روز اس قلعہ مین آکر رہا تہا علاوہ اسکے سلطان قلی قطب شاہ نے اپنے امرا و خوانین و رعایا پر کو حکم دیدیا تہا کہ ہر شخص اپنے حوصلہ کیموافق عمارات و محلات و مقابر تعمیر کرے

---

۱ ایک فارسی مورخ رقمطراز ہے کہ تہو لکنڈہ کو سلطان قلی قطب شاہ نے صرف چار جوانان رستم پیکر کو لیکر فتح کیا تہا اور دس فوج گذار کوتہ تیغ بیدریغ کرکے سری چندر کو اسیر کرکے تخت شاہی مین قید کیا اس قلعہ کو مولف نے بھی تحریر دیکہا ہے نہایت سخت و دشوار گذار قلعہ ہے ایک سو آٹہ فیٹ سے زیادہ بلند پہاڑ پر واقع ہے چار دیوار ہین پتہر کی پتے در پتے ہے کرنا پڑتے ہین جسکے دروازے بھی سنگین اور سنگر مین بنا ہوا حصار پہاڑ پر ایک گڑہی راجہ کیوقت سے بستہ پڑی ہے بکہ یہہ سنین معلوم کہ صرف چار جوانون سے اس بزرگ قلعہ کا مفتوح ہونا کس حکمت عملی کا نتیجہ تہا۔

۲ مولف گلزار آصفیہ کا قول ہے کہ سنہ ۹۱۸ ہجری مین سلطان محمود بہمنی نے وفات پائی اور سنہ ۹۱۸ ہجری مین سلطان قلی قطب شاہ خود مختار بادشاہ ہوا اور خود بھی یہی لکھتا ہے کہ چالیس سال جو بہمنیہ نے سلطنت کرکے سنہ ۹۱۸ ہجری مین مادر ایام ہوئی بالکل غلط معلوم ہوتا ہے

سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد

اس بادشاہ کی اولاد میں چار بیٹیاں اور چھ بیٹے تھے۔ فرزند اول حیدر علی کہ باپ کے ساتھ لڑائیوں میں لڑا کرتا تھا اور باپ کے سامنے ہی مر گیا فرزند دوم قطب الدین جو ولیعہد سلطنت تھا جمشید خان نے اسکی آنکھوں میں سلائی پھروائی اور تھوڑے دنوں بعد یہ بھی مر گیا تیسرا بابا قلی جمشید خان کہ نہایت سفاک تھا۔ چوتھا عبد الکریم دیوانہ کہ باپ کے سامنے فوت ہو گیا پانچواں دولت خان کہ قلعہ بھونگیر میں رہتا تھا چھٹا ابراہیم مرزا کہ ذکر اسکا آگے آتا ہے

ذکر سلطنت بابا قلی جمشید قطب شاہ

جب میر محمود نے سلطان قلی قطب شاہ کو شہید کر ڈالا تو فوراً وہاں سے بھاگ کر جمشید خان کے پاس بیجاپور قلعہ میں پہنچا اور اسکو خلاصی کی خبر پہنچتے ہی جلد قطب الدین ولی عہد کے گمان میں آ گیا اور اسکی آنکھوں میں نیل کی سلائی پھروا دی اور ادھر آ کر جمشید خان کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا بعضے امرا و خواجین دولت نے اسکی عطا اختیار کی جمشید خان نے بھی سب کی استمالت کر کے رعایا برایا کو اپنی حکومت سے سرور و مطمئن کر لیا اور جب اس طرف سے مطمئن ہو گیا تو بادشاہان اطراف سے تخت محاربہ و مجادلہ کرنا شروع کیا چنانچہ ایک مرتبہ ملک قاسم بریدی کو لشکر دیکر گولکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور وہاں قلعہ کوہ برجگیر اور ناگوڑی کے اہتمام سے ایک برزدست قلعہ منوایا ملک قاسم بریدی بادشاہ بیدر اسکی خوف سے بھاگا پھرتا تھا اسکو ابراہیم عادلشاہ بادشاہ بیجاپور نے محبوس کر لیا مجبوراً ملک قاسم نے جمشید قطب شاہ کو عرضی دی بہانہ ہی تھا فوراً بیجاپور پر چڑھ دوڑا اور زور شمشیر عادلشاہ کو عاجز کر کے اسکا مشہور معروف لاثانی صاحب الخبر نام گھوڑا اور چنچل نامی کوکہ شہرہ آفاق تھی مع ملک بیدر کے لیلیا اور از سر نو ملک بیدر ملک قاسم کو عطا فرمایا۔ ملک قاسم بریدی نے اس نوازش کے عوض میں قلعہ سدیک و حسن آباد و زاین کھیڑہ جمشید بادشاہ کے نذر کیا اور مقابر سلاطین جمشید قطب شاہ کی صفائی پر توجہ دی اور ہر سہ کر کے ایوان ہائے جواز عہد بہمنیہ کے نذر گزرانے اور تھوڑے عرصہ کے بادشاہ ایسی ایسی کرتوتوں کام کر کے یکلخت عیش و عشرت میں ڈوب گیا اور بے تحاشہ پینے لگا آخر کار غرضہ سرطان میں مبتلا ہو کر ۹۸۰ھ میں از کفگار کار استعفا لیا اپنے باپ کے مقبرہ پاس لنگر فیض میں مدفون ہوا مدت سلطنت اسکی سات سال چھ ماہ تھی

ذکر سلطنت چند روزہ سبحان قلی قطب شاہ

جمشید قلی قطب شاہ مر گیا تو عمیان سلطنت نے مشورہ کر کے سبحان قلی قطب شاہ کو کہ ہفت سالہ بچہ تھا تخت سلطنت

کرکتا پور دولت خان کو ہوشنگیر سے لاکر تخت سلطنت پر بٹھایا چاہیے مشورہ سن کر سبحان قلی کو الدہ
کہ جمشید خان سے ناراض ہو کر احمد نگر کو چلا گیا تھا ملک کے مختار کاروبار سلطنت کا مقرر کردیا اس انتظام سے جمشید
وغیرہ کہ رکن سلطنت جمشید کے تئیں سخت ناراض ہوا اور دولت خان کو قلعہ ہوشنگیر سے نکال کر اپنا بادشاہ بنا لیا
اور چند قلعے فتح کر کے فساد برپا کر دیا آخر کار عین الملک نے ان سبکو شکست فاحش دی اور دولت خان کو بھی قتل
مقید کر دیا لیکن جب عین الملک نے یاروں کو بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کرنا شروع کیا تمام امراء دھرنے مار کر بیٹھ
اتفاق کر کے چاہا کہ شاہزادہ مرزا ابراہیم کو جو باپ کے حکم کے مطابق قلعہ دولتگڑہ میں رہتا تھا بلا کر تخت پر بٹھا دیں
جمشید خان کے وقت میں یہ شاہزادہ جان کے خوف سے قلعہ دولتگڑہ سے بھاگ کر ملک قاسم بریدی کے پاس چلا گیا تھا
لیکن ملک قاسم بریدی نے خان جہان نے چاہا کہ اسکو گرفتار کر کے جمشید خان کے حوالہ کر دے چنانچہ اسی تدبیر
قلعہ بیدر کی سیر کے بہانے اس شاہزادہ مرزا ابراہیم کو بیس روز اسکی گرفتاری کی فکر کرتا رہا شاہزادہ
نے بڑی دانائی کی کہ بیدر سے بھاگ نکلا اور سیدھا جی جان باز سپاہیوں کو لیکر بڑی دقت و پریشانی کی راہ سے تین
ہر نفس کی جان کا دشمن اور گرفتاری کا درپے اور جمشید خان کے حوالے کرنے پر مستعد تھا راہ میں بھاگ کر بابا سنت
سندھ تھا پہونچا بابا سنت اس شاہزادہ کو باپ کے حقوق نعمت کے خیال سے سات برس تک بڑے آرام سے اپنے پاس رکھا اور
یہ شاہزادہ وہیں مقیم تھا کہ اس عرصہ میں متواتر عرضیاں ملکوں اراں و امراء قلعہ محمود نگر کی شاہزادہ کے نام بھیجیں
تشریف آوری کو لکنڈہ پہونچیں شاہزادہ نے الغوزانی فرمانوں کو لیکر گولکنڈہ جانے پر مستعد ہو گیا لیکن بابا سنت نے
سے منع کیا اور جب اسنے نا قبول فرمایا مکہ روانہ کیا مگر اس اثنا میں شاہزادہ نے اسی کو منظور کیا اور سیدھا گولکنڈہ کو روانہ
ہوا جب مقام گلبرگہ میں اسکے پہونچنے کی خبر پہونچی تو فوراً چکیت راؤ عرف مکوا اراں نے بھری دربار میں کوتوال قلعے سے مخاطب
رکھنے کو حکم قتل کر ڈالا اور انکے سروں کو قلعہ میں پھرایا اور سبحان قلی کو مقید کر دیا اور یہ ساری کیفیت شاہزادہ مرزا ابراہیم
کو لکھ بھیجی عین الملک نے یہ کیفیت سلطان قلی اور خوف شاہزادہ ابراہیم سے طاعت نامہ شاہی کی درخواست کی اور
شاہزادہ مرزا ابراہیم نے اس حیلہ پر ڈالدیا کہ بعد حلوس بالبتہ سفارش پر تجویز عمل میں آوے گی پس عین
عین الملک مایوس ہو کر سرکاری علاقہ کو تاراج کرتا ہوا حدود سے آباد ہوا اسطرف کو چلا گیا اور شاہزادہ مرزا ابراہیم
دوسرے روز ۔ بارہویں رجب ۹۶۱ ہجری کو تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا ۔

ذکر سلطنت سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

جب سلطان ابراہیم قطب شاہ مالا مستقلال بادشاہ ہوگیا اور تمام امرا و ہمیان سلطنت اور رعایا برایا کو بوجہ احسن و کمال راضی و خوشنود کرلیا اور بجا تسلی ہوگیا تو اپنے دل میں سوچا کہ اب سوائے اس کے کہ رعیت کو اپنی محبت و شفقت سے اپنا گرویدہ بنائے اور کوئی چارہ نہیں ہے اس لئے محبت فاخرہ پیدا کی اور اپنی سلطنت کا مدار المہام خان اعظم مصطفےٰ خان کو بہ نزدگ سنس بہ مقرر کیا اور ہر قسم کے انتظامات و دیوانات و قلمی بہ تنوک راجاؤں کے تخت و تصرف میں رہنے سہنے دیئے کہ اس بادشاہ کی سلطنت کا امر اس والی بیجانگر کی لڑائی ہے جو دکن کے تمام مسلمان بادشاہوں نے اتفاق کرکے شروع کی تھی اس لڑائی میں عادل شاہ بادشاہ بیجاپور حسین نظام شاہ بادشاہ احمد نگر عادشاہ بادشاہ ٹاروبید شاہ بادشاہ بیدر و ابراہیم قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ شریک تھے۔ یہ عظیم الشان لڑائی والی بیجانگر سے واقع ہوئی ان تمام مسلمان بادشاہوں نے بیجانگر کے انتہا لشکر مقام نالکنڈہ سے کے برابر دریا کرشنا و تنگ بھدرا اور ہاریو پنجا اور یہ خونخوار لڑائی شروع کی گئی۔ زرمکاہ سے بیجانگر تک کوس پر تیا اس نہیں کوس کے فاصلہ میں تین لاکھ آدمی۔ راماراج کے قتل ہونے اور خود راماراج بھی مارا گیا بیجانگر فتح ہوکر خوب لوٹا گیا اور وہ سارا ملک مارا کر دور ہوئی کا جو ابراہیم عادشاہ اور ابراہیم قطب شاہ کے علاقوں میں سے راماراج کے تصرف میں چلا گیا تھا۔ پھر دونوں بادشاہوں کے قبضہ میں آگیا اور تمام قلعے اور مکانوں فتح کرلئے گئے راماراج کے پسر بادونی اپنا ترکنڈہ کو فرار کرلیا ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ ورنگل بھی ایک بڑی زبردست فوج شاہنشاہ کی تحت میں بھیجکر فتح کرلیا اور یہ سارا کچھ گجپتی راجاؤں کا نام و نشان بھی مٹ اسکندر سے آخر تک یہ قلعہ ورنگل مسلمانوں کے قبضہ میں ہے مولانا عنایت اللہ وکیل مطلق سلطنت کے اختیار سے حسین نظام شاہ کی ہمشیرہ سے شادی کی اور تمام

---

۱ جب بڑے مرہٹہ سردار بیجانگر کا یہ حال لکھتے ہیں کہ دکن میں بادشاہوں نے مل کر لڑائی چھیڑ دی تھی تو یہ بھی لکھتے ہیں کہ بیجانگر کا یہ حال ہوا کہ ہندوستان کی تاریخ میں ایسی تباہی کسی ریاست پر نہیں آئی تھی مسلمانوں کے غارت گر اور لٹیرے ہندوستان کی کسی ریاست کو اتنا برباد نہیں کرسکے جتنا بیجانگر کو کیا۔ اس لڑائی کے بعد بیجانگر کی ریاست کمزور ہوتی گئی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کو فتح نہ ہوئی۔ اس لڑائی کے بعد بیجانگر کی ریاست کمزور ہوتی گئی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کو فتح نہ ہوئی۔ اس لڑائی کے بعد بیجانگر کی ریاست کمزور ہوتی گئی اور مسلمانوں کے مقابلہ میں اس کو فتح نہ ہوئی۔

اور تمام معاملات جنگ و صلح مین حسین نظام شاہ سے موافقت پیدا ہوگئی - مولف گلزار آصفیہ کا قول ہے کہ اس بادشاہ کے لشکر کو کبھی شکست نہین ہوئی وہ بڑا ذی ہوش بادشاہ تھا پل پل کی خبر ہر گھڑی سنی اوسکو پہونچتی تھی اور خود عدالت مین بیٹھکر دادخواہان کا انفصال کرنا تھا ہر وقت سفر و حضر مین علما فضلا شعرا حکما و اہل علم کا مجمع اوسکے ساتھ رہتا تھا اوسکی ملکی انتظام کا یہ حال تھا کہ تمام ڈاکو اور رہزن ناپید ہوگئے تھے کسی طرح کا خلش نہ تھا تمام قلمرو مین امن و امان تھا ایک بھیا ہی سونا اچھالتی چلی جاتی تھی اوسکی عملداری قلعہ کولکنڈہ سے کنکوٹہ اور اجدیہ اور کوندیر تا ورنگل تک پھیلی ہوئی تھی مسافرون اور غریبون کو مفت کھانا ملتا تھا - ہر دیار و امصار سے تاجر لوگ آتے اور علاوہ اپنے مال کے معقول قیمت کے خلعت گران بہا اور انعام پاتے تھے - نقل ہے کہ جب کابرک بھی مقام بیجاپور سے اسی بادشاہ کے وقت مین آیا ہے اس بادشاہ کے وقت مین آیا تھا اس بادشاہ کے موت کا حال سنکر اوسنے بھی کرام ساد بر من تسخیر ولایت دکن کے بعد وہان سے طلائی و نقرئی بت و تصاویر رنگارنگ لایا تھا ابراہیم قطب شاہ کا مزاج اسکے ملاحظہ سے بگڑ گیا اور وقت بت محرقہ عائد حال ہوئی ہر چند طبیبون نے بہت کچھ روز لگائے مگر تقدیر کے آگے کچھ تدبیر پیش نہ گئی اور یہ زبردست بیکنام عادل بادشاہ اکیس ربیع الاخر ۹۸۰ھ ہجری کو جنت کو سدھارا اور لنگر فیض مین اپنے باپ کے مقبرہ کی پاس دفون ہوا مدت سلطنت اسکی سال نو مہینے رہی اور عمر اسکی اکسٹھ برس کی ہوئی - ۱۲

ابراہیم قطب شاہ کی اولاد

اس بادشاہ کی اولاد مین چھ بیٹے تھے سب سے بڑا سلطان محمد قلی قطب شاہ تھا جسکا بیان آئندہ آوے گا

عمارات تعمیر شدہ عہد سلطان ابراہیم قطب شاہ

اس بادشاہ کے عہد دولت مین قلعہ گولکنڈہ کی شہر پناہ بنائی گئی خان اعظم مصطفے خان مدار المہام نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہان پناہ راجہ کی لڑائی سے فراغت پا چکے تا ہم ممالک محروسہ کے اطراف و جوانب مین بہت سے قوی مخالف موجود ہین اور ہر سال لڑائے جھگڑے ہوتے رہتے ہین لیکن دار السلطنت قلعہ جیسا کہ چاہئے مستحکم و مضبوط

اس نقل سے کی حقیقت کو تاریخ فرشتہ ہی کا مولف اسطرح بیان کرتا ہے کہ خود بینی و خود پسندی کا ٹوپی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ کربلا کے روز امام حسین علیہ السلام کے مفرق مبارک پہنا اوس حرز مین ناک کے حفاظت کیلئے نوکی کا ہوا تھا اوسی عربی زبان مین نقل کیجئے مین مبتلا کر دیا مین دشمنون نے مارسی سے ہلال عیدہ ہوگیا اور آپ دست بستہ اوقات بسر کرتے تھے ہاتھ اٹھا اور دعا مانگی اور ابراہیم قطب شاہ کے وقت مین سلطنت گولکنڈہ کو جو کچھ اعتبار حاصل ہوا وہ محمد قلی کے وقت مین ہوا ہے

نہیں ہے اگر مندی کو حکم ہووے تو بہت تھوڑے عرصہ میں اس قلعہ کے گرد اگرد شہر پناہ سنگین تعمیر کرادی جس سے اطمینان خاطر ہو چنانچہ یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا اور بیس لاکھ روپیہ سنبلوی دگنی التمغہ شروع ہوئی اور صفر ۱۰۳۵ھ میں آغاز ہو کر گز مدور سنگین دیوار و چار سو برج مع چبوتروں کے اور آٹھ دروازے آہنی اور خندق و شوار گزار تعمیر ہو گئے جو اب تک موجود ہے۔

موسیٰ ندی کا پل کہنہ بھی اسی بادشاہ کے وقت میں بخرچ نود و شش ہزار روپیہ تعمیر ہوا کہتے ہیں کہ جونپور میں دریائے گومتی کا پل اسی سال میں بنا ہے علاوہ اسکے باغ ابراہیم شاہی متصل قلعہ و باغ گلشن اندر ان قلعہ و لنگر باغ امام و دالان جامع میں باگرا ہتمام حسین شاہ ولی آباد بادشاہ و دالان آبادی ابراہیم بن کہنہ کسکو و کہنہ بدوہلی و قلعہ رسلپور و کالا جھونر قلعہ و مسجد و مدارس اور دوسری عمارتیں بھی اسی بادشاہ کے وقت میں تعمیر ہوئیں۔ کہ مبارک سولانگ کا مرس بھی اسی بادشاہ کے زمانہ میں

شروع ہوا ذکر سلطنت سلطان محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ

جب سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اس دنیا سے منہ موڑ کر تخت شاہی کو خالی کیا تو تمام امرا خواص متفق ہو کر ابو الفتح سلطان محمد قلی قطب شاہ کو کہ وارث تخت و تاج اور فرزند ابراہیم قطب شاہ کا تھا تخت سلطنت پر بٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھا جب یہ بادشاہ سریر آرائے دولت ہوا تمام اعیان سلطنت و ارکان دولت و رعایا پر ایا کو الطاف خسروانہ سے مسرور و شاد کام کیا اور پسر امیر شاہ میر کو کہ سر حلقہ امیران دولت تھا ایک جرار لشکر دیکر سپاہ نظام شاہیہ کے ساتھ تسخیر قلعہ ندرک کیلیے روانہ کیا لیکن ابراہیم عادل شاہ نے منت سماجت کی اور قلعہ مذکور کی فتح سے روکا چنانچہ محمد قلی قطب شاہ نے امیر شاہ میر کو اس حملہ سے منع کیا امیر مذکور نے وہاں سے کوچ کر کے موضع کاکن وناکاوی وغیرہ کو مفتوح کر کے مراجعت کی اور علی خان لشکر کو مکرم

صاحب تحفہ قطب شاہی بسلسلہ ذکر دریائے موسیٰ کا پل ابراہیم قطب شاہ نے اسوجہ سے بنایا کہ اسکا بیٹا محمد قلی سماہ مہا گنی طوائف حسن جانفزا پر مائل تھا اور روزانہ وقت کو موضع مجھلم کباب حیدر کی آمادی کو گولکنڈہ سے جایا کرتی تھی اور بعض وقت ایسا ہوتا کہ ندی کی طغیانی کی وجہ سے پار نہ جا سکتی تھی اور باپ سے مخفی جایا کرتا تھا ایک روز سرحد بارش پر گھوڑے پر سوار ہو کر گولکنڈہ سے چلا جب ندی پر آیا تو نہایت طغیانی پر پایا اور مجبور ہو کر گھوڑا دریا میں ڈالا خطیر نے اسکو سلامت دوسرے کنارے پر پہنچایا اور سیدھا برہنہ بادشاہ کو پہونچا اور بادشاہ نے خوش ہو کر ایک اور توشہ دریائے موسیٰ کا پل بنا دینے کا حکم دیا چنانچہ پل بنا کر بسنی سے چودہ سال پیشتر تیار ہوا ایک شخص نے سنہ تاریخ تعمیر یہ کہا بنو اشرفی انام پایا۔ فرشتہ اوگزیدہ مارا مرد گزیدہ ایں سنہ تاریخ او گزر گما

ہو گیا نہایت سنجیدگی بجا لکے اس بادشاہ نے اسپر شاہ میر کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اپنی بہن کی شادی عادل شاہ بادشاہ بیجاپور سے کردی اسی بادشاہ نے قلعہ گولکنڈہ چھوڑ کر حیدرآباد بسایا اور اسکو دارالسلطنت بنایا

اسی حیدرآباد کے بسنے کا حال ضمن حالات محمد قلی میں آیندہ لکھیں گے اس بادشاہ کے وقت میں قلعہ مدورا کی تسخیر کرنا

ملک امین الملک کو کنڈیکنڈہ کی طرف بھیجا گیا اور خود بادشاہ بھی اوسطرف روانہ ہوا چنانچہ نرسمہ راج نے خاص مرکت اوتھائی اور اسکے نام قلعے فتح کے گئے قلعہ پنگیڈہ بھی سر ہوا جب افضل خان جو لشکر مرتضیٰ نگر نے مکت پی راجہ

بیجانگر سے جنگ کی نوبت کار شاہی سے افضل خان کی سرکوبی کیلئے سردار بھیجے گئے لیکن ان سرداروں میں سے رستم خان نے بددلی کی اور مجاہدان شاہی میں گڑبڑ کردی اس پر اعتبار خان اور علم خان و

بھالی راؤ و خانخانان غرض اسکے کفار کیلئے تعین ہوئے ان میں بھی نااتفاقی و نمکحرامی نے اثر کیا اور خانخانان و علم خان و بھالی راؤ والی مرتضیٰ نگر سے مل گئے آخر کار بادشاہ نے امین الملک کو آن

کی سرکوبی کیلئے مامور کیا چنانچہ اس زبردست سردار نے ان سب کو مار پیٹ کر ٹھیک بنا دیا ایک شخص کہ قلندر

نام تھا سر حد بیجانگر میں اپنی سلطنت کا علم کھڑا کیا اعتبار خان سردار شاہی نے اسکو بھی شکست دیکر ٹھیک

کیا اور بھائی بلند کو درگاہ سلطانی میں لاکر حاضر کیا یہ شخص پھر اپنی موروثی جاگیر پر سرفراز ہوا لیکن

پھر اسنے مخالفت کی آخر کار بر اسی خان کے کہنے پر بادشاہ نے ان سب کا قلع قمع کر ڈالا عمال

راجہ بندری نے شکایت کی کہ اسطرف بہت سے کافروں نے ہنگامہ مچا رکھا ہے انکو استیصال کیلئے

بندوبست فرمایا جائے لہذا امین الملک ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور وہاں کے بدکرداروں سے

لڑائی شروع ہوئی راؤت راؤ مارا گیا پیچندر بھاگ گیا جلور فتح ہوا بیٹے بیٹے آفت جوائی

گنتر اچہ والی نکنڈہ کا سر کچلا یا اور بادشاہ سے مخالفت شروع کی چنانچہ گنتر اج پر فوج بھیجی گئی

اور گنتور تسخیر کیا گیا اور کمٹہ کی سپہ سالاری پر سید حسن سرفراز ہوا۔ غرض ان سب جنگوں کے

بعد وزارت سلطنت پر سید مرزا محمد امین سرفراز ہوا سنہ ۱۰۳۸ھ میں شاہ عباس

بادشاہ ایران کی طرف سے امر اللہ سلطان باسر بادشاہ کی خدمت میں ایلچی ہو کر آیا تھا اور بہت سے

تحائف مع محبت نامہ مودت آمود

تحایف مع محبت نامہ مودت آمود پادشاہ کے جانب سے لایا تہا محمد قلی شاہ نے مہدی قلی سلطان طالش کو بہت سے تحایف ہندو دکن کے ساتھ ایلچی بنا کر ایران بہیجا تہا۔ اس پادشاہ کے فرزند نرینہ نہ تہا اسلئے اس نے اپنے بہانجے کو بطور فرزند پرورش کیا تہا نام اوسکا سلطان محمد تہا جب وہ جوان ہوگیا تو اوسکی شادی اپنے دختر کے ساتھ کردی اور اس خوشی مین بڑے بڑے جشن کئے اس پادشاہ کے وقت مین چند بدمعاشون نے پادشاہ کے خلاف حیدرآباد کے بازار مین فتنہ و فساد برپا کیا چنانچہ وہ سب اپنے کیفر کردار کو پہونچے پادشاہ کے بہائی خدابندہ نے بہی کچہ فساد برپا کیا وہ بہی قلعہ محمد نگر مین قید کیا گیا۔ وسنا دیو راجہ ورنگل نے جو ایک محکوم راجہ رہگیا تہا اوسنے مخالفت کی پادشاہ نے چنگیز خان کو اس راجہ کے سر کوبی کیلئے مامور کیا چنانچہ وسنا دیو گدی سے اتارا گیا اور بجاے اوسکے کشنا راجہ کو گدی نشین کیا گیا اس کشنا راجہ نے پادشاہ کو دو لاکھ ہون اور تین ہزار ہاتہی نذر گذرانی اور یہہ خراج سالانہ اوسکے مقرر ہوا۔ ایکبار پادشاہ نے مرزا محمد امین وزیر کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا تہا اس وزیر نے پادشاہ کی بہت دھوم دہام سے دعوت کی تہی۔ سنہ ۱۰۱۰ ہجری مین راجہ بستر پر تاب ونت نے

نوٹ ۱ ان تحایف مین علاوہ دیگر اشیاء کے ایک تاج موتیون سے مرصع تہا اور خنجر آبدار جواہر نفیسہ سے مرصع مکمل اور چالیس گہوڑے عباسی زرنگار ساز و براق سے سجے ہوے۔ اور پانصد توپ مخمل و اطلس رنگ و زربفت اعلی سی اور پانصد توپ اطلس و مخمل و زربفت و میلک رنگ مختلف اور بار چوڑ قالین کرمانی کہ ہر ایک اونٹ سے بار اگر عرائض طویل تہا آتی تہی۔ اس ایلچی کو سوا اوسکے ایکصد ہمراہیون کے سلطان محمد قلی قطب شاہ نے انعام و اکرام سے مالا مال کردیا اور اپنی طرف سے بہی مہدی قلی سلطان طالش کو ایلچی بنا بہیج تحایف شاہانہ ہندو دکن ایران بہیجا تہا اس محبت و وداد کا اصلی سبب یہ تہا کہ شاہ عباس ایران اور سلطان محمد قلی دونون شیعہ مذہب تہے

نوٹ ۲ اس دعوت مین وزیر نے علاوہ دیگر تحایف کے تیس عربی گہوڑے تیس ہاتہی مع سامان نقرہ و طلا اور ایک کمرنبہ مرصع اور ایک آئینہ مدور بلوری دو رویہ اور چودہ جلد قرآن اور بائیس غوری لنگیان اور بائیس شال کشمیری اور قیمتی تکیہ کرمانی اور بہت سے خوان پر از زر و جواہر پادشاہ کی نذر گذرانی۔ اور پچاس ہزار روپیہ طوائفون کو دیئے پادشاہ نے اپنے کمانڈر پرسچا دار اتار کر وزیر کو عنایت کی اور پانچ گہوڑے عربی اور پانچ ہاتہی و خلعت فاخرہ عطا کیا۔

شور و شر مچایا چنانچہ وہ بھی سرکوبی کرکے اسیر اور نابود ہوا۔ اسکی دربار کا یہ معمول تھا کہ ہر صبح امرا و خوانین حضور کے آکر حاضر ہوتے تھے اور یہ امرا و شاہی مکان سے اپنے ساتھ مہیا رکھتے تھے تاکہ حکم ہوتے ہی منزل مقصود کو روانہ ہو جاویں آخر کار یہ بادشاہ دہ یازدہم ذیقعدہ ۱۰۳۵ھ سنہ اجری شب شنبہ کو بعد سی سال سلطنت کرکے انچاس برس کی عمر میں زیر گرای عالم جاودانی ہوا اور اپنے دادا کے قبر کے پاس لنگر فیض میں مدفون ہوا اب تک اوسکا گنبد موجود ہے۔

عمارات سلطان محمد قلی قطب شاہ

جاہ
میں سمجھتا ہوں کہ اسوقت موجودہ میں حکمداری نظام میں دار السلطنت حیدر آباد کے عمارات عالیشان جو کچھ بنیا دیکھا رہے ہیں وہ سب اسی بادشاہ کے بابرکت سلطنت کے یادگار ہیں خاص شہر حیدر آباد۔

فرخندہ بنیاد اسی بادشاہ جہان پناہ کا بسایا ہوا ہے اوسکے آباد ہونے کی اصل وجہ تو وہی بھاگتی طوائف کا خیال اس بادشاہ کو تھا۔ لیکن اوسنے اپنے امرا اور خواہین سے یہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ گلکنڈہ ایک چھوٹی جگہ ہے اور اوسمیں عیسا چاہئے ہمارے امرا اور وساوسکنی دار الخلافت کو آرام نہیں ہے علاوہ اسکی ہماری جاہ و حشمت کی شایا نہیں ہے لہذا دریا موسی کے اوسطرف جو میدان نمونہ خلد بریں پڑا ہے اوسپر ایک نیا شہر بنایا جاوے پس فوراً اسپر تعمیر کو حکم ہوا کہ ساعت سعید میں بنیاد شہر قایم کرے اوسمیں چار بازار ہوں اور ہر بازار کے کنارہ پر چار طاق اور چودہ حجرہ دوکانین و محل و سائبان اور بارہ ہزار محلہ مساوی الاضلاع تعمیر کریں اور عمارت اور دولت خانہ شاہی کے اور دروازہ عالی اور دار الشفا و جلوخانہ و نقارخانہ شاہی و مکانہای کارخانجات اور بہت سی محل واسطے اہل خدمات کے اور جامہ خانہ و قبول خانہ و سلاح خانہ و مطبخ خانہ وغیرہ و مسجد جامع و عاشور خانہ عالی وغیرہ تعمیر کئے جاوین حسب الحکم بادشاہ کے چار طاق جلوخانہ کے کہ اب چار کمان کے نام سے مشہور ہین۔ تعمیر کئے گئے۔ اس کمان غربی کو دروازہ دولت خانہ عالی اور دروازہ شرقی کو نقارخانہ شاہی کے نام سے موسوم کیا اور وسط جلوخانہ مین ایک حوض مدور بنایا گیا اور ہر دو تختہ بازو کے کہ حوض کے دروازے ہتے ساگوان کی لکڑی سے بنا کر اوسپر صندل و عاج لگایا گیا اور نقش و نگار کئے گئے اور اوسکے قبہ اور میخین اور جال سراسر طلائی خالص کے بنائے

گئے۔ دروازون پر زربفت کے پردے لگائے گئے نقارخانہ مین پانچ وقت نوبت
کہڑکنے لگی اور متصل خلاق جنوبی کے جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین حمام تعمیر کیا گیا
اسکے سوائے۔ چندن محل اور گگن محل جاگیردارون اور سلحدارون اور امرا
وخوانین کے نشست کے لئے تعمیر کئے گئے۔ معمول تہا کہ ہر روز پہر دن چڑھے
بارا ہزار سلحدار و بارگیر مسلح و طیار نشست پر آتے تہے شب کو اونہین کھانا
ملتا دوسرے روز اوسیوقت یہہ گروہ چلا جاتا تہا اور دوسرا گروہ اونکی
جگہہ آجاتا تہا۔ عدالت کے واسطے دادمحل تعمیر ہوا۔ دارالشفا بیمارون کے
لئے طیار کیا گیا جسمین دوا غذا سرکار سے ملتی تہی۔ دریای موسے پر
بندی محل و نبی باغ کہ آخری چہارشنبہ کو اوسمین جلسہ ہوتا تہا اور نبات
گھاٹ اور عمارت کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی محل
و جعفری محل و حیدر محل کہ بعد ازان حیدر مندوزی کے نام سے مشہور ہوا
اور بہت سے باغ سیر و تماشا کے لئے تیار کئے گئے۔ ایکسال شہر حیدرآباد
مین زور و شور سے وبا پھیلی۔ اسکے رفع کرنے کے لئے عاشور خانہ بادشاہی
تعمیر کیا چونکہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو منظور تہا کہ آبادی شہر حیدرآباد کی
مثل مشہد مقدس کے صورت پکڑی اسلئے بجاے روضہ امام ضامن علی موسے
رضا کے چار مینار تعمیر کیا گیا اوسوقت اسکی بلندی باسٹھہ گز تہی۔ اوسکے پاس ایک
مسجد تعمیر کی گئی اور حوض بنایا گیا طالب علمون کے لئے مدرسہ بہی حوض
کے پہلو مین تعمیر ہوا اس مدرسہ کے بیچ اور ایک حوض بنائی گئے جسمین
شیرون اور ماہیون کی صورت کے فوارے لگائے گئے۔ بعض کہتے
ہین کہ چار مینار تین لاکھہ روپیہ کی لاگت سے اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکھہ
ساٹھہ ہزار کے خرچ سے تعمیر ہوا ہے۔ تاریخ تعمیر اسکی (یا حافظ)

ہے جس سے سنہ ۱۰۰۰ ہجری نکلتے ہین - یہہ چار مینار بہت خراب حالت مین تہا نواب مراد دلیر بہادر نے اسکو درست کراکر روح سلطان محمد قلی قطب شاہ کو مسرور کیا - مسجد جامع الطف خان ملک امین الملک کے اہتمام سے سلطان قلی قطب شاہ نے بخرچ دو لاکھ روپیہ ۱۰۰۰ مین تعمیر کرائی - اس قول کی تصدیق مین دروازہ جامع مسجد پر امین الملک مہتمم تعمیر جامع مسجد کا نام کندہ ہے اس جامع مسجد مین مدرسہ و خانقاہ بھی بنا لی گئی تہی - غرض کہ شہر مینو سواد حیدرآباد ہر ہر خوبی و خوش اسلوبی سے تعمیر ہو کر آباد ہو گیا اسکی تفصیل و تخمین کی نہین ہے حضرت اصفیاہ مغفرت مآب کے وقت کی تعمیر کردہ ہے سلطان محمد قلی قطب شاہ کو شاہ کو ہر سال حیدرآباد سے چار لاکھ ہون حاصل ہوتا تہا اور وہ کل رقم غریبون کو اپنا نا تقسیم کرنے اور اقامات سادات و علما و مولد شریف و یک لاکھ روپیہ خوشبوئون مین صرف ہوتا تہا ساٹھ ہزار روپیہ لنگر عام مین صرف ہوتا تہا اور بارہ ہزار ہون مجاورین کو دیا جاتا تہا - یہہ بادشاہ شیعہ مذہب تہا اسلئے غرہ محرم سے سیاہ لباس ماتمی پہنتا تہا - الناس علی دین ملوکھم کے قول پر رعایا بہی سیاہ پوشاک پہنتی ہے اونکو بہی

نوٹ - میر ابو طالب ناظر شاہی لکھتا ہے کہ شہر حیدرآباد بعہد سلطان محمد قلی قطب شاہ بخرچ ستر لاکھ ہون ہر ایک ہون چہہ روپیہ کا ہوتا تہا تعمیر ہو کر آباد ہوا ہے اور اوسکی آبادی بلدہ سے قصبہ ترکپلی و ابراہیم پٹن و پٹن چیرو و پہونگیر نامی پلی تک تہی - ہر ہر سردار فوج اپنا لشکر لیکر متفرق طور پر آباد ہو گئے تہے اسیوجہ سے جابجا جنگلون مین مساجد و تختہ مکانات اور گنبدون کے نشان ابتک موجود ہین جب شہر حیدرآباد کا حصار اصفیاہ نے بنوایا اوسوقت بہت مشکل پڑگئی اور شہر کے اندر زمین ایسی گران ہوگئی کہ زمین پر برابر روپیہ بچہا دینے سے زمین نہین ملتی تہی مجبوراً بیرون شہر آبادی بڑہکر چاولی الوال تک اور اوہر ہزلی کے چشمہ تک اور باغ قدمی تک شہر سے چہہ کوس پر ہے پہونچ گئی ہے -

نوٹ ۲ - الف خان کے نسبت لکہا ہے کہ یہہ شخص ہر سال اسی ہزار روپیہ زایرین مکہ و مدینہ و کربلا کے واسطے تقسیم کیا کرتا تہا -

یہہ لباس سبز و سیاہ سرکار سے ملتا تہا۔ دو علاوہ بہی اوسنے بنا کئے جنمین بارہ ہزار طاق روشنی کے تہے۔ ایک لاکھ روپیہ دست خاص سے خیرات کیا کرتا تہا۔ اور بہت سا روپیہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و نجف شریف و کربلای معلی و مشہد مقدس وغیرہ کو بہیجا کرتا تہا۔ رعایا مین سے جو دولہ محل شاہی کے پیچہے سے نکلتے تہے خلعت پاتے تہے۔ اور جو شخص اپنے بچہ کا ختنہ کرتا اور شاہی محل کے نیچے آتا خلعت فاخرہ پاتا تہا اسوجہ سے بادشاہی محل کے نیچے روزانہ ہزارہا مخلوق جمع رہتے تہے اور سرکار شاہی سے بہرہ ور ہو کر جاتے تہے۔ عاشور خانہ بادشاہی ۱۰۰۰ھ ہجری مین تعمیر ہوا ہے اور ساڑہے ہزار روپیہ اسکی تعمیر مین لگا ہے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے وقت مین چین کے مصوروں نے آکر سمین نقش و نگار بنائے ہین اور جا بجا سلطان عبداللہ قطب شاہ لکہدیا ہے لیکن دراصل یہہ عاشور خانہ محمد قلی قطب شاہ کے عہد کا تعمیر شدہ ہے جسکا نام تاریخ تعمیر کے ساتہہ عاشور خانہ کے ایک طاق پر لکہا ہے یہہ عاشور خانہ مدت دراز تک گاریخانہ تہا لیکن نواب نظام علیخان بہادر نے نوازش علیخان کے لکہنے سے بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر مقرر کردی اور علم کہڑے کئے جانے کا حکم دیدیا نواب سکندر جاہ بہادر نے بہی دو ہزار روپیہ سالانہ نقد مقرر کردیا ہے ۱۲۵۳ھ ہجری مین نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز رات کو تماسا دیکہنے اس عاشور خانہ مین تشریف لائے تہے ایک شخص مسمی قرابین ہاتہہ مین لئے حضور پر نور کے قریب تک پہونچ گیا فوراً اعتصام الملک عرف مہابت جنگ نے اوسکو لات مار کر نیچے گرادیا اور حسب الحکم حضور گرفتار کرلیا بعد تحقیقات وہ شخص ہاتہی کے پانون سے باندہا گیا اور اسیطرح گھسٹتے گھسٹتے مرگیا علم مبارک کا متبرک بہی۔ علی آقا نام مغل والایت عرب سے اسی بادشاہ کیوقت مین لایا ہے جسکا حال آئندہ عبداللہ قطب شاہ کے ذکر مین آویگا۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے خصلت و عادات و اولاد

یہہ بادشاہ نہایت رحم دل تہا کبھی کسی کے دل کو بلا وجہ نہین دکہایا۔ آغاز سلطنت مین خوب عیش کیے پھر نہایت متقی اور پرہیزگار ہوگیا۔ عالمون اور فاضلون کا قدردان تہا۔ تعمیر کا شوق تہا اس حد پر تہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اپنا جاہ وجلال دکھلانیکا بھی اوسکو بڑا شوق تہا تمام عمر مین کبھی کسیکو قتل کا حکم نہین دیا۔ البتہ شرع سے مجبور تہا کہ قصاص کا حکم دینا پڑتا تہا داد و دہش حد سے زیادہ تہی۔ مذہب کا پکا اثنا عشری تہا اس سبب سے تمام ملک تعزیہ پرست ہوگیا تہا اچہا اور نیک نام رہا۔ فرزند نرینہ نہ رکھتا تہا اسی لئے اپنے بھتیجے سلطان محمد کو روز تولد سے لیکر بطور فرزند پرورش کیا تہا۔ وہی ولیعہد سلطنت تہا اور پہراوسکو اپنی بیٹی بہی دیدی تہی۔ اسی بادشاہ نے دو لاکھ ہون زکات کی معاف کرکے برہمنون کے ظلم وستم سے رعایا کو نجات دی تہی۔

ذکر سلطنت سلطان محمد قطب شاہ

یہہ بادشاہ سلطان محمد قطب شاہ کا بھتیجا اور داماد تہا اور چونکہ چچا کا ولیعہد تہا اسلئے بلا روک ٹوک تخت سلطنت پر بیٹہہ گیا اسنے بہی جملہ امرا و خوانین و رعایا و بریا کو انعام واکرام و جاہ ومنصب سے راضی اور شاد کام کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اس بھتیجے کے تولد کی خبر میر مومن زبردست کی زبانی سنی اوسیوقت اس شاہزادہ کو اپنے عہد عاطفت مین پرورش کرنے کے لئے مانگ لیا جسکو آخرکار تخت شاہی نذر کردیا یہہ شاہزادہ۔ پہارشنبہ کے روز ۲۳۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۱۱ ہجری مین تولد ہوا تہا۔ جب سلطان محمد قلی قطب شاہ قریب المرگ پہونچا تو میر مومن صاحب کو بلاکر سخت تاکید وتنبیہ کردی کہ سوائے شاہزادہ سلطان محمد کے کوئی تخت پر نہ بیٹہے وہی وارث تخت وتاج ہے چنانچہ میر مومن موصوف نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا دم نکلتے ہی اس شاہزادہ کو تخت پر بٹہلادیا اور بعدہ تجہیز وتکفین بادشاہ مرحوم کی عمل مین آئی۔ جب سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

اور سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی کی خبر اطراف وجوانب کے بادشاہون کو پہونچی تو اونہون نے اوای تعزیت وفات وتہنیت جلوس کے لئے ایلچی بھیجے۔ ابراہیم عادل شاہ بیجاپور کے طرف سے میر محمد تقی اور مرتضے نظام شاہ احمدنگر کیطرف سے۔ میر ابوالفتح ایلچیان آئے اور ان دونون کے خط محبت آمود پیش کئے یہانسے بہی جواب محبت امود بہیجا گیا۔

سنہ ۱۰۲۱ ہجرے مین میر محمد امین میر جملہ کو دس ہزار ہون سرکار شاہی سے بغرض روانگی بیت اللہ عطا ہوے۔ اسی سال مین راجہ دشتر کی سرکوبی کے لئے سید کمال الدین ماژندرانی بہیجا گیا۔ اور اوسنے اوسکو مغلوب کرکے بادشاہی رعب وداب ولایت دشت مین قایم کردیا۔ ابوالفتح شاہ عباس والی ایران کا ایلچی حسین بیگ قبچاقی بہی بہت سے تحفے تحایف لیکر آیا۔ سلطان محمد قطب شاہ نے بہی اپنا ایلچی شیخ محمد خاتون کو مقرر ایران روانہ کیا۔ مولف گلزار آصفیہ نے شاہ ایران کا حظ تمام وکمال درج تاریخ کیا ہے اوسمین بہت سے فضول عبارت درج ہے جو بادشاہون کے جوابے مین اصل مطلب اتنا ہے کہ ہم نے آپ کے چچا مرحوم کی وفات کی خبر سنی اسی بہت کچہہ ملال ہوا لیکن تمہارے تخت نشینی سے وہ غم دور ہوگیا اور ہم مبارکباد دیتے ہین اور آج کل ہمارے اور سلطان روم کی صلاح ہے جو کچہہ ضرورت تمکو لاحق ہوے اوس سے فورا اطلاع بخشو ہم ہر طرح سے مدد کرینگے اور ہمیشہ مثل اپنے برادرون کے ہم سے بہت رکہو۔ ایک تاج وخنجر وپچاس عربی گہوڑے بہی علاوہ دیگر تحایف کے بہیجے۔

اس بادشاہ کے فرزند جگر بند بتاریخ ۲۸۔ شوال المکرم سنہ ۱۰۲۳ ہجری روز دوشنبہ پیدا ہوا۔ جسکی بڑی خوشی منائی گئی۔ اس فرزند کا نام بادشاہ نے سلطان مرزا عبداللہ رکہا سنہ ۱۰۲۵ مین دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ اس بادشاہ نے بہی مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے ایک نیا شہر بسانا چاہا تہا۔ اور قلعہ کی تعمیر حیدرآباد سے مشرق طرف شروع بہی ہوگئی تہی جسپر نو لاکھ روپے صرف ہوچکے تہے۔ لیکن اوسی حالت مین یہہ بادشاہ بیمار ہوگیا۔ اور مصری اطبا کے معالجہ سے یہہ نیک نام متقی بادشاہ صدمہ اوٹہاکر سنہ ۱۰۳۱ ہجری مین خلد برین کو عازم ہوا۔ مدت سلطنت

اوسکی بیس سال سے کچھہ زیادہ رہی اور عمر اوسکی بیالیس سال کی تھی۔ لشکر قیض مین اپنے آباواجداد کے پہلو مین دفن ہوا ہنوز گنبد اوسکا موجود ہے۔

اولاد سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کے اولاد مین دو بیٹے تھے بڑے بیٹے کا نام عبداللہ مرزا تھا جسکی عمر باپ کے وفات کے وقت صرف (۱۸) سال کی تھی۔ بعد باپ کے یہہ تخت نشین ہوا۔ کہتے ہین کہ جب سلطان محمد قطب شاہ کا مزاج حد سے زیادہ بگڑ گیا اور موت کے آثار نظر آنے لگے تب اوسنے اپنے معصوم بیٹے عبداللہ مرزا کو بلایا اور حکم دیا کہ اس مصلے پر جاؤ اور دو رکعت نماز حاجت پڑہکر ہمارے صحت کے لئے دعا مانگو۔ عبداللہ مرزا نے وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کرکے دعا مانگنا شروع کی۔ کہ الٰہی میری سلطنت کو استحکام اور استقلال دے اور اس مراد کے برآنیکے لئے بہت سے زار و نالے درگاہ باری مین کئے۔ پھر باپ کے سامنے حاضر ہوکر عرض کیا کہ غلام نے درگاہ احدیت مین حضور کی صحت مزاج کے لئے بہت کچھہ زار و نالی کی ہین انشاءاللہ بہت جلد شفاے عاجلہ و صحت کاملہ حضور کو نصیب ہوگی۔ بادشاہ نے یہ دیر بیٹے کی منہ کو دیکھا اور قیافہ سے اصل مقصد کو پہچانکر فرمایا کہ اے فرزند تم نے اپنی استحکام اور قیام سلطنت کے لئے دعا مانگی وہ درگاہ باری مین قبول ہوی۔ بیشک یہی دعا مانگنی ضرور تھی۔ اب جاؤ اور اپنی سلطنت کو دیکھو ہم رخصت ہوتے ہین۔ سبحان اللہ عقل بادشاہان کرامت کاملان سے کم نہین ہوتے۔

عمارات سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کی بنائی ہوی عمارات مین اسوقت کہ مسجد موجود ہے۔ کہتے ہین کہ یہہ مسجد اسی بادشاہ کے عہد مین بنا شروع ہوی۔ اور سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے وقت تک

بنتی رہی جب سلطان محمد قطب شاہ کو منظور ہوا کہ ایک ایسی عالیشان مسجد اس شہر مین بنائی جاوے جسکا ثانی و نظیر دور و نزدیک نہ نکلی تب اوسنے اپنی ملک مین اشتہار دیا کہ جس شخص کی نماز عصر قضا نہوی ہو وہ آوے چنانچہ بے انتہا لوگ جمع ہوے اور بادشاہ بھی آیا اور آواز بلند پکارا کہ کون کون شخص ہین کہ جنکو نماز نہ قضا کرنے کا دعوے ہے اوس ہزارہا مخلوق مین سے صرف دو شخص نکلے ایک نے کہا میری ایک رکعت نماز فجر مین قضا ہوی ہے مین نماز مین تھا کہ سورج نمودار ہوا دوسرے نے کہا کہ نماز فجر مین ایک وتر مجھکو قضا ہو جانیکا شک ہوا ہے اسلیے دوبارہ پڑھلی ہے بادشاہ نے کہا میرا تجھ تک کبھی قضا نہین ہوا اور یہہ کہکر تم اپنے سر پر اوڑھا کر پایہ پر رکھدیوہ دونون شخص بھی شریک ہوے اور انعام سے بھرہ ور ہو کر رخصت ہوے جب دولت قطب شاہیہ نے اس خاندان سے منہ موڑا اور یہہ مملکت دکن اورنگ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کے تحت مین آئی اوسوقت تک اسکی تعمیر جاری تھی آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہو چکے تھے داروغہ تعمیر نے بادشاہ غازی سے عرض کیا اگر ایک لاکھ روپیہ اور مرحمت ہون تو تعمیر ختم کو پہونچ جاویگی اوسپر بادشاہ نے حکم دیا کہ کار دنیا کسی تمام نکرد ہر چہ گیرید مختصر گیرید اور یہہ مسجد اوسی طرح رہ گئی گلزار آصفیہ کے مؤلف نے اس حال پر بڑی طول عبارت اپنی تاریخ مین درج کے ہو اور عالمگیر کو طرح طرح سے بدنام کیا ہے کنجوسے و خساست کا بہتان لگایا ہے مگر وہ یہہ نہین خیال کرتا کہ عالمگیر ظاہری عمارت کے تئوین ناپائدار جانتا تھا جو فی الواقعی ہے برخلاف اسکی وہ قصر و ایوان دین اور اسلامی بیچی مستحکم و پائدار عمارت کی بنیاد ڈالتا تھا جو قیامت تک مسلمانون کے پائداری کا باعث ہوتا افسوس ہے کہ اسکی اولاد نالایق نکلی کاش اگر عیش پرست سلاطین قطب شاہیہ کے مانند اوسکی اولاد مین یہہ پھیلاتی تو دیکھ لیتے کہ ہوا اسلام مشرق و مغرب مین تیموریہ نسل کے قدم کے ساتھ نظر آتا یہہ دکھن کے فتوحات ہے کا بدتیجہ ہوا کہ اسکی اولاد عیاش ہو گئے اور سلطنت کھو بیٹھے۔

پرانا قلعہ جو سرورنگر کے قریب پڑا ہے اسی سلطان محمد قطب شاہ نے تعمیر کرانا شروع کیا تھا اور اسکا سلطان نگر نام رکھا تھا۔ مگر وہ مر گیا عبداللہ قطب شاہ نے اسکی تعمیر کو منحوس جان کر موقوف کر دیا۔ قلعہ محمد نگر کے راستہ میں ایک مسجد دمڑی مسجد کے نام سے ابتک مشہور پڑی ہے اسکا قصہ یوں لکھا ہے کہ داروغہ تعمیر کہ مسجد کو دمڑی فی روپیہ خرچ تعمیر سے ملتا تھا اوسنے یہہ دمڑی جمع کرکے یہہ علیحدہ مسجد تعمیر کی ہے۔ کہ مسجد سنہ ۱۱۱۱ ہجری میں تیار ہو گئی باغ محمد شاہی بھی اس بادشاہ نے دولتخانہ شاہی کے قریب بنوایا تھا جسکا اب نام و نشان باقی نہیں ہے سنہ ۱۱۳۱ ہجری میں ایک عمارت بنام آہی محل تعمیر کی گئی جس شخص کو فریاد کرنی کی ضرورت ہوتی وہ بلا توسط غیرے بادشاہ سے عرض معروض کر سکتا تھا۔ پرانی عیدگاہ بھی اسی بادشاہ کے وقت کی تعمیر شدہ ہے۔

ذکر سلطنت سلطان عبداللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

یہہ بادشاہ بعد وفات اپنے باپ سلطان محمد قطب شاہ کے اٹھارہ برس کی عمر میں تخت سلطنت پر بیٹھا جملہ امرا و خوانین نے متابعت کی اور نذر تہنیت جلوس گذرانی تخت پر بیٹھتے ہی اس بادشاہ نے اپنی ساری ہمت تعمیر عمارات پر صرف کرنا شروع کی (افسوس کہ اس بیوقوف غافل بادشاہ نے تعمیر لشکر و آراستگی سپاہ کا مطلق خیال نکیا حالانکہ دولت قطب شاہیہ شاہان تیموریہ کے اوقت تختہ مشق بن رہی تھی) چنانچہ عمارت گوشہ محل جسمیں قبول مؤلف گلزار آصفیہ ایکہزار حجرے تھے اور نہایت عظیم الشان ایک حوض تھا اور حجرے

نوٹ اعظم الامرا امیر جملہ نے قلعہ سرورنگر کو اپنی منکوحہ سرور افزا بیگم کے نام سے تعمیر کرنا چاہا تو اسی پرانے قلعہ کے پتھر نکالکر لائے اور قلعچہ سرورنگر میں لگائے گئے۔ اس سرورنگر کو حضور نواب ناصرالدولہ بہادر نے از سر نو درست کرایا ہے۔ اور پرانے قلعہ میں ایک بڑی وسیع باوڑی بنوائی ہے باغ بھی لگوایا ہے جسمیں ہر قسم کے درخت لگائے گئے ہیں۔

بلندی استقدر تھی کہ اچھا زبردست جوان لیمون کو نہایت زور سے اگر بلندی کے طرف پھینکتا تھا تو ہرگز نہ پہونچتا تھا اسی بادشاہ نے بصرف تین لاکھ چالیس ہزار روپیہ یہ تعمیر کرایا ہے۔ اب اس گوشہ محل کی عمارت مین صرف حوض اور پھنوارہ اور بارہ عمارت باقی ہے باقی سب عمارت فنا ہوگئی۔ سوائے اسکے باغ لنگر پلی بھی بصرف تین لاکھ روپیہ اسی بادشاہ نے تعمیر کرایا اس بادشاہ کے زمانہ مین دو مشہور ہاتھی صورت۔ مورت۔ نام تھے جنکا کوئی ہمسر حیدرآباد مین مشہور ہے۔ مورت نام ہاتھی کا عجیب وغریب قصہ مولف گلزار آصفیہ نے لکھا ہے جو بادشاہ کو چار شبانہ روز جنگلون مین لے پھرا تھا

نوٹ اس باغ لنگر پلی کو سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اسباب نظیر بنوایا تھا کہ گویا زمین پر فردوس بریں اُتار دی تھی۔ ایک درویش باکرامت شاہ مومن صاحب چپ فقیر اوس زمانہ مین زندہ تھے دونفس سے باتین کرتے تھے کہتے ہین کہ وہ دیوار قہقہہ پر بہت سے فقیرون کے ساتھ گئے تھے اور دیوار پر چڑھکر دوسرے طرف دیکھتے ہی اپنے آپ کو اوسی سمت مین گرا دینا چاہا لیکن اکبر فقرا نے انکی کمر اور بیرون مین مضبوط رسہان باندھ دی تھین جب اونہون نے اوسطرف گرنا چاہا فقیرون نے کھینچ لیا لیکن اوس روز سے وہ خاموش ہوگئے اور کبھی زبان کو ایک حرف سے آشنا نہ کیا اسلئے مومن چپ کے نام سے مشہور ہوگئے۔ عبداللہ قطب شاہ کے حکم سے انکو باغ لنگر پلی مین لاکر سپرد کیا شاہ موصوف نے ہجوم طوایفان رقاص اور تراکم اشجار اور جوشش انہار وحوضہای بسیار وسعت جانوران خوش گفتار کو دیکھا اور حسن کرم صرف استقدر فرمایا کہ (آن اصل است واین ہمہ نقل است)

پھر ہر چند بجہ ہو کر دریافت کیا کچھ نہ بولے **نوٹ** کہتے ہین کہ اکبر وزیر (۲) نے بچہ کو سلطان عبداللہ قطب شاہ صورت نامی فیل پر سوار ہو کر حیدرآباد سے گولکنڈہ کو جاتے ہوئے راستہ مین صورت نے دیکھا موسے کی فلاطم وتموج وطغیانی کو دیکھکر مستی شروع کی اور فیلبان کو کاندھے پر سے اوٹھاکر پھینک دیا اور بیدہا خبگل وجہاڑی کا رستہ لیا بادشاہ نے بہر چند چاہا کہ ہاتھی کو قابو مین لاوین مگر وہ سب سنتا تھا چار شبانہ روز لے پھرا۔ سلطان کی والدہ جناب مغفرت مآب مریم صاحبہ کو سخت غم والم تھا اونہون نے کہا ہاتھی چھوڑدیا

سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی سعت سلطنت کے لئے صرف تلنگانہ مین لڑا مگر بادشاہان دہلی سے بالکل دب گیا اور ہمیشہ اونکو نذرین بھیجا رہتا تھا اسکے زمانہ خاص شاہجہان صاحبقران ثانی کا زمانہ تھا منشی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ ۱۰۴۵ھ ہجری مین شاہجہان بادشاہ غازی نے بذات خود دکن پر چڑھائی کی اور شاہانہ سفر کرتا ہوا دولت آباد مین پہونچا اس زمانہ مین گولکنڈہ کا بادشاہ عبداللہ قطب شاہ شاہجہان سے باغی تھا دولت آباد سے شاہجہان نے اس کے نام ایک فرمان اس مضمون کا بھیجا کہ تمہارے ملک مین تیرا ہوتا ہے اور خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑھا جاتا ہے یہ دونون حرکتین ہمکو ناپسند ہین اونکو موقوف کردو ورنہ تمہارا ملک ضبط کیا جاویگا اور نذر

نوٹ متعلق صفحہ (۱۹) کتاب ہذا

اور تمام محلات اور شکر مین ایک شور قیامت برپا ہو گیا۔ حیات ناصاحبہ نے ہر ہر درخت مین ایک صراحی پانی کی اور کہانا بندھوا دیا تاکہ سلطان فاقہ کشی سے بچے۔ آخر کار جب ہلال محرم فلک پر نمودار ہوا تب حیات بخشی بیگم صاحبہ نے نہایت زار و نالے کرکے حضرت امام مظلوم سے یہہ دعا مانگی کہ اگر میرا فرزند صحیح و سالم آکر مجھسے ملاقات کرے تو مین اوسکے محلات شاہی مین داخل ہونے سے پیشتر ایک سو نے کا چالیس من پختہ کا لنگر سلطان عبداللہ تمہارے غلام کی کمر مین باندھکر پیادہ پا گولکنڈہ سے حیدرآباد کو لاؤنگی اور وہ تمام بھلائے فقیر اور غربا مین آپ کے نام پر تقسیم کرونگی مولف گلزار آصفیہ لکھتا ہے کہ یہہ دعا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منظور فرمائی اور مورت ہاتھی کو سلطان کے قبضہ مین پھر اس دعا کے سبب کردیا اور بادشاہ اوسکو ہانکتے ہوئے روانہ قلعہ ہوئے۔ ماہ سلطان نے حکم دیا کہ جب تک مین ہم لنگر ادا نہ کرلون تب تک سلطان محل مین داخل نہون یہانتک کہ زنجیر طلائے چہل من پختہ طیار کردی اور بادشاہ پیادہ پا اس زنجیر کو کمر مین باندھ جسمین علم و نقارہ تشریف لائی اوسی روز سے لنگر بسبب اسم جاری ہوی جو آج تک حیدرآباد مین جاری ہے۔

معمولی جو تمہارا باپ بھیجا کرتا تھا اوسے بھیجدو یہہ فرمان ہم اپنی نوکر عبداللطیف گجراتی کے ہاتھہ بھیجتے ہین کہ وہ تم کو رہائی یہی فہمائش کردی چنانچہ جسوقت یہہ فرمان عبداللہ قطب شاہ نے مطالعہ کیا عبداللطیف گجراتی کی بڑی خاطرداری اور مہمان نوازی کی اور ملک بھر مین تبرا کرنے کی ممانعت کردی اور بادشاہ کا قطبہ بطریق سنت وجماعت دارالسلطنت مین پڑہوایا اور خطیب پر زر و گوہر نثار کیا اور ایک نہایت عمدہ پیشکش بادشاہ کے پاس روانہ کی۔

یہہ محبت و اطاعت گذاری عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ ہجری تک برابر کرتا رہا لیکن اسنے اپنی وزیر میرجملہ کی بیٹی کو متعید کرلیا جب وزیر کے کہنے سنتے پر بادشاہ نے کچھہ التفات نکیا اور میرجملہ کی بیٹی محمد امین قلی کو روانہ کیا تب میرجملہ نے شاہجہان سے گذارش کی شاہجہان نے عبداللہ قطب شاہ کو سختی کے ساتھہ لکھا کہ محمد امین کو رہا کردو تب عبداللہ قطب شاہ اس دخل بیجا پر نہایت برہم ہوا اور اس فرمان کی سختی سے روگردانی کی بادشاہ نے اورنگ زیب صوبہ دار دکن کے نام حکم بھیجا کہ اپنی بیٹی سلطان محمد کو ساتھہ لیکر گولکنڈہ کی مملکت پر

نوٹ اس واقع کو ایلیفنسٹن صاحب مشہور مورخ نے کسی تاریخ سے یون نقل کیا ہے کہ شہزادہ اورنگ زیب نے یہہ بہانہ بنایا کہ اوسکی بیٹے سلطان محمد کی شادی اوسکی بہائی شاہ شجاع صوبہ بنگال کی دختر سے قرار پائی ہے یہہ فوج اسکے جلو مین جاتی ہے۔ راہ کی صورت یہہ تھی کہ اورنگ آباد سے ایک سڑک بنگال کو سیدھی پٹن پر چلکر کہارا سطرح جاتی تھی کہ گولکنڈہ کے جنگل بیچ مین نہ پڑے اور اس سبب سے حیدرآباد اس راہ سے بہت قریب پڑتا تھا عبداللہ قطب شاہ یہہ خبر سنکر اورنگ زیب کی دعوت کرنے کو ساز و سامان مین مصروف ہوا کہ اسی بیچ مین اورنگ زیب کا لشکر دفعتہً اوس پر ٹوٹ پڑا اور قطب شاہ کو صرف اتنی مہلت ملی کہ وہ بھاگ کر گولکنڈہ کی پہاڑی قلعہ مین چلا گیا مگر مکاتیب عالمگیری کے دیکھنے سے یہہ سب غلط معلوم ہوتا ہے عبداللہ قطب شاہ کو محمد امین کے رہائی کے بارہ مین کئے خط لکھے ہوے ہین جسکا کچھہ اوسنے خیال نکیا اور آخرکار تلوار سے سیدھا بنایا گیا۔

اور اس گستاخی و بے ادبی کا علاج تلوار سے کرے۔ اورنگ زیب نے دس ہزار سوار ربیع الاول
سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین اپنے بیٹے کی سرداری مین عبداللہ قطب شاہ کے ملک پر بڑھائی اور خود بھی اوسطرف روانہ
ہوا۔ اورنگ زیب مدت سے اس سلطنت پر دانت کٹکٹے کئے بیٹھا تھا یہہ خوب موقع ہاتھ لگا جب
شاہزادہ سلطان محمد حیدرآباد کے قریب پہونچا تو عبداللہ قطب شاہ پانچ چھہ ہزار سوار اور دس بارہ
ہزار پیدل موسے محراب کی سرداری مین حیدرآباد مین چھوڑ کر قلعہ گولکنڈہ کو چلا گیا اور محمد امین
کو قید سے رہا کرکے دس کوس پر سلطان محمد کے پاس بھیجدیا مگر مال و اسباب نہ بھیجا تہا
اس وجہ سے سلطان محمد آگے بڑھکر حیدرآباد کے نیچے آگیا اوسوقت محمد ناصر کے ہاتھ عبداللہ
قطب شاہ نے ایک صندوقچہ جواہرات کا سلطان محمد کے خدمت مین بھیجا یا اور قریب تہا کہ حیدرآباد
آفت تاخت و تاراج سے بچ جاوے مگر عبداللہ قطب شاہ کی اوس فوج نے جو حیدرآباد
مین متعین تہی کچھہ شوخی شروع کی۔ شاہزادہ سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی فوج گراں
حیدرآباد پر حملہ کردیا اور فوج متعینہ قطب شاہیہ کو مار بھگایا۔ اور شہر کو اچھی طرح لوٹا کھسوٹا
بعد ازان قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کرلیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے عادلخان بیجاپوری سے امداد طلب
کی۔ یہہ خبر سنکر اورنگ زیب بھی جرار لشکر لیکر گولکنڈہ کی دیوارون کے نیچے آگیا ادہر
شاہجہان کے حکم سے مالوہ کا لشکر شاہی بھی دھوم دھام سے زیر قلعہ گولکنڈہ آچکا اور
اندر باہر دونون طرف سے توپ گولہ برسنا شروع ہوا۔ میر جملہ بھی جسکے بدولت یہہ ساری
خرابی دولت قطب شاہیہ پر نازل ہوی حوالی گولکنڈہ مین آپہونچا جب والی بیجاپور
نے شاہ گولکنڈہ کی کچھہ مدد نہ کی اور باوجود کوشش بلیغ محاصرہ نہ اوٹھہ سکا تب مجبور
ہوکر عبداللہ قطب شاہ نے اپنے داماد میر محمد کو اورنگ زیب پاس بھیجکر صلح اور رحم کی
درخواست کی۔ اورنگ زیب نے ان شرطون پر صلح کرلی کہ بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی
شاہزادہ سلطان محمد کے ساتھہ کردے اور اپنی والدہ کو ہمارے پاس بھیجے اور ایک کرور
روپیہ نذرانہ بلن دے چنانچہ یہہ سب شرطین عبداللہ قطب شاہ نے پوری کین اور اورنگ زیب

شعبان ۱۱۱۸ھ ہجری مین اورنگ آباد کو واپس چلا گیا۔ اور میر جملہ امرا شاہ جہانی مین داخل ہو گیا جو عالمگیر کی سلطنت کا رکن اعظم بنا اس بادشاہ کے وقت مین شاہ دہلی کے حکم سے ایکبار پھر دلیر خان سپہ سالار نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا تھا جو ناکام اوٹھایا گیا۔ آخر کار یہہ پادشاہ ۱۱۳۵ھ ہجری مین بیالیس سال سلطنت کرکے ساٹھ برس کی عمر مین رہگرائی عالم باقی ہوا اور لنگر فیض مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کی عمارت

عمارت گوشہ محل و باغ لنگم پلی کے سوائے اس بادشاہ نے قلعہ گولکنڈہ کے تالاب کے پاس جو چھوٹا پہاڑ واقع ہے اوسکے گرداگرد حصار باندھکر قلعہ گولکنڈہ سے ملا دیا ہے اسکے آراستگی الآت حرب و ضرب اور تعمیر مین پانچ لاکھ چورانوے ہزار روپیہ صرف کئے تھے۔ عاشور خانہ پادشاہی جو اندرون بلدہ حیدرآباد واقع ہے اسی پادشاہ کے وقت مین چین کے مصورون نے آکر رنگ آمیز کیا ہے۔ حیات بخشی بیگم صاحبہ والدہ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے بھی بہت سی عمارات و مساجد تعمیر کئے ہین۔ چنانچہ قلعہ و مسجد و آبادی **حیات نگر** انہین کی ہے تالاب حیات السا صاحبہ اور بہت سی مسجدین بھی شہر مین انہین کی ہین فتح دروازہ کی مسجد اور شیر دل کے مکان کے متصل کی مسجد بھی آپ ہی کی بنائی ہوی ہے بہو بیگم صاحبہ نہایت ہی خوش قسمت ہین جنکا فیض آج تک جاری ہے۔ ایک بات تو انکی خوش قسمتی کی یہی دیکھو کہ باپ سلطان محمد قلی قطب شاہ پادشاہ۔ خاوند محمد قطب شاہ پادشاہ۔ بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ۔ پوتے باپ خاوند۔ بیٹا۔ تینون پادشاہ ہے

اولاد سلطان عبداللہ قطب شاہ

اس پادشاہ کے کوئی فرزند نرینہ نہ تھا البتہ متعدد بیٹیان تھین ان مین سے ایک بیٹی

سلطان محمد شہزادہ دہلی سے بیاہی گئی اس بیٹے کی اخراجات پان کے لیے سرکار سے مقرر
دی گئی تہی ۔ یہہ شہزادہ سلطان محمد جلد فوت ہوگیا دوسرے بیٹی سے ایک شخص نو وارد
آمدۂ ایران سید محمد مدنی کو دی گئی تیسری لڑکی کو بھی اس بادشاہ نے ایک دوسری نو وارد
سید احمد نامی کو دینا چاہا تہا مگر بادشاہ کے داماد سید محمد اور اوسکی بی بی یعنی شاہزادی عبدالله
قطب شاہ اور بیگم شاہ نے اس امر سے بادشاہ کو منع کیا لیکن بادشاہ نے نہ مانا تب یہہ تینوں سر نے
پر مستعد ہوگئے ۔ مجبوراً سلطان عبدالله قطب شاہ نے دوسرا داماد تلاش کیا وزیر امرا نے سلطان
ابوالحسن تانا شاہ کو جو بادشاہ سے قرابت قریبہ رکہتا تہا پیش کیا اور فوراً اسکی ساتہہ شادی
ہوگئی سید احمد خفا ہوکر عالمگیر کے خدمت مین حاضر ہوا جو اوسوقت اورنگ آباد مین پڑاؤ تہا عالمگیر
اوسکو ایکہزار روپیہ یا نانہ پر نوکر رکہہ لیا اور منصب سیہ ہزاری سے سرفراز کردیا تہوڑی عرصہ بعد سید محمد
بادشاہ داماد مرگیا ۔ اور بعد اوسکے سلطان ابوالحسن تانا شاہ بے کٹہکے سلطنت کا قصد کیا

نوٹ صاحب تاریخ گلزار آصفیہ لکہتے ہین کہ عبدالله قطب شاہ نے دوسری بیٹی ایک نو وارد شخص سید محمد
آمدۂ ایران کو دی تہی حسن اتفاق سے ایک دوسرا شخص سید احمد نامی بہی ایران سے آیا اور بیان کیا کہ مین سید بزرگ
شریف ہون اور عالیخاندان ہون بادشاہ نے اوسکی حالات و اسباق سے دریافت کئی اوس نے سید محمد کو
شریف النسب بیان کیا بادشاہ نے اوسکی کہنی پر تیسری بیٹی سید احمد کو دینا چاہی ایکروز سید احمد سے بادشاہ نے سید محمد کے
حالات دریافت کئی اوس نے کہا کہ اگرچہ وہ اصل سید ہے مگر نہایت مفلس خاندان کا آدمی ہے اسکی بزرگ میری یہان
پڑہایا کرتے تہی بادشاہ تو یہہ سنکر چپ ہا مگر سید محمد کو جب اس کی خبر پہونچی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا اور اپنی بی بی سے کہنے لگا
کہ یہہ شخص محض مفلس ہے اگر بادشاہ اسکو بیٹی دیگا تو مین خود کشی کرونگا بیٹی نے مان سے مان نے بادشاہ سے کہا
بادشاہ برہم ہوا اور حکم دیا کہ سید محمد میری داماد ہین مگر میری خاندان کے مالک نہین ہین اسوقت شادی کا سامان کیا
جاوی اور فوراً نکاح سید احمد سے کردیا جاوی اسپر سید محمد اور اسکے بی بی اور اوس کے ساس اور وہ شاہزادی جسکی
شادی ہوتی تہی سب خود کشی پر آمادہ ہوگئے مجبوراً بادشاہ باز رہا اور فوراً سے نیا داماد طلب کیا
وزرا نے ابوالحسن کو پیش کردیا وہ اس شاہزادی سے ۔

ذکر سلطنت سلطان ابوالحسن تانی شاہ

چونکہ بعد وفات سلطان عبداللہ قطب شاہ کے اوسکا کوئی فرزند دعویدار سلطنت نہ تھا اسلئے
ابوالحسن تانا شاہ داماد عبداللہ قطب شاہ جو سب سے بڑا حقدار اور وارث تخت و تاج
تھا میر مظفر وزیر کی کوشش سے سریر سلطنت پر جلوہ آرا ہوا یہہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا
ڈوبتا ہوا آفتاب اور بجھتا ہوا چراغ یعنے آخری بادشاہ تھا اسنے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ
کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ کو قریب مرتب ہوکر ہمارے روبرو بہت جلد پیش ہو چنانچہ میر
مظفر وزیر نے یہہ فرد پیش کی بادشاہ نے اوسپر دستخط کردئے اور حکم دیا کہ اسکے چار حصے
کرو۔ ایک حصہ خدا کے نام پر خیرات کردو۔ دوسرا حصہ تنخواہ سپاہ میں پیشگی دیدو ایک حصہ
ہمارے عیش و عشرت کے لئے رکھو اور ایک حصہ ضرورت کے لئے خزانہ میں جمع رہے۔
میر مظفر نے عرض کیا کہ مملکت دکن میں بادشاہان غیر سے ہمیشہ لڑائیاں رہتی ہیں اگر خزانہ میں
روپیہ نہوگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ہوگا بادشاہان سلف نے اسیغرض سے
یہہ خزانہ جمع کیا ہے کہ وقت ضرورت کے کام آوے سلطان ابوالحسن نے جواب دیا کہ شاہان
سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا اور چھوڑ گئے لیکن ہم اپنے ساتھہ لے جاوینگے۔
اس بیان اور حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوالحسن محض درویش سیرت شخص تھا اوسکی مزاج
میں دوراندیشی کا شمہ نہ تھا وہ تارک الدنیا فقیر کی صحبت سے نکلکر تخت شاہی پر بیٹھا تھا اسلئے

نوٹ متعلق صفحہ (۲۴) کتاب ہذا

بیاہا گیا اور آخر کار بادشاہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ تانی شاہ اپنے پیر کے خدمت میں حاضر تھا اور پیر نے اوسکو داماد
شاہ کی بشارت دی تھی جب سید احمد تسیری شاہزادی کے نسبت ٹھہر گئی تب ابوالحسن نے مرشد سے اس بارہ میں عرض کیا
پیر نے اوسکو دولہا بنایا سہرا لگائی اور اپنے پاس بٹھالیا تھوڑی دیر میں بادشاہی کا لکھی آئی اور ابوالحسن کو لیکر چلے
اوسیوقت داماد بادشاہ بنگیا ان پیر و مرشد کا نام موضع مذکور نے شاہ احمد صاحب لکھا ہے اور خاندان حضرت بندہ نواز کیسو دراز سے ہیں

اوس نے دو کام ہی اپنے اوپر فرض سمجھے اول عیش پرستی و عیاشی جو مطلق العنان بادشاہون کو ہمیشہ غارت اور تباہ کرتی رہی ہے بڑے بڑے زبردست سلطنین صفحہ ہستی سے مٹائی ہین - دوسرے اپنے مرشد کے خیالات جو اوسکو دولت دنیا کے حقیقت ہروقت ہیچ بتلاتے اور آزادون کے طور پر اوسکے بربادی کے درپے تھے - آخر کار وہی ہوا جو اوسنے چاہا اور سارا خزانہ برباد ہوگیا اوسنے مطلق اس امر کا خیال نکیا کہ شاہان دہلی اس تخت و تاج کے تاک مین بیٹھے ہین جسکا آج مین وارث بنا ہون چوتھای خزانہ جو اوسنے حیدرآباد کرڈالا اور وہ چوتھائی خزانہ جو اوسنے اپنی عیاشی کے لئے تجویز کیا کاش اگر جدید فوجون کی بھرتی کرتی اور دوسرے ممالک پر چھاپے مارتی مین صرف کیا ہوتا تو تیموریہ خاندان کچھ دن اور خاموش رہجاتا - بلکہ سراسر اسکے خلاف ہوا اور وہ بالکل عیش دوست بنگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بادشاہ کی کاہلی دیکھہ کر سب اوسکے رنگ پر بودے اور بزدل ہوگئے تاہم ابوالحسن کے اعزاز مین ۱۰۹۸ھ ہجری تک کچھہ فرق نہ آیا لیکن جب سلطنت بیجاپور بالکل فتح ہوکر داخل سلطنت خلیفہ عادل عالمگیر بادشاہ غازی ہوگئی اور بیجاپور کے بادشاہون کا بالکل نام و نشان مٹ گیا تو یہہ کب ممکن تہا کہ سلطنت حیدرآباد بچی رہی -

حیدرآباد گولکنڈہ پر شاہزادہ مرزا معظم کا حملہ

جس زمانہ مین افواج عالمگیری بیجاپور کے فتح مین مصروف تہین اوسی حالت مین ہوشیاری فوجین حیدرآباد کے ملکون پر ہی چھاپے مار رہی تہین لیکن جب ۱۰۹۸ھ ہجری مین سلطنت بیجاپور بالکل فتح ہوگئی اور وہان صوبہ داری مقرر کردی گئی تب عالمگیر نے حیدرآباد کے طرف کوچ کیا پہلے اپنے فرزند مرزا معظم کو اس جنگ پر متعین کیا - حیدرآباد مین تانا شاہ کا وزیر ایک لایق ہندو برہمن تھا اوسکا نام مادنا پنتلو تھا اوسکا بہائی آکنا بہی اوسکا مشیر کار تہا لیکن ابراہیم خان سپہ سالار فوج تانا شاہی اس برہمن سے سخت عداوت رکہتا تہا وہ چاہتا تہا کہ یہ نیتو

پھر مین ہی مین ہون خان جہان خان شہزادہ مرزا معظم کے ساتھ جانب دکھنی روانہ ہوئے
پہونچا تو تاناشاہ نے ابراہیم بیگ کو لڑنے کے لئے بھیجا ان دونون مین سخت لڑائیان
ہوئین اور دکھنی ایسے لڑے کہ مغلون کے منہ پھیر پھیر دئے مگر میدان عالمگیری فوج
کے ہاتھ رہا۔ جب زیادہ عرصہ اس لڑائی مین لگ گیا تب عالمگیر نے بیٹے پر عتاب فرمایا
اسنے سپہ سالار تاناشاہ کو لکھا کہ مین تو قطب جنگ کے سبب سے بادشاہی عتاب مین معتوب ہون
اسلئے بہتر ہے کہ جس قدر ملک اب تک بادشاہی قبضہ مین آگیا ہی اوس سے آپ ہمیشہ کے لئے دست بردار
ہو جائے تو مین عفو تقصیر کے لئے بادشاہ کو لکھون اگرچہ تاناشاہ تو راضی تہا لیکن امرا نے کہا
کہ جو ملک بادشاہی قبضہ مین آگیا ہے وہ ہماری نوک سنان اور دم شمشیر سے واپس لیا ہے اور
غصہ مین آکر بادشاہی لشکر پر ایسے بان مارے کہ شاہزادہ معظم کے خاص برادر کے سر سے
طعام کا خوان اڑ گیا اور ایسے توپین ماریں کہ مغلون کے منہ پھر گئے پھر شاہزادہ نے لشکر
کو بڑہا کر دکھنیون کو وہ مارے کہ میدان جنگ مین کشتون کے پشتے لگ گئے شائستہ
دکھنی میدان مین دٹے رہے رات کو حیدرآباد مین چلے گئے لڑائی تو بڑی بہاری اور بڑی
گرمی سے ہو رہی تہی مگر مذاپنتلو نے تاناشاہ سے کہا کہ ابراہیم بیگ آپکا سپہ سالار شاہزادہ
سے ملا ہوا ہے اسپر تاناشاہ نے چاہا کہ اوسے قید و قتل کرے مگر ابراہیم کو خبر ہو گئی اور
وہ شہزادہ معظم سے جا ملا گویا تاناشاہ کی سلطنت اوس سے جا ملی تاناشاہ کبھی جوانمردی کے
پاس ہو کر نہین نکلا تھا جسوقت اوسنے اپنے سپہ سالار کے یہ خبر سنی تو اوسان باختہ
ہو کر حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا اوسوقت کی ہل چل نہ پوچھو کہ کیا تہی ہزارہا دن
اشراف بیبیون کا ہاتھ پکڑے بے سر و پا اور بے خانمان ہو کر ادہر اودہر آوارہ ہوئے
شہزادہ معظم کا حیدرآباد پر تسلط ہوا جیہہ کر دروپیہ لوٹ کا اوس کے ہاتھ آیا تمام بیلداران
اور بادشاہی کارخانون کو لوٹ کر تباہ کر دیا اب ابوالحسن نے اپنے ایلچی شہزادہ کے
پاس بھیجکر اپنی عجز و نیاز کا اظہار کیا اور اپنے جرمون کی معافی چاہی شہزادہ نے فارمان

شہر کا انتظام کیا کچھ فتنہ کم ہوا اور شہزادے نے یہہ شرایط صلح کے باپ کے پاس منظور کرنے کے لئے بھیجیں کین کہ سلطان ابوالحسن ایک کرور مہیں لاکھ روپیہ ادا کرے اور مدنا پنتلو اور اوسکی بھائی اکنا کو وزارت و امارت سے معزول کرے اور قلعہ سیرم اور کھیڑہ بادشاہ کے نذر گذرانے اور سب باتین تو ممکن تہین مگر مدنا کے اختیارات کم کرنے مین گفتگو ہو رہی تہی کہ دیگر ارکان ریاست نے دونون بہائیون کو قتل کر ڈالا اور اونکے سر شہزادے کے پاس بھیجدیئے۔ عالمگیر کے پاس جب دونون مرتدون کے سر پہونچے اور شہزادہ کی عرضی ملاحظہ ہوی تو بظاہر اوسنے صلح منظور کر لی لیکن دراصل وہ اس سے راضی نہ تہا بالکل قلع قمع سلطنت قطب شاہیہ کا منظور تہا۔ سعادت خان عالمگیر کے طرف سے نذرانہ وصول کرنے حیدرآباد گیا شاہزادہ معظم قبل از فیصلہ ہے حیدرآباد کوچ کر گیا اور کہیر مین آکر قیام کیا۔

گولکنڈہ اور حیدرآباد کے فتح کے لئے عالمگیر کا خود آنا

عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ مین حضرت گیسو دراز کے زیارت کے غرض سے آئے لیکن مطلب یہہ تہا کہ حیدرآباد سے تقرب ہو یہان سے سعادت خان کو حکم بہیجا کہ نذرانہ جلد وصول کیا جاوے تانا شاہ نے مجبور ہوکر جواہرات اوسکی عوض مین سعادت خان پاس بہیجے اوسنے ان جواہرات کو میوجات کے خوانون کے ساتہہ بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ لیکن جب تانا شاہ کو خبر پہونچی کہ عالمگیر گولکنڈہ پر چڑہا آتا ہے تو اوس نے جواہرات واپس طلب کئے سعادت خان نے وہ تقریر دل فریب کی کہ بادشاہ چپ رہا۔ اب خیمہ و خرگاہ عالمگیری گلبرگہ سے حیدرآباد کو چلنے لگے تب ابوالحسن بہت گہبرایا اور عفو تقصیرات کے بارہ مین عرضی لکہی۔ عالمگیر نے اوسکے جواب مین یہہ فرمان صادر فرمایا کہ تمہاری تقصیرات کی گنتی نہین۔ اول یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا فضلا لوبے اختیار کیا علانیہ بادہ خواری سے اسلام کی خواری کی نہ اسلام سے کام رکہا نہ عدل و ظلم مین فرق سمجہا۔ نہ فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی سمجہانے پر بہی

ایک لاکھ ہون سمبھاجی کے حوالہ کئے گئے ان تقصیرات پر امید لطف وکرم دنیا مین تو کیا عقبی مین بھی نہین ہوسکتی - جب ابوالحسن یون مایوس ہوا تو اوسوقت اوس نے اپنا زنانہ بین چھوڑدیا باوجودیکہ فوج اوسوقت اوسے چھوڑکر بھاگ گئی تھی مگر پھر بھی اوس نے اوس کی ایسی اصلاح کی کہ سات مہینے تک قلعہ گولکنڈہ پر دشمنون کا ہاتھہ نہ بڑھنے پایا اور کئی دفعہ بادشاہی فوج کو زک دی عالمگیر کی یہہ چال نہایت کارگر ہوئی کہ اوس نے رفقاء ابوالحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی کرکے اپنی طرف توڑلیا اور آخر کار عبداللہ خان نے جو آخر وقت تک ابوالحسن کے ساتھہ رہا تھا بڑی دغا کی کہ ایک دروازہ قلعہ کا کھولدیا جسکے سبب سے عالم گیری فوج کا ۱۰۹۸ھ مین قلعہ پر قبضہ ہوگیا بعد اوسکے جو آفتین[1] تانا شاہ پر نازل ہوئین اونکو اس صبر واستقلال اور متانت سے اوس نے اوٹھایا کہ جنکی بدولت آجتک اوسکی رعایا اوسکو یاد کرتی ہے

نوٹ [1] ایک مورخ بڑی بڑی تاریخون کا حوالہ دیکر لکھتا ہے کہ عبداللہ خان نیی درپردہ خان مہدویون نے سردار ان عالم گیری سے ساز باز کرکے چوتھا دروازہ قلعہ محمد نگر کا ایک پہر رات رہے کھولدیا اور تیس ہزار ملازمان عالم گیری شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھہ قلعہ مین گھس گئے - جب یہہ خبر سلطان ابوالحسن تانا شاہ کو پہونچی تو اوس نے حکم دیا کہ سرکردہ ناتوپون کا موقوف کردار فیلوانی تھا شہزادہ سے نہ لڑے لیکن عبدالرزاق لاری مع اپنے بیٹون کے انیا لڑا کہ صداے تحسین وآفرین بلند ہوئی آخر کار یہہ بہادر زخم کھاکر میدان جنگ مین گرا اوس کے آدمی اوسکو پالکی مین ڈالکر اوس کے گھر پر لے گئے - شاہزادہ اعظم شاہ نے فوراً اپنا خاص جراح اوسکے معالجہ کے لئے بھیجا سلطان ابوالحسن تانا شاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کی خبر نزول سنکر پالکی مین سوار ہوکر دروازہ شاہزادہ کے آئے اور سلام بعد اداے آداب بجالائے شاہزادہ نے بڑے ہاتھہ اپنے سر پر رکھہ کر سلام لیا سلطان ابوالحسن نے نزدیک آکر ایک تسبیح زمرد کی کہ ہاتھہ مین تھی نذر گزرانی اور کہا کہ یہہ تحفہ سعادت تمہارے ہی ہاتھہ کے لایق ہے کہ تمہارے ہاتھہ مین رہے شاہزادہ نے تسبیح لیکر نذر قبول کی - بعد سلطان ابوالحسن شاہزادہ کی گھوڑے کی گردن پر ہاتھہ رکھہ کر باتین کرنے لگے - شاہزادہ کے نیچے نے آواز دیا کہ باادب دور کھڑے رہو - شہزادہ نے یہہ سنکر غضب سے دیکھہ کر فرمایا کہ اے موذی عذاب الٰہی سے نہین ڈرتا ہے اور نہین جانتا ہی تو کہ یہہ کون شخص ہے خس وخاشاک جاہین کہ کھڑے رہ سکتے ہین سراتے مین دارو غہ بادر چیخانہ نے عرض کیا کہ جہان پناہ خاصہ طیار ہے سلطان ابوالحسن نے شاہزادہ کی اجازت مانگی دو سردار ان شاہی امانت خان ودیانت خان ہمراہ گئے - ایک تانا شاہ کے دستر خوان پر بیٹھہ گیا لیکن دوسرے نے کھانا نہ کھایا بلکہ بادشاہ سے سوال کیا کہ اس ہنگام پر آشوب مین آپکو کھانا کیونکر خوش گوار معلوم ہوگا سلطان ابوالحسن شاہ نے جواب دیا کہ مہربان من میرے بزرگون نے مدت دراز سلطنت کی ہے لہ چودہ سال تک مین بھی بادشاہ رہا اب جس خدا نے یہہ سلطنت میرے

اور اوس کی اولاد کی عزت و تعظیم کرتی ہی۔ سلطان ابوالحسن تانا شاہ قلعہ سے پالکی
مین سوار کرکے نکالے گئے اور چند روز بادشاہی حیمون مین مقید رہی بعدہ مع اہل
وعیال قلعہ دولت آباد مین رکھے گئے چودہ برس اس قید مین گذار کر ۱۱۲ سنہ ہجری
مین دنیا سے رخصت ہوے تمام سلطنت گولکنڈہ قلمرو عالم گیری مین داخل ہوگئی
اور مثل دیگر صوبہ جات کے یہہ بھی ایک صوبہ مقرر ہوا خاندان قطب شاہیہ
کا نام و نشان مٹ گیا۔ تین سو آٹھہ برس اس خاندان مین سلطنت رہی اور
آٹھہ بادشاہون نے حکومت کی۔

عمارات سلطان ابوالحسن تانا شاہ

تعمیر عمارات کا سلسلہ جو سلطان قلی قطب شاہ کے وقت سے خاندان قطب شاہیہ
مین چلا آتا تھا اوسکا شوق کسی بادشاہ سے نہ چھوٹا بلکہ المضاعف ہوتا چلا گیا۔
سلطان ابوالحسن تانا شاہ بھی خاندان قطب شاہیہ ہی مین سے تھے وہ بھی اسی
عارضہ مین تخت پر بیٹھتے ہی مبتلا ہوگئے اور باوجودیکہ امنی اور روزمرہ کے
مصارف کی چڑھائیون اور مارپیٹ کی انہون نے بھی بخرچ آٹھہ لاکھہ روپیہ

نوٹ مصنف صفحہ ۲۹۔ ہمہ بزرگون اور مجھکو عطا فرمائی تھی اوسی خدا کو یہہ منظور ہے کہ حکومت اس ملک خلیفہ عادل
کے حوالہ کرے پس اوسکا عزم دالم کیا ہی بلکہ مشیت ایزدی کے خلاف عمل کرنا ہی سب ہموار کہنا چھوڑ دینا کفران نعمت
الہی ہے بعد ازان تانا شاہ محلات سے رخصت ہوکر پالکی گٹا ٹوپ مین سوار کئے گئے اور داخل لشکرگاہ شاہی ہوے
کارگذاران عالمگیری تمام کارخانجات پر متصرف ہوگئے مگر محلات سے کچھہ تعرض نہین کیا گیا کہتے ہین کہ تانا شاہ کے ساتھہ
پالکی مین ایک چہار رسالہ بچہ بھی سوار تھا اوسنے راستہ مین پانی مانگا آب خاصہ کہان تھا مردمان ہمراہی نے بازار
سقہ سے ایک پیالہ پانی لیکر دیدیا بادشاہ کے پاس اوسوقت کچھہ نتھا لہذا مجبوراً بچہ کے کان کی بالی مین سے الماس
نکالکر پیالہ مین ڈال دیا عالمگیر نے حکم دیا کہ دہزار روپیہ سقہ کو دیکر الماس داخل خزانہ کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا اس الماس
کی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی بعد ازان ابوالحسن کو تحت لشکر شاہی مین رکھہ دولت آباد کے قلعہ مین مقید کردیا
وہان سلطان ابوالحسن چودہ برس زندہ رہے اور ۱۱۲ سنہ مین اس قید سے مرکر نجات پائے اس بادشاہ کی عمر
کی قدرتی تقسیم اس طرح بتلاتے ہین کہ چودہ برس لڑکپن مین کھیلا کئے اور چودہ برس مرشد زادی کئے
اور چودہ برس سلطنت کی اور اور چودہ برس قید مین گذارے۔

مرسی ندی پر ایک عالیشان محل بنام چار محل تعمیر کرایا اور ایسی جاہ و حشم سے جشن کیا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا۔ افسوس ہے کہ ایک وہ جو امرد تھے جنہوں نے اس سلطنت اسلامیہ کو بزور شمشیر اس ملک مین قایم کیا۔ یا ایک زمانہ یہہ پہنچگیا کہ اونہین شہسوارون کے جانشینون نے ایسی بے انتہا و بیحد عیش پرستی شروع کی کہ جسکی شہرت ہفت کشور مین پہونچی اور یہہ سلطنت آناً فاناً دوسرون کے قبضہ مین چلے گئی۔

تقرر رستم دل خان بہادر بصوبیداری

حیدرآباد و ممالک تلنگ

جب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی حیدرآباد گولکنڈہ کے شیعہ سلطنت کے ٹمٹماتے ہوے چراغ کو بجھاکر اور بدنصیب نامراد ابوالحسن تانا شاہ کا تاج و تخت چھین کر اپنے دل کا ارمان نکال چکے تب یہان صوبیداری قائم ہوئی اور رستم دل خان صوبیدار مقرر کیا گیا شاید یہان کی خلقت کے نصیب مین بہت کچھ خرابی لکھی تھی جو بعد جنگ و جدل کے اسقسمین اوٹھانے کے بلا مین مبتلا ہوے یہہ وبا ایسی سخت اور دیرپا تھی کہ سات سال تک ملک مین پھیلی رہی اور ملک بالکل بے چراغ ہوگیا بعد فرو ہونے وبا کے اس بادشاہ جہان پناہ نے ملک کا عمدہ انتظام کیا اور بے چراغ گاؤن از سر نو بسائے گئے اور مالگزاری کا بندوبست کیا گیا یہہ رستم دل خان ۱۱۹۹ھ سے ۱۱۲۰ھ تک صوبہ دار رہا اور قلعہ گولکنڈہ کو احسن قلعدار عالمگیری سے نکالکر اپنے تصرف مین لایا

ملک دکن میں شاہزادۂ مرزا کام بخش نے اپنی سلطنت قائم کی

جب عالم گیر بادشاہ اس دنیا کی عالم گیری ختم کر چکے اور ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ ممالک عقبیٰ کے فتوحات کے لئے روانہ ہوے تب شاہزادۂ محمد کام بخش نے جو باپ کے حکم سے بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا باپ کے مرنے کی خبر پاکر بیجاپور میں مسند سلطنت کو رونق دی اور وزیر امیر بنائے اور سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا اور جب اوسکو بیجاپور سے کافی اطمینان ہوگیا تب اوس نے قلعہ گلبرگہ پر بکمال لخت عزیمت کی اور اوسکو فتح کرلیا اور اپنے طرف سے سید جعفر کو قلعدار مقرر کیا پھر واگن کھیڑہ کے قلعہ پر پہونچا اور اوسکو بھی مسخر کرلیا اور وہان کا بھی اچھا انتظام کرکے حیدرآباد کے طرف راہی ہوا اور جاتے ہی رستم دل خان صوبہ دار کو مقید کرلیا اور اپنی حکومت جمالی جب یہہ خبر بہادر شاہ بادشاہ ہندوستان کو جو اپنے باپ عالم گیر بادشاہ غازی کے بعد تخت سلطنت پر جلوس آرا ہوا تھا پہونچے تب اوس نے چھوٹے بھائی کو نہایت نرمی سے خط لکھا کہ تم نے جو رستم دل خان کو قید کیا یہہ حرکت بیجا کی کیونکہ اوس شخص کی وجہہ سے ملک کا مناسب انتظام ہورہا تھا باوجود اس کے ہم تمکو لکھتے ہین کہ تم نے جو اپنے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا ہے بجائے اوس کے ہمارے نام کا خطبہ سکہ جاری کردو اور مقرری پیشکش سال بسال بھیجتے رہو تو تم کو ہردو صوبون کی صوبیداری پر بحال رکھا جائے گا اسکا کہہ جواب محمد کام بخش نے نہیں دیا

بلکہ رستم دل خان کا سخت جانی دشمن بن گیا رستم دل خان بھی نظر تاڑ گیا اور اپنی
جان بچانے کی فکر مین پڑا اور سبقت خان و احمد خان و مقرب خان وزاہد خان
و میر احمد حیدر آبادی سے ہمداستان ہوکر مرزا انجام بخش کو قید کر لینے کی
فکر جامع مسجد مین کی مگر شہزادہ کام بخش کو اس کی اطلاع مل گئی اور اوسنے
ان سب کو قتل کرا کر اپنی محل مین دفن کرا دیا رستم دل خان کو اول ہاتھی
کے پاؤن سے بندہوایا گیا اور تمام شہر مین تشہیر کرایا گیا بعدہٗ بنواب شدید
قتل کرکے اونہین مظلومون کے پاس دفن کرا دیا جب یہہ سب اپنی محل مین
دفن ہوچکے تب شاہزادہ کام بخش نے کہا کہ اب یہان سب صاحبان جمع
رہکر میرے اسیر کرنے کی فکر قیامت تک کرتے رہین کیونکہ اب مین ہرگز آپ
لوگون کے مشورہ سے آگاہ نہین ہوسکتا خوب مضبوط تدبیرین کرتے رہو
اس کے سوائے ایک اور سبب بھی اس ظلم نارواکا جو شاہزادہ غضبناک سے
وقوع مین آیا یہ بیان کرتے ہین کہ بعض بدسرشت ہوا خواہون نے شاہزادہ
سے کہا کہ معبر خان ایلچی جو فرمان بہادر شاہ کا لایا ہے اوس نے بہت
سے خفیہ سپاہی جمع کرکے ارادہ کیا ہے کہ شاہزادہ کو موقع پاکر کوئی صدمہ
پہونچاوین یہہ سنکر اس ظالم شہزادہ نے کچھہ تحقیقات نہ کی بلکہ یہہ باجی
حکمت عملی عمل مین لایا کہ ایلچی کے ساتھہ جسقدر آدمی آئے ہین یا اوسکے
متوسل ہین اون سب کی فہرست طیار کیجاوے تاکہ مین اون کے لئے
وظائف اور روزینہ مقرر کرون جب یہہ فہرست طیار ہونے لگی تو ناحق
فائدہ کی لالچ سے عام آدمیون نے بھی اپنے نام داخل کراوئے جب
یہہ فہرست جو ان غافلون کے لئے مخبر شہادت تھا طیار ہوچکی تب شاہزادہ
نے حکم دیا کہ آج شب کو ان سب لوگون کی دعوت ہے چنانچہ وہ سب

بلائے گئے آخرکار سب بکھیڑ آدمی حاضر ہوے اون کے نسبت حکم صادر ہوا کہ دس دس آدمی ہاتھہ باندہکر نکالے جاوین اور شعلون کے ساتھہ بازار مین تشہیر کئے جاوین اور بعد اوسکے دہین قتل کردئے جاوین۔ مفتی صاحب نے ہرچند اس ناردا خونریزی سے شاہزادہ کو منع کیا مگر کچھہ موثر نہوا آخرکار سب مارے گئے۔ شرفا اور علماء حیدرآباد اپنی عزت و آبرو کے لحاظ سے نقل مکان کرنے لگے جب شاہزادہ کو اس کی خبر ہوئی فوراً اطراف شہر مین چوکیان بٹھلا دی گئین۔ بہادر شاہ کا ایلچی مقید کردیا گیا اور اوس کے خط کا جواب نہایت سختی سے لکھا گیا بہادر شاہ یہہ خبر سنکر ہی باوجود موسم برشگال کے فوراً روانہ حیدرآباد ہوا راستہ مین غازی الدین خان فیروز جنگ جو عالمگیر کے عہد سے مالوہ کا صوبہ دار تھا اور جس کو مرزا اعظم شاہ نے گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا تھا وہ احمد آباد مین حاضر دربار سلطانی ہوا بعد ازان بہادر شاہ کوچ در کوچ ۱۲۱۱ھ کے آخر مین ناندیر مین داخل ہوا یہان سکھون گرد گوبند جو شاہی لشکر کے ساتھہ تھا ایک شخص کے ہاتھہ سے قتل ہوا چنانچہ اس گرو کی سمادھ اب تک ناندیڑ مین موجود ہے۔ بہادر شاہ

ناندیر سے بھی آگے بڑہا اور ۱۹ ذی قعدہ

۱۲۱۱ھ کو حیدرآباد سے تین کوس پر خیمہ زن ہوا شاہزادہ کام بخش بھی پانسو سوارون سے شہر سے نکلا۔ بہادر شاہ نے اپنے فرزند شاہزادہ رفیع الشان جہان پناہ کو ہراولی فوج پر مقرر کرکے آگے بڑہایا اور خان خانان کو بھی دس بارہ ہزار سوار سے شاہزادہ کام بخش پر بڑہنے کا حکم دیا ادہر سے شاہزادہ کام بخش مقابل آپہونچا تب خان خانان نے

بہادر شاہ سے لڑائی جاری کرنے کا آخری حکم منگوایا تب ادہر سے لڑنے کے لئے کوئی حکم نہ گیا اور یہہ سپاہ اسی طرح دو پہر تک میدان جنگ مین کھڑے رہی ادہر شاہزادہ کام بخش کو بھی یہہ [redacted]ت نہوئی کہ غنیم پر حملہ کرنے کا حکم دے کیونکہ اوس کی سپاہ قلیل اور اوس سے محض بے دل تھی - آخر کار ذوالفقار خان اور خان خانان نے تنگ ہوکر کام بخش کے توپخانہ پر فیر کرنے کا حکم دیا اور فوج کو بڑہاکر مقابل ہوے - شاہزادہ کام بخش تیر کمان لیکر بہادرانہ جنگ کرنے لگا اور بدن پر چار پانچ زخم کہانے پر بھی میدان مین لڑتا رہا مگر وہ کیا کرسکتا کہ اوسکے پاس صرف پانسو سوارون اور دو ہزار سے زیادہ پیدل بھی نہ تھے جب کہ وہ تیس ہزار جرار شاہی فوج کے مقابل تھا اور بڑے بڑے جہان دیدہ تجربہ کار افسر شاہی فوج کے کمان کر رہے تھے برخلاف اس کے شاہزادہ کام بخش کے پاس ایک افسر بھی دانشمند نہ تھا خود فوج ہی بالکل بے دل ہورہی تھی یہہ مقابلہ اوسکا سراسر نادانی پر مبنی تھا اوسکو ہرگز صلاح وقت نہ تھا کہ وہ اوس عظیم الشان بادشاہ کا مقابلہ کرتا جو ایران کے سرحد سے لیکر برہما کے ولدے ملک تک کا فرمانروا ہوا جس کی سلطنت ہمالیہ کے شمالی ملک تبت خرد سے لیکر راس کماری تک پہیلی ہو - اس لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ میدان سلطانی جنگ آدرون کے ہاتھہ رہا اور شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونون فرزندون محی السنہ و فیروز مند کے گرفتار ہوگیا اور ان تینون زخمی شہسوارون کو خیمہ سلطانی کے قریب رکہا گیا چار پہر کے بعد کام بخش اور فیروز مند تو دنیا کو چہوڑکر رخصت ہوے اور محی السنہ زندہ رہگیا کام بخش

اور فیروز مند کے لاشین حسب الحکم سلطانی دہلی بھیجی گئیں اور ہمایون
کے مقبرہ مین دفن ہوئین - بعد ان واقعات کے ذوالفقار خان بہادر
نصرت جنگ صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوا اور یہی ذوالفقار خان
چار سال تک یعنے فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ تخت نشینی تک ملک دکن
کا صوبہ دار رہا لیکن فرخ سیر نے تخت نشین ہوتے ہی حضور پر نور
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کو صوبیداری ملک دکن پر مامور
کیا جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین -

تاریخ نظام اردو

حصۂ دوم

فرمانروایان دولت آصفیہ خلد اللہ ملکہ سے لیکر از عہد جناب حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر نور اللہ مرقدہ تا عہد فرمانفرما فی زمانہ سلامت آرائی عدل و شہریار باذل اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی حضرت میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے احوال مین تا سنہ ۱۳۱۱ ہجری

مولوی محمد عبد الرحیم خانصاحب

حنفی النسافی رامپوری ناظر مدارس ضلع ورنگل سوبہ شرقی ملک سرکارعالی بنرمن تفریح اہالیان دارباب کن اور خصوصاً بنظر تعلیم و تدریس طلباء کالج و اسکولہاے سرکار ملک سرکارعالی کے بہت سی معتبر فارسی تواریخون اور سوانح عمریون اور سفرنامون و ترجمہ ہاے تواریخ انگریزی سے تصنیف کیا

اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین

حاجی منشی نوشہ علی خان صاحب تاجر کتب مالک چارمینار

نے مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ مین نہایت صحت و صفائی و عمدگی کے ساتھ طبع کرایا۔

حق تصنیف محفوظ ہے اور بہہ کتاب رجسٹری شدہ ہے

حصہ دوم

سرپرآرایان دولت آصفیہ کے حال مین

ذکر حضرت نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب

نواب مغفرت مآب کے حسب و نسب اور بزرگون کا حال

حضرت مغفرت مآب کا اصلی نام نواب میر قمرالدین خان ہے۔ ان کے نانا نواب عمدۃ الملک مدارالمہام سعداللہ خان بہادر تھے جو صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کے وزیر تھے۔ اور جدامجد نواب مرحوم کے خواجہ عابد خان بہادر سمرقندی تھے خواجہ عابد خان کے پدر بزرگوار عالم اور شیخ مقتدائے سمرقند تھے۔ عابد خان مغفور سال انتیس ۲۹ جلوس شاہجہانی سنہ ۱۰۶۵ھ مین ہندوستان مین آکر بادشاہی ملازم ہوئے اور پھر یہان سے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے۔ وہان سے واپس آکر شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ملازم ہوئے اون کی ملازمت مین خان مرحوم نے بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے اور جب اورنگ زیب تخت نشین ہوگئے تو عابد خان محکمہ صدارت کے صدر نشین مقرر ہوئے چند مدت بعد خطاب قلیچ خان اور منصب پنجہزاری سے سرافراز ہوئے جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے تانا شاہ سے لڑ رہے تھے۔ خان مرحوم ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۳ھ کو عین معرکہ کارزار مین توپ کے گولے سے شہید ہوگئے۔ مقبرہ عابد قلیچ خان کے مقبرہ کے نام سے زیر دیوار قلعہ گولکنڈہ اب تک موجود و مشہور ہے۔ انکے فرزند ارجمند میر شہاب الدین خان اوس زمانہ مین ملازمان شاہی مین بعہدہ کنکداری مامور تھے سنہ ۴۳ جلوس عالمگیری مین۔ صاحب مؤلف نے سید منعم خان عالمگیری کی

خبر ین دره کوه پہاڑ شجاعت و اعتبار سے بادشاہ کو پہونچائین اوس کے صلہ مین منصب کا اضافہ
ہوا اور خطاب غازی بھی مع نیل و ترکش ملگیا ۔ سنہ ۲۴ جلوس مین شاہزادہ محمد اکبر بادشاہ سے
باغی ہوا اوس بغاوت مین سید شہاب الدین خان یک رنگ رہے اوس کے جلدوی
مین منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خطاب غازی خان بہادر فیروز جنگ سے
ممتاز ہوے اور فتح بیجاپور کی صلہ مین فقرہ فرزندارجمند بی ریو رنگ خطاب مذکورہ پر
اور زیادہ ہوا ۔ جب بہادر شاہ بادشاہ ہوے تو اول ہی سال جلوسی مین انکو صوبہ داری
مالوہ پر سرفراز کیا ۔ چار سال اس بزرگ تر عہدے پر حکومت کرتے رہے سنہ ۴ جلوسی مین
بگہرائی عالم باقی ہوئے اونکی لاش دہلی بھیجی گئی ۔ اجمیری دروازہ کے پاس اونکا مقبرہ موجود
ہے ۔ یہہ مقبرہ اونہین کی بنائی ہوئی خانقاہ مین ہے انہین کے فرزند نواب مغفرت مآب
میر قمر الدین خان بہادر آصفجاہ تھے جنکا تولد سنہ ۱۰۸۳ ہجری مین مورخ بیان کرتے ہین ۔ سنہ ۱۰۸۳ھ
انکے چہرے سے آثار امارت و ریاست مثل خورشید جہانتاب چمکتے تھے تھوڑے ہی عرصہ
مین دربار سلطانی سے انکو خطاب چین قلیچ خان اور منصب چار ہزاری مل گیا ۔

نواب مغفرت مآب صوبہ دار دکہ ہوے

بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی جب بہادر شاہ تخت نشین ہوے تو ان کو حضور سلطانی سے

نوٹ ۔ عالمگیر نے فتح بیجاپور کے لئے شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو مامور کیا تھا وہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہونچ کر بہت دن تک محاصرہ کئے رہا مگر قلعہ کے فتح ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی ۔ آخر غازی الدین خان فیروز جنگ سامان رسد نہ بھیجتا تو اوسکے لشکر کا تمام بھی باقی نہ رہتا یہان تک نوبت پہونچ گئی تھی کہ دشمنون کی چہال اور اونٹ کے بجاے کا آٹا کھاتے تھے ۔ مردون کی ہڈیان تک کھچوا دیتے تھے اس کہانے پینے کی ہاتہون سے کمزور ہو رہے تھے اور جب دکھنیون کی فوج کا غلبہ ہوتا فرجانی بیگم والدہ شہزادہ کی بیٹی اور شاہزادہ اعظم کی بی بی عماری مین بیٹہ کے باہر ہوتین اور وزیر چلاتین اور سپاہیون کو اطمینان دیکر لڑنے کے لئے آمادہ کرتین ۔ غرض سردار مذکور کے سامان رسد پہونچا تو یہہ مصیبت کم ہوئی ۔ بادشاہ نے جو وقت شہاب الدین کی بہادری سنی تو اونکو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا ۔ از تاریخ ہندوستان ۔

خطاب خان دوران خان بہادر عطا ہوا اور صوبہ داری اودہ و فوجداری گھنپور وغیرہ پر مامور ہوئی لیکن تھوڑے عرصہ تک نواب مغفرت مآب ترک منصب کرکے دارالخلافہ شاہجہان آباد مین سکونت پذیر رہے۔

نواب مغفرت مآب صوبہ دار دکن مقرر ہوے

۱۱۲۳ھ جب سنہ ۱۱۲۳ ہجری مین فرخ سیر تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا تو اوس نے اول سال جلوس ہی مین نواب مغفرت مآب کو خطاب نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا عطا کیا اور صوبہ داری دکن پر مامور فرمایا۔

نواب مغفرت مآب صوبہداری دکن سے تبدیل اور فوجدار سنبھل و مراد آباد مقرر ہوئے

اس حکومت و صوبہ داری دکن پر صرف تین سال گذرے تھے کہ یہہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامرا کو تفویض ہوئی اور نواب مغفرت مآب کو بسبب برہمی اعیان اور بادشاہی فوجداری سنبھل و مراد آباد پہر جانا پڑا اور حکم ہوا کہ زمینداران کوہ شوالک کو تادیب و بین جذبی عروزمین سیدون اور بادشاہ کے درمیان مخالفت ہوگئی اور فرخ سیر تخت سے آتار گیا رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات دو بادشاہ تھوڑے تھوڑے روز سلطنت کرکے قضا کر گئے

نواب مغفرت مآب صوبہ دار مالوہ مقرر ہوے

جب بہت سے جھگڑے ہو چکے اور کئی بادشاہ تخت دہلی کی قربانی بن چکے تب شاہزادہ روشن اختر بلقب محمد شاہ دہلی کا مستقل بادشاہ بنایا گیا اوسوقت نواب مغفرت مآب کو حضور سلطانی سے صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔

نواب مغفرت مآب نے ممالک دکن کو تسخیر کرکے اپنی حکومت کا نقشہ جمایا

۱۱۳۲ھ سنہ ۱۱۳۲ مین نواب مغفرت مآب نے اراکین سلطنت کی سوء مزاجی سے تنگ آکر عزم مصمم تسخیر دکن کا کرکے عین موسم برسات مین ملک مالوہ کو چھوڑ دیا اور دریاے نربدا سے پار اتر کر قلعہ آسیر گڑھ کو اپنا خیمہ گاہ بنایا طالب خان قلعدار سے اس قلعہ کو ایک حکمت عملی سے

قبضہ مین کرلیا اور اپنے دو بیٹون نصیر جنگ اور ناصر جنگ کو مع اہل و عیال قلعہ مین چھوڑ کر خود بذات خاص پانچ توپ لیکر لال باغ دارالسرور برہانپور مین جا پہونچی ۔ محمد انور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور ان سے ملگیا ۔

سید دلاور خان بخشی فوج امیر الامرا اور سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا سے لڑائی اور اُن دونون کا مارا جانا ۔

اس اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج امیر الامرا کی جو بادشاہ کے طرف سے امیر الامرا کے اشارہ سے ان سے لڑنے آتا تھا پہونچی ۔ سید دلاور خان سے سوادِ جاورہ مین دریائے نربدہ کے اوس طرف لڑائی ہوئی سید دلاور خان مارا گیا اور برہان پور پر نواب معفرت مآب کا قبضہ ہوگیا اس لڑائی پر تھوڑی ہی مدت گذری تھی کہ سید عالم علیخان امیر الامرا کا بھانجا اورنگ آباد سے لشکر لیکر جلور یزان کے مقابلہ پر آپہونچا نواب معفرت مآب نے اوسکو ہر چند سمجھایا مگر اوس نے ایک نہ مانا آخر کار قصبہ بالاپور متعلقہ صوبہ برار کے قریب معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا اور عالم علیخان بین معرکۂ کارزار مین مارا گیا نواب معفرت مآب بڑھکر اورنگ آباد مین پہونچے اور ملک کا انتظام کرنا شروع کردیا ۔ امیر الامرا نے بادشاہ کو نواب معفرت مآب کے طرف سے بیڑکایا اور خود بادشاہ کو لیکر دکھن کے طرف چلا مگر امیر الامرا کو خبر نہ تھی کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے ۔

امیر الامرا کا بادشاہ کو لیکر دکھن جانا اور راستہ مین مارا جانا اور بادشاہ کا دہلی کو مراجعت کرنا

بادشاہ تو نام کا بادشاہ تھا سیدون کی ہاتھ مین کٹہ پتلی کی طرح ناچتا تھا امیر الامرا نے دکھن جانے کو کہا تو دہن کو جنبدیا مگر بادشاہ بالکل غافل نہ تھا ان سیدون کی قید سے رہائی چاہتا تھا سیدون کے دشمن بھی تاک مین لگے تھے جو بادشاہ کے طرفدار تھے ۔ جب یہہ عظیم الشان لشکر فتحپور سیکری مین پہونچا تو امیر الامرا کی اجل نے جھک کر سلام کیا امیر الامرا مع لشکر سوار ہوگیا تھا اور بادشاہ سوار ہونے والا تھا کہ محمد امین خان بخشی کے اشارہ سے میر جملہ خنجر کے

بلی کے اندر امیر الامرا کو قتل کر ڈالا یہ دن ۲ ذی الحجہ ۱۱۳۱ھ کا تھا اگرچہ امیر الامرا کے بھانجے عزت خان نے بادشاہ کے قتل مین ذرا بہت کچھ کوشش کی مگر خود ہی مارا گیا اور بادشاہ بلی کو اُلٹا چلا گیا۔ قطب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان امیر الامرا کی مارے جانے کی خبر سنی تو اوسنے ایک یتیموی شاہزادے کو بادشاہ بناکر لشکر سلطانی سے مقابلہ کیا مگر اوس نے شکست کھائی اور خود بھی مارا گیا بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو وزیر مقرر کیا۔

نواب سعدت مآب کو خلعت وزارت عطا ہوا

یہہ اعتماد الدولہ وہی محمد امین خان بخشی تھا جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو قتل کیا تھا جب دونون سید مارے گئے تب بادشاہ نے فلدان وزارت اوسی کو عطا کیا مگر اسکو یہہ وزارت مبارک نہوئی اور تین ہی مہینے مین دنیا سے سدھار گیا۔ تب بادشاہ نے نواب سعدت مآب کو دکہن سے طلب فرماکر ۵ جمادی الاول ۱۱۳۲ھ کو خلعت وزارت سے ممتاز فرمایا

نواب سعدت مآب کی چڑہائی حیدر قلیخان خراسانی ناظم گجرات پر

وحصول صوبہ داری مالوہ وگجرات

سال پنجسم جلوس مین معز الدولہ حیدر قلیخان خراسانی ناظم گجرات نے بغاوت کی بادشاہ نے نواب سعدت مآب کو دس لاکہہ روپیہ نقد اور صوبہ داری مالوہ وگجرات بضمن وزارت وصوبہ داری دکہن عطا فرماکر حیدر قلیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حیدر قلیخان رانا سے اُدیپور کی علاقہ مین بھاگ گیا۔ نواب سعدت مآب نے اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو پیشگاہ سلطانی سے معز الدولہ صلابت جنگ خطاب دلواکر بنیابتاً صوبہ داری گجرات پر بھیجدیا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر اپنی چچا کے بیٹے عظیم اللہ خان بہادر کو مامور فرماکر خود دار الخلافت کو چلے گئے اور بادشاہ کے حضور مین خلعت واکرام سے اعزاز حاصل کیا۔

نوٹ سوانح عمری آصفیہ تین سال لکہا ہے۔

نواب مغفرت مآب وزارت سے کنارہ کش ہوکر مراد آباد مین رہنے لگے

چندروز اس طرح گذرے لیکن دربار کا ڈھنگ خراب دیکھکر انکو اپنا دہلی مین رہنا پسند نہ آیا اور ناموافقت آب وہوا کا بہانہ کرکے بادشاہ سے مراد آباد مین رہنے کی اجازت حاصل کرلی اور مراد آباد مین رہنے لگے ۔

نواب مغفرت مآب نے دوبارہ صوبہ دکن کو تسخیر کرکے سلطنت آصفیہ قائم کی ۔

سال ششم جلوسی کے ذیقعدہ مہینے مین مطابق ذیقعدہ ۱۱۳۶ھ بادشاہ کے حضور سے صوبہ داری دکن عماد الملک مبارز خان نائم حیدرآباد کو تفویض ہوگئے ۔ اسپر نواب مغفرت مآب کو بہت ملال ہوا اور بہت جلد مراد آباد سے چلکر اورنگ آباد مین پہونچے عماد الملک مبارز خان مقابلہ پر آیا اور ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ ہجری کو مع اپنے دو بیٹون اسعد خان مسعود خان کے معرکہ کارزار مین قتل ہوا تمام ملک دریاے نربدا سے لیکر بیجاپور اور حیدرآباد تک کہ اوسکا علاقہ دریاے شور شرقی سے ملا ہوا تھا نواب مغفرت مآب کے قبضہ مین آیا خواجہ محمود خان اور حامد اللہ خان سپہ سالار مبارز الدولہ عماد الملک قید کئے گئے اور نواب مغفرت مآب حیدرآباد کو تشریف لیگئے ۔ جلال الدین محمود خان کہ صوبہ دار حیدرآباد تھا علیحدہ ہوگیا اور خواجہ احمد خان بڑا بیٹا مبارز خان عماد الملک کا صندل خواجہ سرا اور حرم و اہل و عیال کو لے کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گیر ہوا اور بارادہ جنگ لشکر فراہم کرنے لگا نواب مغفرت مآب نے تسخیر قلعہ گولکنڈہ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھا اور ڈیرے خیمے موسی ندی پر لگاکر سب سے پہلے قلعہ بجر کو فتح کیا اور حیدرآباد مین داخل ہوئے ۔ پھر خواجہ احمد خان کو کہ قلعہ گولکنڈہ مین چھپا ہوا تھا مطمئن کرکے اپنے پاس بلایا اور وہ حاضر ہوا نواب مغفرت مآب نے اوسکو منصب شش ہزاری جو ہزار سوار اور شہامت خان بہادر اور خواجہ محمود خان بہادر کو منصب پنجہزاری و سہ ہزار سوار و خطاب مبارز خان بہادر اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری یک ہزار سوار و خطاب بہادری سے سرفراز کرکے ان سب کو امراے آصفیہ مین داخل کرلیا

اور حامد اللہ خان بہادر سے اپنی ہمشیرہ کی شادی کردی۔ اور اس خاندان سے بجائے عداوت محبت و یگانگت پیدا کی سوائے ان لوگوں کے اور بہت سے اشخاص کو نواب مغفرت مآب نے مورد الطاف کیا۔

نواب مغفرت مآب کو خطاب آصفجاہ پیشگاہ سلطانی سے عطا ہوا

۱۱۳۳ھ جب یہہ خبر فتح بادشاہ کو پہونچی تو ۱۱۳۳ھ ہجری مین خطاب آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار کا نواب مغفرت مآب کو ازراہ دلجوئی عطا کیا۔

نواب مغفرت مآب دہلی کو تشریف لے گئے اور اکبرآباد و مالوہ پر فوج کشی کی

۱۱۳۴ھ ۱۱۳۴ ہجری مین حسب خواہش سلطانی نواب مغفرت مآب مملکت دکن کا انتظام اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کے سپرد کرکے اور محمد انور اللہ خان کو دیوان اور مدار المہام مقرر کرکے حاضر دربار شاہ دہلی ہوئے اون روز دون مین راجہ جی سنگھ صوبہ دار اکبرآباد اور باجے راؤ صوبہ دار مالوہ بادشاہ سے باغی ہوگئے تھے پس یہہ دونون صوبہ یاران نواب مغفرت مآب کو عطا ہوئین اور صوبہ داران سرکش کی تادیب کا حکم ہوا نواب مغفرت مآب اکبرآباد پہونچی اور اپنے قرابتی محی الدین صاحب کو نیابت صوبہ داری اکبرآباد پر مامور کیا اور خود بدولت متوجہ مالوہ ہوئے۔ دریائے جمن سے عبور کرکے اٹاوہ اور مانک پور اور کالپی ہوتے ہوئے ملک بندیلہ مین پہونچی وہان کا راجہ باطاعت پیش آیا۔ پہر وہان سے چلے منازل کرکے نواح بھوپال مین باجے راؤ سے جو بے شمار فوج لئے پڑا ہوا تھا مقابلہ کیا۔

نواب مغفرت مآب شریک جنگ نادر شاہ ہوئے

ابھی اس معرکہ کا سر انجام نہ ہوچکا تھا کہ اسی اثناء مین خبر آمد آمد نادر شاہ بادشاہ ایران کی نواب مغفرت مآب کو پہونچی لہذا فی الفور باجے راؤ سے صلح کرکے روانہ دار الخلافہ ہوئے یہان باتفاق بخشی الملک ان کو فوج نادری کے مقابلہ پہجانا پڑا اور بمقام سرہند مین

۱۱۵۱ھ ۱۱۵۱ ہجری مین لڑائی شروع ہوئی۔ محمد شاہ بادشاہ بھی فوج لیکر جا پہونچے لیکن بسبب بدنظمی

فوج کی نواب سعادت خان برہان الملک اسیر فوج نادری ہوگیا اور امیر الامرا میدان مین کام آئے بادشاہی فوج کو شکست ہوئی نادرشاہ فتحیاب ہوا اور سوقت محمد شاہ بادشاہ نے ان کی رائے کے بموجب نادرشاہ سے صلح کرلی کہتے ہین اس ظالم بادشاہ سنے بھی نواب ارسلو فطرت کو بہادری خطاب امیر الامرائی کا عطا فرمایا۔

۱۱۵۲ھ سنہ ۱۱۵۲ ہجری مین نواب عالیجناب ناصر جنگ نایب صوبہ دار دکن کی بغاوت کی خبر دہلی مین نواب مغفرت مآب کو پہونچی۔

نواب ناصر جنگ کی بغاوت اور فتح قلعہ ترچناپلی وارکاٹ و بالکنڈہ

یہہ خبر سنکر نواب مغفرت مآب باجازت سلطانی دکن مین پہونچی اور رنگ آباد کے نواح مین باب بیٹون مین لڑائی ہوئی نواب ناصر جنگ ہزار دقت و پریشانی معرکۂ کارزار سے زندہ وسلامت نکلکر باپ کے پاس پہونچ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۲ھ کو واقع ہوئی مفصل حال نواب ناصر جنگ بہادر کے ذکر مین لکھین گے۔

۱۱۵۶ھ سنہ ۱۱۵۶ھ مین نواب مغفرت مآب ملک کرناٹک مین تشریف لیگئے اور قلعہ ترچناپلی مرہٹون سے کھوڑ بڑہ سے خالی کرایا۔ قوم نوایت سے ملک ارکاٹ لیا ۱۱۵۷ھ سنہ ۱۱۵۷ھ مین مقرب خان دکھنی بہائی نبی مندخان سے قلعہ بالکنڈہ کو فتح کرکے قبضہ اقتدار مین کرلیا۔

نوٹ سولھوین تاریخ ہندوستان لکھتا ہو کہ نادرشاہ کی اصل یہہ ہے کہ جب خاندان صفوی کی سلطنت کا حال ایران مین بگڑا ہوگیا تب مزنی افغانون کے سردار محمود نے ۱۷۲۲ء مین اصفہان کو فتح کرکے حسین شاہ بادشاہ ایران کو گرفتار کرلیا لیکن یہ محمود تخت ایران پر صرف تین برس حکمرانی کرکے ۱۷۲۵ء مین مرگیا تب اوسکا بیٹا اشرف اوسکا جانشین ہوا یہہ بڑا جوانمرد تھا۔ مگر اوسپر یہہ آفت آئی کہ سلطان روم اور پیڑا عظم شہنشاہ روس اوسکی ملک پر دہاوا مارا لیکن اس عرصہ مین پیڑا عظم مرگیا۔ سلطان روم نے سبنون کا خون بہانا مناسب نہ سمجھا اور شاہزادہ طہماسپ جو باپ کے قید ہونے پر سیستان مین اقامت گزین ایران کا بادشاہ بن گیا تھا سلطان روم نے کچھ مدد نہ کی رعایا بھی بیسبون کی سلطنت سے راضی نہ تھی لیکن خدا کی قدرت سے ۱۷۲۷ء مین طہماسپ کو ایک ایسا لائق اور مستقل مزاج شخص ملگیا جسنے طہماسپ کو پھر تخت و ملک دلا دیا پر دلاسکے تخت پر بیٹھا وہ یہہ کون شخص تھا یہی نادرشاہ تھا اوسکا اصلی نام نادر قلی اور باپ کا نام امام قلی خان تھا اوسکی اقتدار تھی یہہ نادر ۱۷۸۸ء مین پیدا ہوا تھا یہہ مدت تک ایران مین لوٹ مار کرتا رہا اور بعد بہت سے الٹ پلٹ اور لڑائی جھگڑون کے ۱۷۳۶ء مین خاندان صفویہ کا خاتمہ کرکے خود مستقل بادشاہ

بن بیٹھا اور کابل وغیرہ کی فتح کی بعد وہ اندھی کی طرح ہندوستان کی طرف ۱۷۳۸ء مین چمک پڑا اور یہان بھی فتح پائی اوزکم سترکرور روپیہ کا مال اور کوہ نور ہیرا اور تخت طاؤس یہان سے لیگیا پہلے شیعہ تھا آخر وقت مین

وفات حسرت آیات نواب سفرت مآب

سنہ ۱۱۶۱ھ آخرکار نواب سفرت مآب نے جمادی الاخر[1] سنہ ۱۱۶۱ھ کو بمقام دارالسرور برہانپور وفات پائی آپ کے نعش خلد آباد روضہ کو بھیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے اور شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کے مقبرے کے پاس مدفون ہوئے - ہائے افسوس کیسا بڑا رکن سلطنت اسلامیہ ہندوستان بے وقت دنیا سے سدھارا فرد نواب سفرت مآب کا قتل نعماین ستاسی لڑائیون مین لڑا ہون -

عمارات یادگار نواب سفرت مآب

نواب سفرت مآب کے یادگار عمارات مین شہر پناہ بلدہ برہان پور ہے جو سنہ ۱۱۴۲ھ مین تعمیر ہوئی اور آبادی و مسجد و کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور محل نظام آباد اضافہ ہے جو اب ویران پڑا ہے اور حصار شہر پناہ جدید آیا دکہ عماد الملک میاں زرخان نے بنا شروع کیا تھا اور وہ نامراد ناتمام چھوڑ گیا تھا اوس کے وقت کا حصار و دروازہ چادر گھاٹ اور دروازہ دبیر پورہ کے طرف ہی اس حصار پر کنگرہ نہین ہین باقی تمام حصار جو کنگرہ دار ہے نواب سفرت مآب نے تعمیر کرایا ہے سوائے اس کے خلوت خانہ - خوابگاہ - دیوان عام جلوخانہ مع بنگلہ - دروازہ خوابگاہ مذکور نواب سفرت مآب کے وقت کا تعمیر کردہ ہے جلوخانہ کی ڈیوڑھی کا دروازہ بھی انہین کے وقت کا ہے - اورنگ آباد مین تکیہ کی عمارات بھی نواب سفرت مآب نے تعمیر کرائی ہین

نوٹ[1] خواجہ سنجر خان واقعہ نویس راکن نواب سفرت مآب کی وفات ۴ جمادی الاخر سنہ ۱۱۶۱ھ اور مورخ ترک آصفیہ ۵ جمادی الاخر سنہ ۱۱۶۱ھ تحریر کرتے ہین مسیح تاریخ ہندوستان نواب سفرت مآب کی عمر شمسی برس کی بیان کرتا ہے - لیکن مولف آئینہ تاریخ نما کہین ایک برس از ناقص اور کہین ایک سو چار برس کی عمر لکھتا ہے - مسیح تاریخ قطب شاہی و مولف گلزار آصفیہ انکی ولادت سنہ ۱۰۵۸ھ اور وفات سنہ ۱۱۶۱ھ مین بتلاتے ہین ناظر حساب سے ان کی عمر پوری اٹھتی سال کی ہوتی ہے مولف -

نواب مغفرت مآب کی اولاد

نواب مغفرت مآب کے چھ فرزندان رشید تھے۔ اول امیر الامرا غایۃ الدین خان بہادر فیروز جنگ۔ دوسرے نواب عالیجناب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ۔ تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ سید محمد خان بہادر صلابت جنگ۔ چوتھے کہ درحقیقت سب سے اول و بہتر کہنا چاہیئے نواب مستطاب سپہر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی انار اللہ برہانہ پانچویں امیر الامرا سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ۔ چھٹے مستقد الدولہ معین علیخان بہادر ناصر الملک المشہور بہ منل علیخان بہادر ہمایون جاہ۔ ان مین سے ناصر جنگ اور فیروز جنگ ایک والدہ سے تھے۔

چند کارآمد وصیتین جو نواب مغفرت مآب نے ناصر جنگ بہادر کو فرمائی تھین وہ شہزادہ آفاق مین

ذکر سریرارائی نواب عالیجناب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید

بعد وفات نواب مغفرت مآب کے نواب ناصر جنگ مسند آرائے ریاست دکن ہوئے انکا طنطنہ اقتدار چارون طرف ملک مین پھیلا لوگ ان کی ہیبت سے اسقدر ڈرتے تھے کہ دربار مین کسی کو بات کرنیکی مجال نہ تھی۔ نواب مغفرت مآب نے بعد صلح بالجے راؤ جو سبب آمد آمد مہتر ناموری کرلی گئی تھی نواب ناصر جنگ کو صوبہ داری دکن پر مامور کردیا تھا لیکن جب سلخ شعبان ۱۱۵۳ھ ہجری کو نواب مغفرت مآب دہلی سے دکن کو لوٹے اور برہان پور مین نزول اجلال فرمایا تب ان کو بکمال محبت بدیں دارالظفر بیجاپور کا صوبہ دار مقرر کیا لیکن نواب عالیجناب نے اسکو منظور نکیا اور بخشی الملک محتشم خان بہادر کو باپ کے پاس بھیجدیا اور خود نظام آباد اجنٹہ سے صمصام الدولہ شاہ نواز خان و سید جمال خان بہادر عبد العزیز خان بہادر میر صفی اللہ خان بہادر صفی الدولہ طالب جنگ کو کہ بعہدہ میر آتشی و کن با صوبہ سے تھے و صف شکن خان مجاہد جنگ و فتحیاب خان و ہمت یار خان و میر شمش الدین خان وغیرہ کو لیکر کاری

ملازم و منصب دار تھے لیکر روضۂ خلد آباد کو کہ وہان اکثر بزرگان عالی تبار و اولیاء کبار کے مقبرے ہین چلے گئے ۔ چند روز بعد عبد العزیز خان نواب عالیجناب سے جدا ہوکر نواب مغفرت مآب کے پاس چلا گیا لیکن جب وہان اوسکی کچھ عزت نہوئی اور نواب مغفرت مآب کو بے توجہ پایا تو پھر نواب عالیجناب کے پاس پہونچا اور نواب مغفرت مآب کے طرف سے نواب عالیجناب کو اغوا کرکے جنگ و پیکار پر آمادہ کیا نواب عالیجناب اس مفتری کے بہکانے پر قلعہ ملکاپیر لینے اورنگ آباد سے چلکر فتح یاب خان قلعدار ملکاپیر کو ساتھ لیکر چار ہزار ہندو سوارون کے جرار لشکر سے اورنگ آباد کے طرف گئے ادہر سے نواب مغفرت مآب بھی بہت تیزی کے ساتھ لشکر آراستہ کرکے مقابلہ پر جا پہونچے اور متصل عیدگاہ کے باب بیجاپور کے لشکرون مین جنگ شروع ہوئی چونکہ نواب عالیجناب کے اکثر افواج ناتجربہ کار اور دہاتی تھے پس زود ضرب لشکر نواب مغفرت مآب کا تاب مقابلہ نہ لاکر فرار ہوگئی ۔ لیکن نواب عالیجناب نے تھوڑے ہاتھیون اور صرف دو سوار رستم جگر سے اچھی طرح داد مردانگی دی اور اپنے فیل خاصہ کو تیز و دلاکر طلب لشکر کے سامنے آگئے ۔ ادہر سے سرمست خان بخشی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل ہوا نواب عالیجناب شیر غران کی طرح اس جماعت مین گھس گئے لیکن کنور جان چندنے مقابل ہوکر حامد خان کو کہ کوکہ بجائے فیلبان کے نواب کے ہاتھی پر بیٹھا تھا مع بندوق سے قتل کرڈالا نواب عالیجناب ہاتھی کو اپنے پاؤن چلانے تھے اور برابر تیر مارتے جاتے تھے آخر کار زندہ و سلامت حضور پدر مین پہونچے ۔

نواب عالیجناب دہلی کو تشریف لیگئے اور اپنا وزیر صمصام الدولہ کو مقرر کیا القصہ جب نواب عالیجناب مسند آرائے دکن ہوئے تب صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو کہ اوسوقت صوبہ تمار کی دیوانی پر تھے طلب فرماکر اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا اور جب نواب عالیجناب کو احمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا

نوصمصام الدولہ بہادر کو نیا تیا صوبہ داری دکن پر مامور کیا اور رخصت کے وقت اپنے نام
کے انگشتری دیکر فرمایا کہ یہ مہر سلیمانی ہے مہمات ریاست کو برضامندی الہی سر انجام کرنا
اور پہر ستر ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل کی جمعیت سے کوچ بکوچ جلو ریز دریائے نربدا
پر پہونچے یہان سے حسب الحکم سلطانی واپس چلے آئے۔

مظفر جنگ کی بغاوت اور اوسکا مقید ہونا

اسنے مین خبر پہونچی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ و نواب عالیجناب دصوبہ دار
بیجاپور باغی ہوگیا سبب اس بغاوت کا یہہ ہوا کہ مظفر جنگ زمینداران چنلدرگ کی تنبیہ
کرنیکو اوس طرف گیا تھا اور ماہی کنڈہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ حسین دوست خان فوجدار
کرناٹک ابھی ابھی رگھوجی بھوسلا کی قید سے چھوٹا تھا اور اب محصورین ماہی کنڈہ مین شامل تھا
مظفر جنگ سے آکر ملا تھا اور اوس کی مزاج مین دخل کامل حاصل کر لیا یہ شخص ملک کرناٹک
کے حالات سے اچھی طرح واقف تھا مظفر جنگ کو اوس نے اشتعالک دی کہ ملک کرناٹک
پر قبضہ کر لیجئے۔ ضلع کرناٹک مین جناب نواب عالیجناب ناصر جنگ بہادر شہامت جنگ
صوبہ دار و فوجدار تھا جب مظفر جنگ حسین دوست خان کو ساتھہ لیکر اوس پر چڑہا اور
فرانسیسون کو ساتھہ لیا تب شہامت جنگ نے پانچہزار سوارون سے اوسکا مقابلہ کیا
لیکن ۱۶ شعبان سنہ ۱۱۶۲ھ کو شہامت جنگ مارا گیا یہہ خبر سنکر مظفر جنگ ارکاٹ پہونچا اور
دو تین مہینہ تک محاصرہ کیا پڑا رہا۔ نواب عالیجناب کو جب شہامت جنگ کے مارے جانیکی
خبر پہونچی شیرغزان کی طرح مسافت بعیدہ کو طے کرکے تعجیل تمام ۱۹ شعبان سنہ ۱۱۶۲ھ کو
وہان پہونچے مظفر جنگ خوف کے مارے پیلیری کو بہاگ گیا راستہ مین مرہٹون نے
اوسکی ساری جمعیت کو برباد کر ڈالا امین دوست خان پیلیری پہونچا لیکن پیلیری کے
پہاڑ مین لوگ بہاگ گئے اور مظفر جنگ زندہ نواب عالیجناب کے قید مین آگیا۔

نواب عالیجناب ناصر جنگ بہادر کی شہادت۔

یہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ باوجود عرض معروض خادمان درگاہ نواب عالیجناب نے پہلیچری کی فتح پر خیال کیا ہر چند امیرون نے سمجھایا کہ پہلیچری کی فتح کوئی بڑا کام نہین ہے جنابعالی اس کام کو کسی امیر کے سپرد کرکے خود بنفس نفیس مسترجعہ حیدرآباد ہو دین مگر نواب عالیجناب نے ایک نہ مانا اور کمال غفلت سے فوج کو بسرکردگی محمد علیخان پسر شہامت جنگ کہ والاجاہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور بخشیان فوج صف شکن خان مجاہد جنگ میر آتش دکن و ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا یہہ لوگ آتشکاری فرنگ سے محض ناواقف تھے ترک طہماسپ خان اور ظفر یار جنگ شہید ہوگئے اور اس طرح آٹھہ مہینہ کا عرصہ گذرا ۱۷ محرم الحرام ۱۱۷۶ھ کو یورپین نے بہت بہاری مجمع کرکے نواب عالیجناب کے لشکر پر عین حالت بارش و طوفان مین رات کے وقت شبخون مارا۔ نواب عالیجناب نے باتفاق افغانہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی پوری پوری تادیب کردون چنانچہ اسی غرض سے صبح صادق کے وقت فیل خاصہ پر سوار ہوے۔ جب فیل خاصہ بہت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پہونچا اوس مردود دلم یزلی نے کہ گروہ مخالف سے ساز باز رکھتا تھا نواب عالیجناب کو مزب بندوق سے شہید کرڈالا اور سر کاٹکر نیزہ پر چڑہا کر تمام لشکر مین پھرایا تمام لشکر مین شور قیامت برپا ہوگیا۔ ماتم فردون نے نواب عالیجناب کی لاش و دیگر شہدا کو حیدرآباد روضہ مین پہونچائی اور نواب مغفرت مآب کے پہلو مین دفن کیا اس رستم جنگ کی موت سے خاندان آصفیہ اور خصوصاً سلطنت دہلی کے لئے سخت صدمہ ہوا۔ میر غلام علی آزاد نے کہ استاد نواب ناصر جنگ شہید کے تھے (آفتاب رفت) سے سنہ شہادت نکالا

مظفر جنگ کی مسند نشینی ریاست اور اونکی شہادت

انکا نام ہدایت محی الدین خان بہادر تھا اور نواب مغفرت مآب کے نواسے تھے جس روز پٹھانون نے نواب عالیجناب کو شہید کیا اوسی روز نواب مظفر جنگ کو مسند نشین ریاست کردیا

اور حیدرآباد کو لیکر چلے گرسا نجوٹی کی منزل مین کڑپہ کے پاس پٹھانون اور مظفر جنگ مین بھی چل گئے اور ۱۴ ربیع الاول ۱۲۱۴ھ کو نواب مظفر جنگ بھی اوس نمک حرام ہمت بہادر خان کی بندوق سے شہید ہوگئے۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی شجاعت۔

یہہ نمک حرامی پٹھانونکی دیکھکر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو بہت غصہ آیا اور خدا کے فضل وکرم پر بھروسا کرکے اپنا فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام ہاتھی کی طرف بڑہایا نواب موصوف کی خواصی مین میر محمد حسین خان بیٹھا تھا اوس نے اس پاجی دلدالحرام ہمت بہادر خان کو اپنی بندوق کا نشانہ بنایا اور پھر فیل خانہ کو اوسکے ہاتھی سے ملاکر میر موصوف نے رستم خان کو جو ہمت بہادر کا یار تھا اور اوسکی خواصی مین بیٹھا تھا خنجر سے قتل کرڈالا۔ ہمت بہادر خان نمکحرام کا سر نیزہ پر چڑہاکر لشکر مین پھرایا گیا شادیانہ بجنے لگا اور تمام اکابر اور راکین اور فرار شدہ لشکر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کے حضور مین حاضر ہوکر اوزیاد عمر و اقبال کی دعائین دینے لگے۔ اسی اثناء مین ایک نمک حرام نے نواب مستطاب کے خیمہ پر شبخون مارا نواب نے اوسکو اپنے ہاتھہ سے مارکر اوسی تیر سے اوس نمکحرام کا کام تمام کرڈالا اور پھر جتنے مشتبہ آدمی لشکر مین پائے گئے سب کو قتل و قید کرکے ٹھیک بنادیا۔ یہہ حرامات اور رستم جگری نواب مستطاب کے دیکھہ کر جملہ راکین نے چاہا کہ ان کو مسندنشین کردین لیکن ابھی حکم الہی نہین تھا اور چندروز جلوہ آرائے دیوان فرمائے دولت مین اور باقی تھے۔ نواب شیر جنگ جو نواب منیر الملک بہادر کے دادا اور راوموصوف جملہ اُمرا سے برتر اور صدر انجمن دولت آصفیہ تھے کہنے لگے کہ باوجود موجودگی بڑے بھائی کے چھوٹے بھائی کو مسندنشین کرنا معمول سرکار آصفیہ کا نہین ہے۔ یہہ کہکر نواب صلابت جنگ بہادر کے سامنے نذر تینیت جلوس گذرانی۔ اور پھر باقی دیگر اُمرا نے بھی نذرین گذرانکر صلابت جنگ کو مسندنشین کردیا

امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا بحال سند صوبہ داری
دکن دہلی سے روانہ ہونا اور اورنگ آباد مین پہونچکر دنیا سے انتقال کرنا

یہ سب سے بڑے فرزند نواب مغفرت مآب کے تھے انکا اصلی نام میر محمد پناہ ہے اپنے والد بزرگوار
کے وقت سے برابر دہلی مین رہا کرتے تھے بادشاہ کے حضور سے انکو اپنے دادا کا خطاب غازی الدین خان
فیروز جنگ عطا ہوا تھا جب دہلی مین نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت کی خبر پہونچی تب حضور
سلطانی سے انکو صوبیداری دکن کی سند عطا ہوئی اور یہ روانہ دکن ہوے راستہ مین ملکر
مرہٹہ بھی ان سے ملگیا ارادہ تھا کہ نواب صلابت جنگ سے جنگ و پیکار کرکے صوبہ دکن کو
اپنے حکومت مین لاوین لیکن تقدیر الہی کی خبر نہ تھی - ۳ سنہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے
متصل پہونچکر یکایک عارضہ ہیضہ سے انتقال کرگئے اور دل کی ہوس دل ہی مین رہی انکی
لاش نقشبندی خان وغیرہ واالحافہ دہلی کو لے گئے -

ذکر نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر پسر امیر الامرا غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ مرحوم

انکا اصلی نام میر شہاب الدین تھا وہ نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مرحوم مذکور کے
فرزند اور نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر دہلی کے نواسے تھے - جب امیر الامرا نواب
غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ دہلی سے دکن کو روانہ ہوے تو ان کو بہ عمر ہشت سالگی نواب
صفدر جنگ وزیر کے پاس کہ ان کو فرزند کی طرح چاہتا تھا چھوڑ آئے تھے - میر شہاب الدین
عقل کے پتلے تھے اور ایسے دانشمند تھے کہ ایام خورد سالی مین ہی بڑے بڑے عقلمندون کے
کان کترتے تھے ایام طفلی مین ایک حکمت عملی سے بواسطہ نواب صفدر جنگ دربار سلطانی مین
پہونچے اور وہان بادشاہ سے ایسی گفتگو کی کہ بادشاہ ان کو حرم سرائی سلطان مین لیگئے
اور خود پرورش کرنے لگے یہانتک کہ یہی میر شہاب الدین آخرکار وزیر الممالک ہوگئے اور
خطاب عماد الملک غازی الدین خان بادشاہ نے عطا کیا یہ وہی غازی الدین خان عماد الملک

ہین ہین کو سلطنت دہلی کا ہر شخص جانتا ہے اور تباہی سلطنت دہلی کے باعث ہین ان کے وجود کا ذکر بھی ضرور آجاتا ہے صفدر جنگ کو ان کے وزیر الممالک ہونے پر سخت رنج ہوا اور یہہ شعر حسب حال کہا تھا۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو زنجیر شد ۔ طفل دامن گیر ما آخر گریبان گیر شد ۔

ذکر مسند آرائی امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ

یہہ تیسرے فرزند نواب مغفرت مآب کے ہین بعد قتل نواب مظفر جنگ کے بسی رگھناتھ داس سریر آرائے دولت ہوئے۔

رگھناتھ داس کو امیر الممالک نے وزیر اعظم مقرر کیا

اسی رگھناتھ داس کو امیر الممالک نے دیوان اعظم مقرر کیا اور فرنگیون سے صلح کرکے روانہ حیدر آباد ہوئے۔ پیشگاہ احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے خطاب آصف الدولہ ظفر جنگ عطا ہوا چند روز بعد حیدر آباد سے اورنگ آباد کو تشریف لے گئے اور برسات کے دن وہین گذارے۔

بالاجی راؤ مرہٹہ سے لڑائی اور اوسکا شکست کھاکر فرار ہونا

جب موسم برسات ختم ہوگیا اور سردی نے اپنی جھلک دکھلائی تب امیر الممالک کوچ کرکے ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۱ھ کو احمد نگر مین پہونچے اور وہان سے بارادہ تنبیہ بالاجی راؤ مرہٹہ کے پونا تشریف لے گئے۔ یہہ خبر سنکر بالاجی راؤ پچاس ہزار سوار لیکر ۱۲ محرم ۱۱۶۲ھ ہجری کو مقابلہ پر آیا لیکن آشکاری فرانسیس سے راہ فرار اختیار کی۔ کہتے ہین کہ بالاجی راؤ اوس رات کو کہ چاند گرہن ہو رہا تھا۔ بتون کی پرستش کر رہا تھا لشکر اسلام کو یہہ عمدہ موقع ہاتھ آیا اوسی وقت لشکر کفار پر شبخون مارا بالاجی عالم گھبراہٹ مین اسپ بے زین پر سوار ہوکر بے تحاشا بھاگا اور اوسکے بہتاد و تمام سامان نقرہ و طلا لشکریان اسلام کے ہاتھ لگا۔ یہہ الیچی

فتح و نصرت کے علم لہراتے پھریرے اُڑاتے ہوئے حیدرآباد مین تشریف لائے۔

رگھناتھ داس کی وفات اور رکن الدولہ کا دیوان مقرر ہونا

یہہ ہمدرد وزیر نواح بالکی مین مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا اور رکن الدولہ سید لشکر خان دیوانی سرکار پر مامور ہوئے امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جب دہلی سے دکن کو حصول صوبہ داری کے لئے آتے تھے تو ہلکر مرہٹہ کو ملک خاندیس کی حکومت کی سند لکھدی تھی اوسکو امیر الممالک نے بھی بحال رکھا۔

صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر دیوان مقرر ہوئے

۱۴ صفر ۱۱۶۷ھ کو امیر الممالک نے صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو دیوان ریاست مقرر کیا ۱۱۶۷ھ

انہین ایام مین نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ امیر الامرا کو بیجاپور بھیجا گیا۔ ہر بقیعہ ۱۱۶۸ھ کو امیر الممالک نے نواب شجاع الملک کو بیجاپور سے طلب کرکے دیوان مقرر کیا اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جا رہے۔ مگر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر نے برار سے آکر صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کو قلعہ دولت آباد سے بلا کر حضور مین پیش کیا۔

بواش راؤ سپہ بالاجی راؤ کا حوالی شہر مین فتنہ و فساد برپا کرنا اور امیر الممالک کے اوس سے صلح۔ اور عمدۃ الملک موسی بوسی و حیدر جنگ کا امیر الممالک کے یہان آنا اور صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کی شہادت اور حیدر جنگ کا مارا جانا۔

اسی اثنا مین بشواش راؤ سپہ بالاجی راؤ نے حوالی شہر مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرنا شروع کردیا امیر الممالک اوسکے سرکوبی پر متوجہ ہوئے اور سندکھیڑ تک گئے راجہ رام چند ان سے ملگیا اور بواش راؤ سے صلح ہوگئی اس صلح کے بعد عمدۃ الملک موسی بسی فرانسیسی

حیدر جنگ مرہٹون سے جدا ہوکر لشکر امیر الممالک مین شامل ہوگئے اور امیر الممالک نے اورنگ آباد کو مراجعت فرمائے۔ جب نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر حیدر جنگ کو قتل کرکے برہانپور کو چلے گئے تو موقع پاکر اہل یورپ نے نواب عصام الدولہ شاہنواز خان کو شہید کرڈالا ان وقوعات کے بعد امیر الممالک حیدرآباد چلے گئے۔

ولی عہدی و دیوانی نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر

عصام الدولہ بہادر کی شہادت کی خبر سُنکر نواب مستطاب برہانپور سے آکر ولیعہد ہوگئے اور اقتدارات دیوانی بھی اپنے ہاتھ مین لے لئے۔ بعدازان ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۷۳ھ کو نواب مستطاب امیر الممالک کو لیکر داخل قلعۂ بیدر ہوئے۔ اس عرصہ مین حضور احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر شرف صدور لایا۔

امیر الممالک کی عزلت نشینی و وفات

لہذا نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کو بسبب حرکات مخالف مہمات ریاست کنج عزلت مین بٹھادیا بندرہ مہینے بعد ۸ ربیع الاول ۱۱۷۴ھ کو نواب فرشتہ صفات نے قید ہستی سے رہائی پائی مقبرہ اونکا شیخ الشایخ شیخ ملتانی صاحب کے مزار کے پاس ہے سید امتیاز خان ذکا نے تاریخ کہی ؎ امیر الممالک بجنت شدہ۔

ذکر سلطنت آرائی نواب مستطاب نظام الدولہ نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی نور اللہ مرقدہٗ

آپ چوتھے فرزند نواب مغفرت مآب کے تھے آپ کی دانشمندی سلیم الطبعی علو همتی حلیم المزاجی شہرہ آفاق ہے۔ آپ ۱۱۴۲ھ مین پیدا ہوے تھے۔ آپکا اصلی نام میر نظام علیخان بہادر ہے اور بقول بعض حفیظ الدین احمد تھا۔ اس نام سے سنہ ولادت بھی نکلتی ہین۔ بدیں بزرگوار کے سامنے ہی ان کو اسد جنگ خطاب ملگیا تھا ایک مرتبہ نواب مستطاب

کو بادشاہ ہندوستان نے اتالیقی نجیب الدولہ شجیع علیخان پر جبکہ وہ مرہٹون کی سرکوبی کے لئے جاتا تھا سرفراز فرمایا آپ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد مین صوبہ برار کے صوبہ دار رہے اور اُسی زمانہ مین ایک جرار لشکر لیکر امیر الممالک کے پاس اورنگ آباد مین آئے۔

حیدر جنگ کا قتل اور تسخیر برہانپور

اس زمانہ مین مرہٹون کی لڑائی کے بعد موسی لبسی فرانسیس امیر الممالک سے ملگیا تھا اور حیدر جنگ جو لبسی کا لاڈلا سردار تھا فرانسیسیون کا اقتدار دیکھکر اپنا ڈھنگ جانے لگا وہ چاہتا تھا کہ خاندان آصفیہ کا خزانہ کرکے اپنا مطلب نکالے اس لئے اوس نے ابراہیم خان کاردی اور دیگر افسران و سرداران فوج کو اپنے ساتھہ ملاکر سبز گروہ بنایا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ تنخواہ سپاہ کا خزانہ سے لے لیا۔ اور صمصام الدولہ شاہنواز خان کو امیر الممالک کا حکم لے کر قید کردیا اور یہہ توڑ جوڑ لگائے کہ نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو فریب سے حیدرآباد بھیجکر بیل جمعی تمام میدان تلاشی مین ہاتھہ پاؤن مارے جب اس مفسدہ پی نے یہہ فکرین لگائین تو ۳ رمضان ۱۲۰۷ھ کو نواب مستطاب کے سمجھ فیقون میر موسی خان۔ وغلام سیدخان۔ راجہ وٹھل داس۔ وزیردست خان شہوار جنگ و میر اصغر علیخان وغیرہ نے حیدر جنگ کا کام تمام کرڈالا جب اسکے مارے جانے کی خبر مشتہر ہوئی تو ایک ہنگامہ برپا ہوگیا نواب مستطاب ایک زبردست گھوڑے پر سوار ہوکر شہر سے نکلے اور بازار لشکر مین آکر کھڑے ہوگئے۔ اتنے ہی مین پچیس پانسو جوانون نے جو موسی لبسی کے یار تھے اور ہر وقت حیدر جنگ کی سواری مین رہتے تھے۔ آکر ایک ہیبت ناک آواز مار کر نواب مستطاب اور اونکے ہمراہیون پر بندوقون کی باڑہ ماری ایک گولی نواب مستطاب کی دستار مبارک کے طرہ تعویش کو مس کرتے ہوے چلے گئی اور وہ کامیاب ہوگئے نہین ہوا مخلوق خدا جو تماشائی تھے انکے اقبال مندی اور حفظ حافظ حقیقی

کو دیکھ کر کہنی لگی کہ بالضرور ایک روز نقارہ دولت ان کے نام کا بجنے والا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۱۳ رمضان ۱۱۷۶ھ کو برہان پور مین محمدی کا علم کھڑا کیا گیا اور شہر کے مالداروں قطب الدولہ محمد نور خان وغیرہ سے بہت سا روپیہ لیکر نواب مستطاب قصبہ اسم کو چلے گئے اور وہان چھاؤنی ڈالی۔ یہان موسم برسات مین جانوں سپہ رکھوجی ہو سلامکا سردار برار کی خوب گوشمالی کی اور بعد برسات لشکر امیر الممالک کو کہ نواح حیدرآباد مین پڑا تھا تشریف لے گئے۔ یہان بہدہ ولیعہدی و مدار المہامی ریاست مقرر ہوکر تمام مملکت کو اپنے قبضہ اقتدار مین لائے۔ امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ روانہ بیجاپور ہوئے

جنگ مرہٹہ

اس عرصہ مین ۱۰ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ کو بالاجی راؤ والی پونا کے چچیرے بھائی سداشیو راؤ بھاؤ نے قوی جنگ سپہ ترکتاز خان سے کہ قلعہ دار قلعہ احمدنگر تھا قلعہ مذکور کو بعوض چند مواضعات جاگیر کے لیکر اپنا قبضہ کرلیا اور ۲ جمادی الاول سنہ مذکور کو باتفاق ابراہیم خان گاردی کہ سرکار نواب مستطاب سے برطرف ہوگیا تھا بہت سی فوجین لیکر پونا سے نواح اودگیر مین مقابلہ پر آمادہ ہوا اسطرف سے بھی ایک بڑی بہاری اور جرار فوج سپہ کردگی محمد اسمعیل خان بنی بھیجی گئی اوس نے مرہٹون کی جمعیت کثیر کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور گیارہ نشان گاردیون کے چھین لئے نواب مستطاب بھیرو بھنگاہ کو قلعہ اوسہ مین چھوڑکر متوجہ دھارور ہوے۔ غنیم نے ۵ جمادی الاول سنہ مذکور کو لشکر اہل اسلام کے جنڈاول پر چھاپا مارا چونکہ یہہ لوگ بہت تھوڑے تھے اور لشکر غنیم دس گنا تھا اسلئے فوج جنڈاول کو شکست ہوئی اور معین الدولہ شوکت جنگ بہادر سردار جنڈاول سمیت دیگر غازیون کے شہید ہوگئے بسواس راؤ نے سردار مذکور کو اپنی پالکی خاصہ مین ڈالکر منگوالیا۔ شوکت جنگ حالت نزع مین تھے دھوپ کی شدت اور زخمون کے صدمہ سے سخت پیاسے تھے۔ جب ذرا ہوش ہوا پانی مانگا بسواس راؤ نے نہایت تعظیم و تکریم

سے خاص اپنے پانی کی صراحی بھیجی شوکت جنگ بہادر نے کہا سبحان اللہ میں نے عمر بھر اپنا کٹورا تک کسی کافر کو نہیں چھونے دیا اب مرتے وقت کافر کا پانی پی کر جہنم واصل ہو جاؤں معاذ اللہ یہہ کام مجھ سے ہرگز نہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں تشنگان کربلا کی پیاس کی یاد میں پیاسا مرونگا اور اوسکے صلہ میں آب کوثر و سلسبیل سے سیراب ہونگا یہہ کہہ کر جان بحق تسلیم کی۔ رحمت کرے اللہ داون پر۔

دوسرے روز نواب مستطاب نے مصالحت وقت جان کر ساٹھ لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ اورنگ آباد سے اور تھوڑا صوبہ بیدر سے اور قلعہ دولت آباد اور چند دیگر قلعے دیناسنور کرکے غنیم سے صلح کرلی۔ بعد اس صلح کے فوج مرہٹہ واپس چلی گئی اور نواب مستطاب حیدرآباد میں رونق افروز ہوئے۔ اور امیر الممالک کو چاؤنی میں چھوڑ کر خود بغرض حصول پیشکش راجندری کے طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے پھر حیدرآباد پہونچے

نواب مستطاب نے پونا و بیچ محلہ کو تاخت و تاراج کیا

چند ہی روز بعد نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر۔ نواب صلابت جنگ کے ساتھ ملکر مخبستہ بنیاد کو روانہ ہوئے راستہ میں شاہ گڑھ کے قریب مرہٹوں سے لڑائی شروع ہوئی اور اسی طرح لڑتے بھڑتے مخبستہ بنیاد پر نزول اجلال فرمایا اور بیسویں ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۷۵ھ کو پونا کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر جرار لیکر روانہ ہوئے راستہ میں قصبہ ٹوکہ کو تبخانون سمیت لوٹ پھونک کر خاک میں ملادیا یہاں سے عزم تسخیر شہر پونا مصمم کیا گیا لیکن نامر الملک مغل علیخان مع راجہ رامچندر پسر چندر سین ہوا خواہ سرکار آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج پونا سے جاملے۔ باوجود انکے غنیم سے ملجانے کے لشکر اسلام نے سپاہ و ملک مرہٹہ کو ایسا زیر و زبر کیا کہ اونہون نے مجبوری کی حالت میں دب کر، جمادی الاخر ۱۱۷۵ھ کو ستائیس لاکھ روپیہ کا ملک صوبہ مخبستہ بنیاد سے کچھ صوبہ بیدر سے سرکار آصفیہ کے تفویض کردیا۔ وہاں سے

لشکر ظفر پیکر اسلام فتح کے پھریرے اڑاتا ہوا پونا کے متصل تعلقہ بیج محلہ متعلقہ
رامچندر پین پہونچا اور اس بیج محلہ کو بھی فوج ظفر موج کی گھوڑدن کے ٹاپون سے
تہ خاک ملنا پڑا جب برسات کا موسم آیا نواب مستطاب نے بیدر مین چھاؤنی ڈالی۔

عطاء فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر از بارگاہ بادشاہ ہندوستان و قیام دولت آصفیہ در ملک دکن ط

اب ہم اوس مبارک فرمان کا حال لکھتے ہین جس نے ملک دکن مین دولت آصفیہ کی بنیاد
قایم کی جو آجتک مسلمانان ہندوستان کی عزت و حرمت کا ماوا و ملجا ہے۔ یعنے جبکہ
موسم برشگال مین نواب مستطاب مقام بیدر مین چھاؤنی ڈالے پڑے تھے بارگاہ سلطانی
بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبہ داری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر
شرف صدور پایا جس سے دکن ایک مستقل مزاج زبردست فرمان روا کے قبضہ اقتدار
مین آگیا اور جس نے اوس پرآشوب زمانہ مین ملک دکن مین ایک مستقل سلطنت کی
بنیاد قائم کردی جو اب تک اوسی شان و شوکت سے قائم ہے چونکہ نواب مستطاب
کو امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے طرف سے پوری پوری بے اطمینانی ہوگئی تھی
اس لئے امیر الممالک کو زاویۂ ناکامی مین بٹھلایا گیا اور نواب مستطاب بالاستقلال
مسند آرائے ریاست دکن ہوگئے۔

رگھناتھ راؤ نے حیدرآباد کا محاصرہ کیا نواب مستطاب نے پونا کو غارت کیا
اور پھر رگھناتھ راؤ نے اورنگ آباد کا محاصرہ کیا اور پھر صلح کرکے سرزنگ پٹن
کے طرف چلا گیا۔

۱۱۷۶ھ ۱۷۶۲ء مین نواب مستطاب نے دریائی بھیما کو عبور فرمایا ادھر سے رگھناتھ راؤ
مرہٹہ مقابلہ پر آیا لیکن تاب مقاومت نہ لاکر الٹا پھر گیا فوج اسلام اوسکے تعاقب مین

برار اور مقصد پٹن تک گئی۔ رگھناتھ راؤ نے اسلامی فوج سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدرآباد پر عزیمت کی اور اوسکا محاصرہ کیا اوس وقت حیدرآباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دل خان بہادر تھا یہہ شخص بہت ہوشیار اور جری سپاہی تھا اوس نے جھٹ پٹ قلعہ کے برجون اور حصار شہر کی مرمت کراکر خوب مستحکم کرلیا۔

اوس طرف نواب مستطاب نے شہر پونا کو خوب خوب غارت وتاراج کیا اور بہت مال اور اسباب لوٹ کر قلعہ اوسہ مین پہونچے اور یہان سے اورنگ آباد پر نزول اجلال فرمایا۔ ۲۸ محرم ۱۱۷۵ھ کو نصف لشکر لے کر تھوڑے امیرون کے ساتھہ نواب مستطاب نے دریائے مان گنگا کو عبور کرکے اسطرف ڈیرے ڈالے۔ ادہر سے راجہ پرتاب وتھل داس دیوان سرکار بقیہ لشکر اور سرداران سپاہ کے ساتھہ ندی کے کنارے پہونچے۔ دریا سخت طغیانی پر تھا عبور کرنے کی فکرین کر رہے تھے کہ دفعتاً رگھناتھ راؤ نے موقع دیکھہ کر تاخت کی اور سیل بلا کی طرح سخت حملہ کیا اوسوقت بسبب گھبراہٹ بہت سی مخلوق خدا قتل وغریق بحر فنا ہوگئے اور راجہ وتھل داس بھی مارے گئے اس واقعہ کے بعد نواب مستطاب کوچ فرماکر غرہ صفر ۱۱۷۶ھ کو اورنگ آباد مین پہونچے۔ رگھناتھ راؤ نے شہر کا محاصرہ کیا لیکن صلح ہوگئی اور رگھناتھ راؤ سرینگ پٹن کی طرف حیدر علی المعروف بہادر نواب میسور سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔

رکن الدولہ میر موسی خان دیوان ریاست مقرر ہوئے۔

چونکہ عہدہ دیوانی بوجہ قتل راجہ وتھل داس خالی تھا اسلئے نواب مستطاب نے رکن الدولہ میر موسی خان بہادر مہتشام جنگ کو دیوان ریاست مقرر فرمایا اور یہیں سے غرہ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے

تشریف ارکاٹ وتنجور وشجاع الملک کا فائز ملازمت ہونا

نواب مستطاب نے حیدرآباد سے بہت ہی جلد بعزم وصول پیشکشات ارکاٹ کی طرف

کوچ فرمایا راستہ مین چند روز امیر الامرا شجاع الملک کے تعلقات مین ٹھہر کر اورنگ آباد مین وارد ہوئے ۱۱۷۱ھ سومی الیہ بصلاح رحمت خان قلعہ دار فرنگر کرنول ۵ صفر ۱۱۷۵ھ کو حاضر حضور ہوکر فائز الملازمت ہوئے بعد نواب مستطاب بالشکر جرار ترچی کے طرف تشریف لیگئے اوس زمانہ مین نواب مستطاب کی خبر آمد آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کو بھاگ گیا تھا نواب مستطاب نے منیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس بھیجا تھوڑے روز بعد والاجاہ نے کچھ زر نقد اور تحائف ارسال کئے عفو تقصیر چاہا نواب مستطاب نے ازراہ مدارا تسی اوس کی خطا معاف کی۔

عزم تسخیر راجبندری و سیکاکول ؛؛؛

بعد ازان لشکر ظفر پیکر بسمت بجواڑہ روانہ ہوا لیکن قطب الدولہ حسن علیخان نوجدار سیکاکول در اجبندری بارادۂ ملازمت چلا آتا تھا اتفاقاً راستہ مین ملازمت سے مشرف ہوا پس اب وہان جانیکی ضرورت نہ رہی لہذا نواب مستطاب مراجعت فرمائے عید رآباد ہوئے۔

عزم شمالی جانوجی مکاسہ وادبار

بعد انقضاے ایام برشگال نواب مستطاب بہار کے طرف تشریف لے گئے اور وہان کے مکاسہ دار جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کی طرف معاودت فرمائی اور سواد جالنہ بوبین رایات اسلام منصوب ہوئے چند روز بعد ۱۱۷۲ھ مین رونق افروز شہر مینو سواد حیدر آباد ہوئے اور بندوبست مہمات ریاست کرتے رہے۔

سر برنگ پٹن پر چیڑھائی اور انگریزون سے لڑائی اور صلح

۱۱۸۰ھ مین سر رنگ پٹن کی طرف عزیمت فرمائے راستہ مین سرداران فوج انگریزی جو لشکر نواب مستطاب کے لشکر سے مل گئے اور باہم عہد و پیمان ہو گیا کہ یا علیخان بھائی کا قلع قمع کر دیا جائے لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین سرداران انگریزی مع سرداران

حیدر علیخان بیشمار لشکر و توپخانہ لیکر نواب مستطاب سے آملا اور یہہ صلاح ٹھہری کہ انگریزون پر لشکر کشی کیجاوے۔ آخرکار سرکار انگریزی سے لڑائی ہوئی لیکن انجام کار حسب منشاے نواب مستطاب معاملہ سرانجام ہوا اور سخت لڑائی ہوئی۔ اسوقت مخدومی والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام کو چیناپٹن مین بلایا اور درمیان مین پڑکر صاحبان انگریز اور نواب مستطاب مین صلح کرادی۔

سرفرازی ظفر الدولہ بجاگیر بالونجہ و بہدراچلم و دیلب کنڈہ

نواب مستطاب ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جسکی نقل سفارش والاجاہ مذکور نے کی تھی ہمراہ لائے اور اوسکو بڑے منصب پر پہونچادیا اور پانصد سوار اور دو ہزار پیادون سے عزت دی

سنہ ۱۱۸۱ھ محالات دیلب کنڈہ و بالونجہ و بہدر اچلم پر سرفرازی بخشی بعد ازان ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۸۱ھ کو رخصت فرماے بلدہ حیدرآباد ہوے چونکہ اس سفر مین بہت سا لشکر خراب و خستہ ہوگیا تھا اس لئے کامل دو سال تک حیدرآباد مین رونق افروز رہے۔

تسخیر قلعہ گرگنٹہ و قلعہ کلیان و قلعہ نرمل

جب ہر طرح سے لشکر کا انتظام پورا پورا ہوگیا اور ملک کا بندوبست ملکی و مالی بھی خاطر خواہ

سنہ ۱۱۸۳ھ ہوگیا تب نواب مستطاب ۲ شعبان سنہ ۱۱۸۳ھ کو واسطے تادیب سرکشان جنوب رویہ کے لشکر جرار لے کر روانہ ہوے اور دریاے کشنا سے عبور کرکے قلعہ گرگنٹہ کو مفتوح کیا اور راجہ برامجندر بغاوت کے جرم مین محبوس کیا گیا پھر قلعہ کلیان ملک راجہ مذکور کو منسلخ کیا اور وہان سے بڑھکر قلعہ نرمل کو تسخیر کرکے ظفر الدولہ ضابط جنگ کو مرحمت فرمایا اور خود بدولت مراجعت فرماے بلدہ حیدرآباد ہوے اور چند سال تک اقامت پذیر رہے۔ ان ایام مین اسمعیل خان بنی نایب ناظم برار مقرر کیا گیا۔

سنہ ۱۱۸۶ھ سنہ ۱۱۸۶ھ مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی امیر الامرا شجاع الملک بہادر کی دختر سے بڑی دھوم دھام سے کی اس زمانہ قیام حیدرآباد مین بہت سے پرانے امرا و منصبداران

کرتوڑ کرادن کی جگہ بہت سے رئیس امرا و منصب داران بنا سے گئے۔

رگھناتھ راؤ مرہٹہ سے لڑائی اور صلح

اس اثنا مین دامودر راؤ کے مرنے پر مرزا مین راؤ اوسکا جانشین ہوا اوسکے چچا رگھناتھ راؤ نے اوسکے مقابلہ مین فوج جمع کر علم خودسری بلند کیا اور بخیال فاسد ملک متعلقہ سرکار مین داخل ہوکر تاخت و تاراج شروع کی اس لئے نواب مستطاب ۲۲ شعبان ۱۱۷۱ھ کو ملک بیدر آیا سے لشکر جرار لیکر اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے راستہ مین ۲۴ شعبان سنہ مذکور کو موکلہ کے قریب رکن الدولہ دیوان سرکار کو تصفیہ معاملات کے لئے برار کو گئے ہوئے تھے لشکر ظفر پیکر مین آگئے اور نواب مستطاب قلعہ بیدر مین داخل ہوئے۔ رگھناتھ راؤ بھی مقابلہ پر آپہونچا اور رعایا اور ملک کو برباد و تاراج کرنے لگا ایک ماہ تک برابر جنگ و توپ و تفنگ جاری رہی آخر رکن الدولہ بہادر دیوان سرکار مصالحت کے لئے رگھناتھ راؤ کے پاس بھیجے گئے اور عہد و پیمان مضبوط کرکے خلعت و فیل و اسپ سے سرفراز ہوکر حاضر حضور ہوئے۔ دوسرے روز خود بدولت و اقبال نے رگھناتھ راؤ کو ملاقات سے سرفرازی بخشی جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا نواب مستطاب ہمین آباد کے طرف متوجہ ہوئے

صدور فرمان شاہی و خلعت خاصہ بنواب مستطاب از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان

تاریخ کے پڑھنے والے خیال کرسکتے ہین کہ اب ملک دکن کے فرمان روا کو سلطنت دہلی کے بادشاہ سے کوئی علاقہ بجز اسکے باقی نہ تھا کہ اونکے نام کی بزرگی مانی جاوے۔ والا حکومت دہلی صرف اسیقدر طاقت رکھتے تھے کہ ہند کے ٹکڑون مین جب کوئی نیا حاکم بن بیٹھے اور اوسکی جوانمردی اور ہیبت کا ڈنکا چار طرف بجنے لگے تو اوسکے نام ایک فرمان چاپلوسی و تملق آمیز و خلعت وغیرہ بھیجکے مانگنے کے طور پر بھیجدے بڑے بڑے مرشدون کا جو بعقیدہ مریدون کی نظر مین ہوتا ہے وہی حرمت شاہ دہلی کی رہگئی تھی چنانچہ جب سلطنت دکن نواب نظام علیخان بہادر مرحوم و مغفور کے قبضہ مین آگئی تب فرمان

صوبہ داری دکن شاہ دہلی نے ان کے نام بھیجا تھا حالانکہ نواب موصوف کو اوسکی کچھ ضرورت اپنی طاقت کے سامنے نہ تھی اب پھر فرمان شاہی و خلعت خاصہ دہلی سے آیا تھا نواب مستطاب نے از راہ عقیدت اوسکا استقبال کیا۔ بعد ہین آباد سے گلبرگہ مین رونق افروز ہوکر قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور زیارت روضہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سے بھی مشرف ہوئے اور پھر ارادہ کالاچبوترہ دریائے بھیما کے متصل قلعہ اینگیر پر نزول اجلال فرمایا۔

دوسرے روز قلعہ رائچور کے متصل دریائے بھیما کے اوس طرف خیام دولت علیہ برپا ہوے۔ یہان ناصر الملک کو کہ امتیاز گڈہ ادھونی مین نظر بند تھے عزت باریابی دریافت بخشی۔ مورخہ ۱۶ ذی الحجہ سنہ مذکور کو رخصت ہوکر راہی قلعہ رائچور ہوئے اور نواب مستطاب نے بغرض وصول پیشکشات موضع کوٹورہ مین رونق بخشی۔

تولد مولود سعود مرشد زادہ میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ

سنہ ۱۱۸۱ھ مین اسی مقام پر حیدرآباد سے تولد مولود سعود کی خبر پہونچی نواب مستطاب نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم کیا۔

رگھناتھ راؤ کا ملک سرکار مین تاخت کرنا اور نواب مستطاب کا اوسکی سرکوبی کے لئے تشریف لیجانا اور اوسکا جا بجا فرار ہونا

اس زمانہ مین رگھناتھ راؤ نے نقص عہد کرکے قلعہ بیدر سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا حتی کہ مرہٹون کے مددگار بھی پریشان ہوگئے۔ اور نواب مستطاب سے استغاثہ چاہی۔ نواب مستطاب ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۱۸۱ھ کو درگاہ حضرت مخدوم شیخ علاء الدین لاڈلے انصاری قدس سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف اندوز ہوکر دریائے بھیما کو عبور کرکے قلعہ مرج کے قریب پہونچے۔ یہان رگھناتھ راؤ کا قرارگاہ تھا ۱۱ محرم سنہ ۱۱۸۲ھ کو نواب مستطاب نے لشکر ظفر پیکر قلعہ پر بنڈا اپا تارا اور پھر یہان سے

کرلہ کے راستہ سے چلکر اطراف احمد نگر مین پہونچے ۔ رگھناتھ راؤ برہان پور کے طرف بھاگا نواب مستطاب محمدی باغ احمد نگر مین فروکش ہوے اور بعد چندے دریاے کیلنا پہونچے یہان سے ظفر الدولہ اور ساباجی کو گہاٹ نظام آباد سے اُتر کر بیشتر جانے کا حکم دیا اور وہ لوگ روانہ ہوئے بعد ازان نواب مستطاب دریاے تاپتی کے طرف آہو باغ برہان پور مین مقیم ہوئے ۔ رگھوناتھ راؤ خوف کے مارے دریاے نربدا کے اوس پار بھاگ گیا۔

اس زمانہ مین نرائن راؤ کی بی بی کے لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نارائن راؤ رکھا گیا چونکہ موسم برسات آگیا تھا اسلئے اورنگ آباد مین چھاؤنی ڈالی گئی جب موسم برسات ختم ہوگیا تو ضابطہ جنگ بہادر کو رگھناتھ راؤ کے تعاقب مین بھیجا گیا یہہ بدکار ملک خاندیس مین آوارہ و پریشان رعایا برایا اور ملک کو برباد و بے چراغ کرتا پھرتا تھا ۔ نواب مستطاب لشکر جرار لئے ہوئے سلطان پور و تھانیسر سے کوچ کرتے ہوئے برہان پور کے طرف رونق افروز ہوئے اس جگہہ ضابطہ جنگ بھی لشکر فیروزی اثر سے آملے ۔

سیدان رگھوجی بہوسلا والی ناگپور مین جھگڑا

اس عرصہ مین سیدان رگھوجی بہوسلا مین منافشہ ہوا اور مودہاجی نے ساباجی کو قتل کرڈالا اور اسلئے نواب مستطاب لشکر لیکر آخر محرم ۱۱۷۵ھ مین بہوسلا کے ستقر ناگپور پر رونق افروز ہوئے مودہاجی دست بستہ حضور انور مین حاضر ہوکر عاجزی کرنے لگا نواب مستطاب نے اوسکے معاملات کا تصفیہ کردیا۔

رکن الدولہ دیوان سرکار کی شہادت اور صمصام الملک کی وزارت

واپسی کے وقت جب لشکر ظفر پیکر ایلچپور کے طرف کوچ کررہا تھا رکن الدولہ دیوان سرکار

۱؎ صمصام الدولہ شاہنواز خان دیوان کے فرزند تھے ۔

کو فیضو جوان نے شہید کر ڈالا انکا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضگی کا باعث تھا اسمعیل خان بنی بھی مخالف سرکار بن کر فوج کے ہاتھہ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب مستطاب نے وہین چند روز مقام فرمایا اور صمصام الملک کو دیوان ریاست مقرر کرکے ظفر الدولہ کو اضافہ منصب اور خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز فرمایا اور سید عاقل خان بہرام جنگ کو کہ داروغہ ہرکارگان تھے منصب پنجہزاری ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب برہان الدولہ سے معزز کرکے نظامت صوبہ برار پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جمادی الاول سنہ مذکور مین داخل اورنگ آباد مخبتہ بنیاد ہوے۔

تادیب رگھناتھہ راؤ و تسخیر شولاپور

بعد انقضاے ایام قشلاق مبارز الملک کو مرہٹہ فوج کے ساتھہ رگھناتھہ راؤ کے استقبال کے لئے روانہ کیا یہہ بدمعاش مالوہ مین آوارہ پھرتا تھا۔ نواب مستطاب شروع ماہ شوال سنہ مذکور مین دھارور کے گھاٹ سے پار اتر کر دریاے مالوہ پر خیمہ زن ہوے اور عشرہ محرم الحرام سنہ ۱۱۹۰ھ کے اختتام تک وہین قیام فرمایا بعدہ قلعہ کلیان کے طرف نہضت فرمائے یہان مبارز الملک نے بھی حاضر حضور ہوکر سعادت قدمبوس حاصل کی۔

نواب مستطاب یہان سے بعزم وصول پیشکش شولاپور کے تشریف لے گئے راجہ وینکٹا نائک بحری بہادر مقدم بیدر حاضر حضور ہوا بعدہ خود بدولت متوجہ حیدرآباد ہوئے اور مرشد زادہ والاجاہ بہادر کو آالیقی صمصام الملک دیوان دکن پر مقرر کرکے گلبرگہ کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۸ رجب سنہ ۱۱۹۱ھ داخل بلدہ حیدرآباد ہوے ۸ ذی الحجہ سنہ ۱۱۹۲ھ کو نواب مستطاب موضع گگن پہاڑ تک گئے اور وہان سے گولکنڈہ تک سیر کرکے براہ بیجاپور حیدرآباد ہوے۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر

وسط ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ سے محرم الحرام ۱۱۹۳ھ تک باغ گورد ہن واس میں نواب مستطاب نے رونق افروز مقام باغ مذکور رہے چالیس کوس تک سیر و شکار کیا اور ۲۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہوئے۔

اسی سال ۱۱۹۳ھ میں نواب صمصام الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو دریائے کرشنا کے کالا چبوترہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادۂ مرحوم اور اس ضلع کے معاملہ کا سرانجام کرکے، اور جب سنہ مذکور کو حاضر حضور پر نور ہوئے اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب تقریب زیارت کرہ خراب و سیر قلعہ گولکنڈہ مصروف سیر و شکار رہے چنانچہ شکارگاہ موضع لنگوجی گوڑہ باہتمام شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر عمل میں آئے اس میں ہرن چیتے شیر وغیرہ کا بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرما میں تیغ جنگ بہادر نے جا بجا آبدار خانہ تیار کئے جسمیں تمام لشکر کو ہر وقت گلاب پڑا ہوا شیریں و ٹھنڈا پانی ملتا تھا۔

مبارز الملک کی وفات اور احتشام جنگ کی سرکشی نواب مستطاب کا کولاس تک تشریف لیجانا۔ صمصام الملک کی وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ میں نواب معین الدولہ سہراب جنگ نے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہیں حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور ماہر جراح کو معالجہ مبارز الملک کے لئے روانہ قلعہ نرمل فرمایا تیسری منزل پر مبارز الملک کی وفات کی خبر پہونچی۔ حکما حسب الحکم حضور واپس چلے آئے۔

قلعہ نرمل کو احتشام جنگ سپہ ظفر الدولہ مبارز الملک خوب مستحکم و مضبوط کر لیا اس

کو فیضو جان نے شہید کر ڈالا انکا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضگی کا باعث تھا اسمعیل خان بنی بھی مخالف سرکار بن کر فوج کے ہاتھہ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب مستطاب نے وہین چند روز مقام فرمایا اور صمصام الملک کو دیوان ریاست مقرر کرکے ظفر الدولہ کو اضافہ منصب اور خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز فرمایا اور سید عاقل خان بہرام جنگ کو کہ داروغہ ہرکارگان تھے منصب پنجہزاری ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب برہان الدولہ سے معزز کرکے نظامت صوبہ برار پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جمادی الاول سنہ مذکور مین داخل اورنگ آباد مخیمہ بنیاد ہوے۔

تادیب رگھناتھہ راؤ تسخیر شولاپور

بعد انقضاے ایام قتلاق مبارز الملک کو مرہٹہ فوج کے ساتھہ رگھناتھہ راؤ کے استقبال کے لئے روانہ کیا یہہ بدمعاش مالوہ مین آوارہ پھرتا تھا۔ نواب مستطاب شروع ماہ شوال سنہ مذکور مین دہارور کے گھاٹ سے پار اتر کر دریاے مالوہ پر خیمہ زن ہوے اور عشرہ محرم الحرام سنہ ۹۰ ۱ھ کے اختتام تک وہین قیام فرمایا بعدہ قلعہ کلیان کی طرف نہضت فرماے یہان مبارز الملک نے بھی حاضر حضور ہوکر سعادت قدمبوس حاصل کی۔

نواب مستطاب یہان سے بعزم وصول پیشکش شولاپور کے تشریف لے گئے راجہ وینکٹیا نایک بحری بہادر قدم بوسی رکاب حاضر حضور ہوا بعدہ خود بدولت متوجہ حیدرآباد ہوے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو تالیقی صمصام الملک دیوان دکن پر مقرر کرکے گلبرگہ کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۷ رجب سنہ ۱۱۹۱ھ داخل بلدہ حیدرآباد ہوے ۷ ذی الحجہ سنہ ۱۱۹۲ھ کو نواب مستطاب موضع گگن پہاڑ تک گئے اور وہان سے گولکنڈہ تک سیر کرکے مراجعت فرماے حیدرآباد ہوے۔

نواب مستطاب سپہر نظام علیخان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر

بوسط ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ سے محرم الحرام ۱۱۹۳ھ تک باغ گورد ہن واس میں نواب مستطاب نے رونق افروز مقام باغ مذکور رہے چالیس کوس تک سیر و شکار کیا گیا اور ۸ ربیع الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہوئے۔

اسی سال ۱۱۹۳ھ میں نواب صمصام الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو دیہات کرشنا کے کالا چبوترہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادۂ سرحد صوف اوس ضلع کے معاملہ کا سرانجام کرکے ۱۲ رجب سنہ مذکور کو حاضر حضور پدر بزرگوار ہوئے اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب تقریب زیارت کوہ خریف کے قلعہ گولکنڈہ معروف سیر و شکار رہے چنانچہ شکارگاہ موضع لنگوجی گوڑہ باہتمام شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر عمل میں آئے اس میں ہرن چیتے شیر وغیرہ کا بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرما میں تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدارخانہ بنا کئے جسمیں تمام لشکر کو ہر وقت گلاب پڑا ہوا شیریں و ٹھنڈا پانی ملتا تھا۔

مبارز الملک کی وفات اور احتشام جنگ کی سرکشی نواب مستطاب کا کولاس تک تشریف لیجانا۔ صمصام الملک کی وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ میں نواب معین الدولہ سہراب جنگ نے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہیں حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور ماذنا جیراج کو معالجہ مبارز الملک کے لئے روانہ قلعہ نرمل فرمایا تیسری منزل پر مبارز الملک کی وفات کی خبر پہونچی۔ حکما حسب الحکم حضور واپس چلے آئے۔

قلعہ نرمل کو احتشام جنگ پسر ظفر الدولہ مبارز الملک خوب مستحکم و مضبوط کرلیا اس

سنہ ۱۱۹۶ھ سبب سے حضور پر نور سنہ ۱۱۹۶ھ مین قلعہ مذکور کی طرف عازم ہوئے اور کولاس پر نزول اجلال فرمایا اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا چونکہ موسم برسات قریب آگیا تھا اسلئے تہوڑی پیشکش لیکر واپس حیدرآباد ہوے۔

امیر الامرا نواب شجاع الملک بسالت جنگ بہادر کی وفات

انہین ایام مین شجاع الملک رگہوناتھ مدام ہوے نواب مستطاب نے اونکے فرزند مہاتب جنگ دارا جاہ بہادر کو باپ کے تعلقات اور ہوئی ورسا یچور پر سرفرازی بخشی۔

تسخیر قلعہ نرسل۔ واحتشام جنگ کا ناظم صوبہ برار مقرر ہونا۔

سنہ ۱۱۹۷ھ دوسرے سال سنہ ۱۱۹۷ھ مین نواب مستطاب قلعہ نرسل پر پہونچے اور اوسکا سخت محاصرہ کیا آخر کار احتشام جنگ نے لاچار ہوکر عاجزی نامہ بھیجا اور عفو تقصیر کے لئے اپنی والدہ کو حضور نواب مستطاب مین روانہ کیا نواب مستطاب نے اوسکا قصور معاف کردیا اور قلعہ نرسل کے معاوضہ مین نظامت صوبہ برار پر مقرر کیا اور بہرام جنگ کو دوسری جگہہ بدل دیا اور حراست قلعہ نرسل وجگتیال کی برہان الدولہ کو عطا فرمائے اور مبارز الملک کا تمام مال وسنال معہ کارخانجات داخل سرکار ہوا۔

اعظم الامرا معین الدولہ غلام سید خان بہادر سہراب جنگ دیوان مقرر ہوئے

بعد اس واقعہ کے تصفیہ کے نواب مستطاب ۴ رجب سنہ مذکور کو داخل شہر حیدرآباد ہوے اور کئے سال تک جشنون اور سیر وشکار مین مصروف رہے بعد وفات نواب مبارز الملک امورات مالی وملکی کے انجام کے لئے اعظم الامرا معین الدولہ امیر الملک غلام سید خان بہادر سہراب جنگ عہدہ دیوانی سرکار پر سرافراز ہوے میر

میر ابو القاسم میر عالم بہادر کا کلکتہ جانا اور سرکار کمپنی سے

محبت اتحاد کا عہد واثق کرنا اور حیدرآباد کو واپس آنا۔

سنہ ۱۲۰۰ھ سنہ ۱۲۰۰ھ مین نواب مستطاب نے میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو پانچ منصبداران

۱۷۹۲ء

عاقل الدولہ۔ میر عباس علیخان نظام بارجنگ۔ میر عبدالعزیز خان بہادر۔ غلام نبی خان بہادر
و مرزا ابو تراب خان بہادر کے ساتھہ کلکتہ کو سرکار کمپنی کی محبت دیکھنے سرکار آصفیہ
و سرکار انگلشیہ مین قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ میر عالم بہادر کے ساتھہ سات ہاتھی اور
ستر اونٹ اور ساتھہ سوار سلحداری کے تھے لشکر کا بازار بھی ساتھہ رہتا تھا میر عالم بہادر
براہ جگناتھہ روانہ کلکتہ ہوے اور لارڈ کارنوالس بہادر گورنر جنرل سے پانچ ملاقاتین
خود انکی کوٹھی پر جاکر کین اور پانچ ہی مرتبہ لارڈ کارنوالس بہادر ان کی فرودگاہ پر
تشریف لائے۔ دسوین ملاقات کے بعد روانگی حیدرآباد کی اجازت ہوگئی۔ لیکن
پھر ایک مرتبہ لارڈ کارنوالس نے ان کو اپنی کوٹھی پر ملاقات کے لئے بلاکر خاص میر ابوالقاسم
میر عالم بہادر کو اور سوائے انکے دیگر ہمراہی منصبداران کو جواہر و خلعت و تحائف
سے سرفراز کرکے روانگی حیدرآباد کی رخصت دی میر عالم بہادر کو تین سال اس کام
مین لگے۔ میر عالم بہادر نے تحائف مرسلۂ لارڈ کارنوالس بہادر حضور مین نظر کیمیا
ارسے گذرانے اور خلعت فاخرہ و خطاب میر عالم بہادر سے سرفرازی پائے میر عالم
بہادر کے کلکتہ آنے کی خبر سنکر نواب آصف الدولہ بہادر نواب وزیر لکھنؤ نے لکھا
کہ ہم سے بھی ملاقات کو کر حیدرآباد جاؤ لیکن میر عالم نہ گئے اور کہلا بھیجا کہ ہم لوگ
ملازمان سلطنت آصفیہ مین بدون اجازت ولی نعمت کے کسی والی ملک سے
نہین مل سکتے۔

سلطان العصر ٹیپو سلطان والی میسور پر لشکر کشی

۱۲۰۷ھ جب میر عالم بہادر نے کام سے فراغت حاصل کرکے ۱۲۰۷ھ مین حیدرآباد پہونچے
تو معلوم ہوا کہ فرمانروا میسور سلطان دین پناہ ٹیپو سلطان کی پہونچی۔ ٹیپو سلطان نے قلعہ ادھونی
پر حملہ کیا لیکن مہابت جنگ دارا جاہ بہادر سپہ سالار اعظم امیر الامرا بہادر نے
قلعہ کا استحکام کرلیا اور بہت بڑی فوج سے تا قلعہ ٹیپو سلطان سے قلعہ کو محفوظ رکھا

اور بہت جلد نواب مستطاب کو اطلاع کی۔ انگریزون اور پنڈت پرہان نے بھی ٹیپو سلطان سے عاجز آکر نواب مستطاب سے درخواست کی کہ ٹیپو سلطان کو سزا دیجئے نواب مستطاب نے بخیال حیدر علی نایک پہلے دوستانہ نصیحت کی لیکن جب اوس نصیحت سے کوئی فائدہ نہ نکلا اور ٹیپو سلطان نے کسی کی نہ سنی تب مجبوراً ۱۲۰۲ھ سنہ ۱۷۸۷ء مین نواب مستطاب لشکر سمیت قلعہ بانگل تک تشریف لیگئے اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال سکندر جاہ بہادر کو مع نواب اعظم الامرا و دیگر سرداران نامی کے ایک زبردست فوج دیکر سرینگاپٹن پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس فوج کے ساتھہ سرداران انگریزی مع فوج اور راؤ پنڈت پرہان اور ہری پنڈت بہرکیہ مع لشکر کے شریک تھے اس مقام پر نواب مستطاب تین سال تک جشن و سیر و شکار مین مصروف رہے اودہر ٹیپو سلطان سے اس طرح معاملہ فیصل ہوا کہ ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کرور کا ملک کڑپہ و سدہوٹ و کنبی کو ٹہ اوس سے لے لئے گئے بعد اسکے اعظم الامرا مع مرشدزادہ سکندر جاہ بہادر واپس چلے آئے۔ انکی واپسی کی خبر سنکر نواب مستطاب بتعجیل تمام باوجودیکہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر نے اونہین دنون مین وفات پائی تھی حیدرآباد مین داخل ہوئے خود نواب مستطاب کا مزاج علیل تھا مگر کچھہ خیال نفرمایا اور سفر کی تکلیف اٹھاکر حیدرآباد مین پہونچے ایکسال تک علاج کرتے رہے اور سفر مغرب کے طرف بھی توجہہ نہ کی۔

ملک دکن مین قحط سالی اور اوسکا انتظام

انہین دنون مین ملک مین ایسا سخت قحط پڑا کہ آدمی کو آدمی کہانے لگے۔ بہوکون نے بیچ محلہ کے دروازہ کو آگ لگادی مگر حسب الحکم سلطانی فوج نے اونکو منتشر کردیا اودہی رات نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع اللہ خان بہادر ناظم جنگ کو سپرد کیگئے اور چودہریون اور سرخیل مارواڑیون کو حکم ہوا کہ نرخ غلہ کم کرین اور جہانتک ممکن ہو غلہ کی افراط رکھین۔ اوسوقت حیدرآباد مین روپیہ کو دو سیر چار سیر تک غلہ ملتا تھا اسقدر

مخلوق کثیر ہو کون کے مارے مرگئی کہ تمیر حلقہ کا تالاب اونکی ہڈیون سے سفید نظر آتا تھا

سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرا کی وفات اور مرشدزادہ
سلیمانجاہ بہادر کا اعظم الامرا کی جگہ زندی مین جانا +

ان دنون مین سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرا نے بعارضۂ اسہال انتقال کیا چونکہ دیوان موصوف کی اولاد مین صرف یہی ایک صاحبزادہ چشم وچراغ خاندان تھا صدمہ سے اعظم الامرا بہادر کو خفقان طاری ہوا نواب مستطاب نے میر عالم بہادر کے کہنے سے مرشدزادہ سلیمانجاہ بہادر کو کہ ایک سالہ تھے اونکی فرزندی مین دیدیا کہ تسکین خاطر ہو۔

نواب مستطاب اور مرہٹون سے کہڑلہ پر جنگ

سنہ ۱۲ مین نواب مستطاب نے باغ گوردہن واس پر ارادۂ روانگی فوج ظفر کا ملاحظہ فرمایا کیونکہ حسب قرارداد صلحنامہ مہاجی سندیہا کو مع فوج ہمرجنگ مین نواب مستطاب کے ہمراہ رہنا ٹہرا تھا جب نواب مستطاب کو خبر پہونچی کہ مہاجی سندیہ دارالخلافہ شاہجہان آباد سے فوج لیکر ہمارا شریک ہونیکے لئے آتا ہے تب نواب مستطاب بھی کوچ پر کوچ کرکے قلعہ بیدر مین داخل ہوئے اور چند روز بطور سیر وشکار قیام فرمایا اسی عرصہ مین خبرداروں نے خبر دی کہ مہاجی سندیہا فوت ہوگیا اور اوسکا بیٹا دولت راؤ اوسکے لشکر پر قابض ومتصرف ہوگیا اس خبر کے سننے سے اعظم الامرا دیوان حضور نواب مستطاب کو بڑی سخت فکر ہوئی اور دولت راؤ سندیہ کو اپنے باپ کے عہد وپیمان پر قائم ہونے کے لئے لکہا مگر اوس نے بسبب اغوائے نانا بہیڑ نویس وراہنما

نوٹ۔ یہہ میر علم امرا نے جلب ثنا ہیبن تھے کہ اپنے یادگار حیدرآباد مین اس تالاب کو چہوڑ گئے ہین جس سے نصف حصہ حیدرآباد کا سیراب ہوتا ہے۔

ہندات پر وہان سرکشی سے منہہ نہ پھیرا اور شریک سرکار نہوا۔ اس نانا پھڑنویس نے
دولت راؤ کر سخت سخت غلیظ تعین دیکر نواب مستطاب کے طرف سے پھیرا اور لڑنے
پر آمادہ کیا۔

سنہ ۱۲۱۱ھ آخرکار ۱۳ شعبان سنہ ۱۲۱۱ھ کو نواب مستطاب لشکر ظفر پیکر کو بڑھائے ہوئے کھلہ ط
کے قلعہ کے متصل کے میدان مین پہونچے۔ اور طرفین مین لڑائی شروع ہوئی۔ توپ
سے لہو بجنے لگا توپون اور بندوقون کی جنگہاڑ سے میدان کارزار مین شور قیامت
برپا ہو گیا اور طرفین کے بہادرون جان نثارون نے داد مردانگی دی لیکن زادہ
فتح نہ اودہر ظفر۔

سبب اسکا یہہ تھا کہ اکثر نمک حرام اعظم الامرا بہادر سے عداوت و مخالفت رکھتے تھے
اور نہین چاہتے تھے کہ سرکار کو اعظم الامرا کے ہاتھون پر اس لڑائی مین کامیابی ہو
اسیوجہہ سے فوج مخالف کے سردارون سے ملے ہوئے تھے اور خود جنگ کرنے مین
پہلوتہی کرتے تھے ان نمک حرامون نے مرہٹون سے قلیل روپیہ بھی لے لیا تھا اور
جو لوگ جنگ کے وقت جان نثاری مین مصروف تھے اون مین سے موقع پاکر اکثر
سردارون کو قتل بھی کر ڈالا اسی حالت مین حضوری جھنڈے کو مرہٹے لے گئے لیکن
روشن خان بہادر اور نواب منصور الدولہ بہادر نے عین معرکۂ کارزار مین سخت
جانفشانی کرکے پھر مرہٹون سے جھنڈا چھین کر کھڑا کر دیا اور صحیح وسلامت پھر اپنے
لشکر مین آئے اور مورد تحسین و آفرین ہوئے جس وقت کہ تاریکی شب مانع جدال
و قتال ہوئی اور آتش جنگ سرد ہوئے خود بدولت اقبال میدان جنگ سے
معاودت کرکے داخل قلعہ کھڑلہ ہوئے اور سرداران فوج دریا موج لے جا بجا حفاظت
و نگہبانی کی غرض سے افواج متعین کر دین اور خود مستعد رزم رہے باقی تمام بھیٹ
جنگا کو قلعہ کے فصیل کے اندر پناہ مین اتارا۔

نواب مستطاب کی اہل پونا وغیرہ مرہٹون سے

بہان پرکشن راؤ بلال وکیل پنڈت پردہان نے حاضر ہوکر حاصر کیا کہ حضور سابق خونریزی ہوتی ہے اور خلق اللہ کا ارام مصالحت باہمی مین ہے یہہ سارا فساد نواب اعظم الامرا بہادر کی وجہ سے ہے اور چند باتین ایسی کہین کہ جس سے نواب مستطاب کو اعظم الامرا کی طرف سے ناراضی ہوجاوے۔ اور یہہ بھی کشن راؤ بلال پنڈت پردہان کے ساتھ گیا اور وہان تصفیہ معاملات کرکے ۹ رمضان سنہ مذکور کو حضور مین حاضر ہوا چنانچہ ۹ رمضان کو عہدنامہ لکھا گیا۔

سپردگی نواب اعظم الامرا بہادر بالشکر پونا

اوسمین جانبین سے قرارداد صلح یہ تھا کہ نواب اعظم الامرا بہادر کو حوالہ اہل پونا کرین چنانچہ نواب اعظم الامرا حوالہ پونا کئے گئے۔ ۱۲ رمضان المبارک سنہ مذکور کو روانہ حیدرآباد ہوے راستہ مین ۱۴ رمضان المبارک کو میر عالم بہادر جو بعض امور کے تصفیہ کے لئے پونا گئے ہوئے تھے شرف اندوز ملاقات ہوے اور راجہ شیام راج اور راجہ رگھوتم راؤ بھی اسی تاریخ سعادت قدمبوس سے مشرف ہوے نواب مستطاب کوچ در کوچ، اشوال کو حیدرآباد پہونچے۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی بغاوت ووفات

تھوڑے ہی عرصہ مین دوسری نیرنگی نے منھہ دکھایا یعنے اعظم الامرا مشیر الملک کی عدم موجودگی مین راجہ شیام راج امور ملکی ومالی کو نیابتاً انجام دیتے تھے۔ اونہون نے رگھوتم راؤ کے کہنے سے بحیلہ کفایت سرکار نواب مستطاب کو تخفیف سپاہ پر مائل کیا اون دنون مین بمشورہ میر عالم بہادر بغرض استحکام محبت سرکار آصفیہ وسرکار انگلشیہ تھوڑی فوج انگریزی مستقر سلطنت مین رہا کرتی تھی۔ ان راجہ صاحب نے میر عالم بہادر کو سرکار سے رخصت دلوادے۔ ادہر فوج انگریزی بھی کوچ در کوچ

کرکے واڑے پلی تک پہونچ گئے تھی۔ چونکہ مشیر الملک بہادر کے تنزل سے بہت سے فساد اندیش اپنی اپنی ترقیون کے خیال مین پڑے ہوے تھے جب اونکی آرزو بین پوری نہوئین تو نواب مستطاب کے زوال کے درپے ہوئے۔

چونکہ فوج انگریزی بھی مستقر مین نتھی اور دوسرے زبردست وفادار لوگ بھی ادہر ادہر چلے گئے تھے۔ مفسدون نے اس موقع کو غنیمت جانکر خفیہ طور پر مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر آمادہ کیا اور خود اوس کی اطاعت پر کمر بستہ ہوے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ کو کہ شب عرفہ تھی عالیجاہ موقع پاکر دارالسلطنت سے باہر نکل گیا اور اوسکو سدا شیو رڈی اور غالب جنگ اور سیف جنگ اور بدیع اللہ خان ناظم جنگ اور بہت سے اور دوسرے مفسد ساتھ لے کر عازم قلعہ بیدر ہوے اور قلعہ مذکور پر قبضہ کرلیا۔ ۱۳ سنہ

ادہر سے حسب الحکم نواب مستطاب سیدی عبداللہ خان منشی فوج لے کر مرشدزادے کی تادیب کے لئے روانہ ہوا لیکن ایک روز غفلت کی حالت مین سدا شیو رڈی نے سیدی عبداللہ خان حبشی کے لشکر پر چھاپا مارا سید مذکور سخت زخمی ہوا اور تمام جمعیت منتشر ہوگئی اور اوس کی اہل وعیال سدا شیو رڈی کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے جب یہہ خبر نواب مستطاب نے سنی تو اولاً ازراہ شفقت پدری مرشدزادے کی فہمایش کے لئے عنایت نامہ مہری بخشی بیگم صاحبہ خورشید قسم خان کے ہاتھ اور فرمایا خان مذکور نے ہرچند سمجھایا مگر عالیجاہ بہادر کو مفسدون اور مفسدون نے ایسا اغوا نہین کیا تھا کہ اپنی ارادہ فاسدہ سے باز آتا تب مجبوراً نواب مستطاب نے فوج انگریزی کو واڑے پلی سے طلب کرنے کی درگی میر ابوالقاسم میر عالم بہادر وجمعیت موسی ریمو فرانسیس و افسران بایگاہ سردار الملک گیاسی میان وغیرہ کو عالیجاہ بہادر کے واپس لے آنے کے لئے روانہ کیا۔ یہہ خبر سنکر سید محمد خان فرخان بچ بہیہ بہون پلی سے اور محمد اعظم خان دیسین خان وغیرہ جمعداران علاقہ بایگاہ

بھی روانہ ہوئے بیدر رہوئے۔ جب یہہ افواج متفقہ قلعہ بیدر کے قریب پہونچیں تب باغیون نے بھی دلیری سے مقابلہ شروع کیا۔

ایک طرف سے موسی ریمو کی جمعیت نے دوسری طرف سے فوج انگریزی نے اور تیسری طرف سے فوج سرکاری نے چوتھی طرف سے جمعیت پائگاہ نے باغیان بدکیش کو دہر کے ایسا دبایا کہ سب متفرق ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر چند سوار و پیادے لے کر اورنگ آباد کے طرف بہاگا اور جبٹ پٹ قلعہ مین گھس گئے۔ سدا شیو رڈی یہ غالب جنگ سیف جنگ۔ بدیع اللہ خان ناظم جنگ وغیرہ قلعہ بیدر سے نکلکر جا بجا متفرق و پریشان پہرنے لگے۔

سدا شیو رڈی جو اصلی بانی مبانی اس ہنگامہ کا تھا چند روز اپنے علاقہ کے دیہات مین مخفی رہا لیکن آخر کار مجبور ہوکر حاضر حضور ہوا اولاً دو چار روز دربار مین آتا جاتا رہا لیکن پہر قلعہ محمد نگر مین قید کیا گیا اور بقصاص سیدی عبداللہ خان حبشی۔ رعد جنگ سید سیدی مذکور کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ سیف جنگ اور غالب جنگ نے اپنا عفو تقصیر چاہا جنا دنکا قصور معاف ہوا اور معقول پنشن پر خانہ نشین کیئے گئے بدیع اللہ خان اپنی بدذاتی کے سبب حاضر نہوا اور دہلی چلا گیا پہر اوس کی کچہہ خبر نہ ملی۔

یہان مرشدزادہ عالیجاہ بہادر بلدہ اورنگ آباد مین موسی ریمو اژدر الدولہ بہادر کے ہاتہہ پہر انجیل اوٹہا کر عفو جرائم کے لئے اور نہ حضور پدر عالیقدر رہوے۔ لیکن نیرنگی فلک نے دوسرا شعبدہ دکہلایا کہ کہیڑ کی منزل مین دریائے گنگا پر عالیجاہ بہادر کو سخت بخار آیا اور اسی عارضہ سے قضا کر گئے بعضے کہتے ہین کہ شربت کے مارے زہر کہا لیا واللہ اعلم کیا ہوا۔

انکی نعش سپہ عالم بہادر اور ریمو موسی کمال حسرت و افسوس کے ساتہہ حیدرآباد مین لائے اور حسب الحکم حضور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب مین دفن کیا۔ نواب مستطاب کو سخت

غم والم ہوا۔
اس سال دوسرا ایک سخت حادثہ ہوا ماہ شعبان المعظم مین حسب معمول نواب مستطاب خلد
مبارک کی چھت پر بیٹھے ہوئے آتش بازی کا تماشا دیکھہ رہے تھے کہ یکایک لقوہ و فالج عائد
حال ہوگیا۔ حکیم ہدایت اللہ خان نے عرض کیا کہ فدوی عرق آصفیہ جواہرات اور
معجونہ جات اور پرندون کے گوشت سے ایسا طیار کرتا ہے کہ اوسکے استعمال سے سو برس کا
بوڑہا جو بیس برس کا جوان بن سکتا ہے چنانچہ نواب مستطاب نے جلد اوسکی طیاری کا
حکم دیا۔ حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان نے ہرچند کہا کہ اوس عرق مین گلاب بے حد
پڑتا ہے وہ حضور کے مزاج کو ہرگز موافق نہ آویگا مگر نواب مستطاب نے ایک نہ سنی
آخر کار حکیم عبدالجلیل خان کا کہنا درست ہوا اور اوس عرق کے پیتے ہی پھر لقوہ و فالج
نے اپنا ظہور کیا اب حضور نواب مستطاب بستر پر پڑ گئے۔ ہرچند اطبا نے علاج کیا لیکن
سنہ ۱۲۱۲ھ بسبب بدپرہیزی کچھہ فائدہ نہوا یہان تک کہ ۱۲۱۲ھ مین اعظم الامرا بہادر یونہی
خوش وخرم ہوئے اور حضور کے معالجہ مین کوشش بلیغ کی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مزاج
مبارک ایک حالت مین رہنے لگا۔

ٹیپو سلطان پر لشکر کشی اور فتح سرینگپٹن اور سلطان کی شہادت و ضبطی ملک میسور

سنہ ۱۲۱۳ھ
سنہ ۱۲۱۳ھ مین افواج قاہرہ سرکار عالی سپہ کردگی میر عالم بہادر لارڈ کارنوالس
اور جنرل ہارس کی امداد کو حسب قرارداد سرکارین واسطے استیصال کلی سلطان
ٹیپو سلطان والی میسور کے روانہ ہوئین اور دونون لشکرون نے متفق ہوکر سرینگپٹن
پر چڑہاوا مارا کچھہ حکمت عملی بھی کی گئی آخر کار ٹیپو سلطان نے بڑی بہادری سے
شہادت پائی۔ سارا ملک ضبط ہوکر ایک راجہ کے حوالہ کیا گیا جسکا راج ایک
اوسکے خاندان مین چلا آتا ہے۔ میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے مع فوج

انگریزی حضور مین حاضر ہوئے جمعیت انگریزی ملازم سرکار عالی کے لئے مقام حسین ساگر پر چھاونی مقرر ہوئی جو کہ اب الوال کے نام سے مشہور ہے۔ کوٹھی رزیڈنسی بھی طیار ہوئی اور بہت سے مکانات بوضع انگریزی تعمیر کئے گئے۔

سنہ ۱۲۱۶ھ مین مرشد زادہ سکندر جاہ بہادر کی شادی سیف الملک مالی میان فرزند اعظم الامرا سنہ ۱۲۱۶ھ ارسطو جاہ کی بیٹی جہان پرور بیگم صاحبہ سے بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔

مالی میان کی دوسری صاحبزادی سے شاہ یار الملک برادر زادہ مظفر الملک اسد علیخان بہادر جاگیردار بیگن پلی کی شادی ہوئی ان ہر دو شادیون کے جشن برابر چار ماہ تک ہوتے رہے۔

میر عالم بہادر کا مقید ہونا

بعد اختتام ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ اور کنبی کوٹہ اور قلعہ سدھوٹ کے انتظام کے لیے گئے یہ ملک ٹیپو سلطان کے ملک مین سے سرکار نظام کے حصہ مین آیا تھا۔ اس اثنا مین بسبب انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر اعظم الامرا بہادر نے میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی سے برطرف کرکے قلعہ رودرین مقید کر دیا اور وکالت کو بھی ضمیمہ مدار المہامی خود بنا لیا۔ میر عالم کا کوئی ظاہر اقصور تو نہ تھا لیکن شاید خدا نے ٹیپو سلطان کی خونریزی ناحق اور بربادی وضبطی حکومت اسلامیہ کے جرم مخفی مین یہہ قید کا عذاب دلوایا ہوگا۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی کی وفات

سنہ ۱۲۱۸ھ مین مرشد زادۂ کیہوان جاہ بہادر کا جشن بسم اللہ خوانی ہو رہا تھا کہ یکایک نواب مستطاب کی طبیعت عین حالت خوشی وخرمی مین بگڑ گئی اور دنیا بہر کار کوئی علاج مفید نہ پڑا۔ آخر کار مسترہ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۸ھ کو بہر دن چڑھے نواب مستطاب

بانی مبانی سلطنت آصفیہ کی روح پرفتوح جنت الفردوس کو پرواز کرگئی۔
قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محلات سے شور محشر برپا ہوگیا اور رعایا جان نثار کے
ہوش وحواس اُڑ گئے۔

آخر کار اعظم الامرا ارسطوجاہ بہادر کے مشورہ کے موافق نواب مستطاب کے والدہ ماجدہ
حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ کے مقبرہ کے پاس صحن مکہ مسجد مین نواب مستطاب بے فخر
خاندان آصفیہ کو مدفون کیا اور مغفرانماب لقب رکھا۔

جسوقت نواب مستطاب نے رحلت فرمائی ارسطوجاہ بہادر نے جمعیت انگریزی ملازم
سرکار کو حسین ساگر سے طلب کرکے ہر ایک مرشدزادے کے واروزہ پرودو سو روپیہ
کا پیشہ مقرر کیا جو بعد انتقال ارسطوجاہ بہادر۔ بعہد دیوانی میر عالم بہادر اوٹھایا گیا۔

شجاع الملک بسالت جنگ اور معتقد الدولہ
چین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ
مغل علیخان بہادر کا حال۔

یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نواب مغفرانماب کے بھائیون امیر الامرا شجاع الملک
بسالت جنگ بہادر اور معتقد الدولہ چین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر
کا حال بھی بیان کردیا جاوے۔

شجاع الملک بسالت جنگ امیر الامرا بہادر پانچوین فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر
کے ہین امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین صوبہ دار صوبہ بیجاپور رہے
اور بعد ملنے خطاب شجاع الملک امیر الامرا کے امیر الملک کے مزاج مین رسائی
پیدا کی اور امورات مالی وملکی مین دخل دینے لگے تھے جب نواب مستطاب ولیعہد ہوئے
تب شجاع الملک بیجاپور چلے گئے لیکن جب نواب مستطاب راجمندری کے طرف چلے گئے
تو یہہ پھر آکر دخیل کار ہوگئے۔ آخر کار نواب مستطاب کے خوف سے کہرا کر فیروزگنڈہ

سنہ ۱۱۹۲ھ ادھونی اور راجپور پر قناعت کرکے بیٹھے رہے لیکن خیال بالکل ہمیشہ رکھتے تھے۔ سنہ ۱۱۹۲ھ
مین انتقال کرگئے نواب مستطاب نے اونکے فرزند مہابت جنگ دارا جاہ بہادر کو باپ کی
سنہ ۱۲۰۰ھ جاگیر پر مامور کیا انہون نے ٹیپو سلطان سے خوب لڑائیان لڑین سنہ ۱۲۰۰ھ مین مہابت جنگ
بھی دارالبقا کو سدہارے اونکی اولاد مین کوئی لائق نہ تھا لہذا تمام جاگیر داخل سرکار رہوئی
ناصر الملک ہمایون جاہ منغل علیخان بہادر بیٹے فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے
ہین۔ ہمیشہ فکر لاحاصل مین مصروف رہتے تھے اسلئے قلعہ بیدر مین رہنے کے لئے حکم
دیا گیا۔

جس زمانہ مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر باغی ہوکر قلعہ بیدر مین پہونچے تو انہون نے بڑی
محبت سے سمجھا کر اطاعت پدر بزرگوار کے لئے زور دیا لیکن مرشدزادے نے چوں کا کہنا
بھی نہ مانا۔ یہہ خبر سنکر نواب مستطاب نے اونکو بلدہ مین بلالیا اور بہت محبت و دلداری
سے اپنے پاس عزت کے ساتھہ رکھا۔ ناصر الملک مدت تک زندہ رہے اب اون کی
پس ماندی عزت کے ساتھہ بسر کرتے ہین۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی اولاد

خدا نے نواب غفرانمآب کو آٹھہ فرزند جگر بند عطا فرمائے تھے۔

اوّل۔ نواب عالیجاہ بہادر کہ عالم و فاضل و زہد و تقوی مین بے مثل تھے اونکا احوال
سنہ ۱۲۰۹ھ ولادت و وفات جو سنہ ۱۲۰۹ھ مین واقع ہوا بیشتر بیان کیا گیا۔

دوسرے۔ نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ جن کا ذکر خیر آگے ہوگا۔

تیسرے۔ نواب فریدون جاہ میر سبحان علی خان بہادر جو نہایت وجیہ و بارعب
سنہ ۱۲۲۰ھ تھے انہون نے سنہ ۱۲۲۰ھ مین انتقال کیا۔

چوتھے۔ نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علی خان بہادر کہ بہت نیک اور حلیم تھے
سنہ ۱۲۴۲ھ انہون نے سنہ ۱۲۴۲ھ مین انتقال کیا۔

پانچوین نواب میر جمشید علیخان جمشید جاہ بہادر کہ پندرہ برس کی عمر مین انتقال کر گئے
چھٹے - نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر - ساتوین نواب میر جہانگیر علیخان
سلیمانجاہ بہادر -
آٹھوین - نواب کیوان جاہ بہادر کہ سخاوت مین شہرۂ آفاق تھے ۱۲۴۳ھ مین وفات پائی

عمارات یادگار عہد نواب عفرانماب

حضرت عفرانماب کے عہد مبارک کی تعمیر شدہ عمارات یہہ ہین - روشن بنگلہ درروشن محل
وغنی محل باہتمام غنی یار خان خانسامان - اور فوارش محل جو باہتمام نوازش علیخان
خانسامان قدیم کے تعمیر ہوا - چہار بنگلہ خلوت مبارک گلشن محل دشادی خانہ و پنجمحلا
و مہابت محل وغیرہ بھی نواب عفرانماب کے بنوائے ہوئے ہین - سوائے اسکے
قلعہ گولکنڈہ مین بھی چند عمارات تعمیر کرائی گئین - حضرت بخشی بیگم صاحبہ محل خاص حضرت
عفرانماب کے تعمیر کرائے ہوئے عمارات مین حصار بیگم مٹھہ و چاوڑی وغیرہ ہے اور
حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ محل خاص حضرت عفرانماب کے تعمیر کرائے ہوئے
عمارات مین تہنیت نگر مع حصار و محل باغ وغیرہ کے ہے اور درگاہ حضرت حسین شاہ
ولی کی عمارت بھی اونہین کی بنوائی ہوئی ہے -

ذکر سریرارائی نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث -

نواب سکندر جاہ بہادر ۱۲۱۱ھ مین پیدا ہوئے تھے آپ کی نیکیان اور نیک نامیان
حیطۂ تحریر سے باہر ہین بدرگاہ پروردگار کے سامنے ہر معرکہ اور ہر جنگ مین سب بھائیون
سے پیشرو اور پیش قدم رہا کرتے تھے - جب نواب عفرانماب نے انتقال فرمایا -
تمام امرائے اعیان سلطنت بصلاح اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان سرکار آپ کے
دولت خانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور مسند نشینی کے لئے عرض کیا نواب فلک رکاب نے

ہرچند انکار کیا مگر امیرون نے نمانا اور بصد منت جلوسی عماری مین سوار ہوکر تبرک و طمطراق شاہی بنجہ شاہ اور چار کمان کے راستہ سے دولت خانہ عالی مین لائے اوس روز خواجہ صاحب مین رکھو تم راؤ پیشکار سرکاری بیٹھے تھے نواب فلک رکاب داخل دیوان عام ہوئے اور وہان سے بسواری پالکی ارسطوجاہ بہادر کے مکان پر نزول اجلال فرمایا اور دست مبارک سے اونکے سر پر دستار باندہی اور اونکی نذر جواہر قبول فرماکر خلوت مبارک مین تشریف لائے اور پہر بجلوس شاہی مسند سلطنت کو تازہ رونق بخشے۔ تمام امرا و اعیان سلطنت نے نذر مبارکبادی حضور مین گذرانی اور سرفراز ہوئے پہر نواب فلک رکاب بعد دو پہر دولت خانہ قدیم کو تشریف لے گئے۔

دوسرے روز پہر بجلوس تمام رونق افزائے دولت خانہ عالی ہوے اور بہائیون اور رشتہ دارون و اقرباؤن اور جاگیردارون و سلحداروں اور بارگیرون کی نذرین لے کر داخل محل مبارک ہوے۔ اور بعد ادائے مراسم تعزیت پدر بزرگوار۔ نذر تہنیت جلوس حضرت بخشی بیگم صاحبہ و تہنیت النا بیگم صاحبہ کو دیکر دولتخانۂ قدیم کو تشریف لے گئے تین روز کے بعد بہ سواری عماری معہ محلات و مرشدزادگان بلند اقبال اور تمامی کارخانجات کے داخل دولت خانہ ہوئے اور خلوت مبارک کو مسکن و مقام حضوری بنالیا اور فریدون جاہ بہادر کو بجائے تین ہزار روپیہ ماہانہ کے چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بہائیون کو کہ وہ بھی تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھ ہزار روپیہ ماہانہ مقرر کردئے جس سے یہہ سب بہائی خوش ہوگئے۔ اسکا بھید کہین نہ معلوم ہوا کہ فریدون جاہ بہادر کو صرف ایک ہزار کی ترقی کیون دیگئی

مینا بازار سرور نگر

ارسطوجاہ بہادر نے قلعچہ سرور نگر مین مینا بازار قایم کرکے حضور نواب فلک رکاب کو بڑی دھوم دھام سے دعوت دی اور لکھوکہا روپیہ کا مال سوداگرون سے خرید کیا

دو دو ماہ تک یہہ بازار لگا رہا۔ اسی زمانہ مین خوشی بسم اللہ خانی کیوان جاہ بہادر کی بھی منائی گئی جو بسبب رحلت نواب غفرانمآب کے ویسے ہی رہ گئی تھی حضور نے بھی دس ہزار روپیہ کی مہیندی بھیجی۔

رحلت نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان سرکار و سرفرازی امیر ابو القاسم میر عالم بہادر بعہدۂ دیوانی

اسی حالت مین بتاریخ ۲۸۔ محرم ۱۲۱۹ھ نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر نے بعارضہ بخار صرف آٹھہ روز بیمار رہکر انتقال کیا اور عہدہ دیوانی کو خالی چھوڑا انکی وفات کے بعد دو ماہ تک راجہ گوپی ناتھ پیشکار دیوانی کا کام کرتے رہے۔ آخر کار ۵ ربیع الاول ۱۲۱۹ھ کو میر عالم بہادر کو کہ قفس خانہ مین مقید تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے طلب کرکے خلعت مدار المہامی سرکار عطا فرمایا اور دو ماہ بعد راجہ راجیندر کو خانہ نشین کردیا اس موقع کو غنیمت جانکر شوکت جنگ انگریز وکیل سرکار انگریزی بھی کاروبار سلطنت مین دخل دینے لگے تھے میر عالم بہادر کے تقرر کے بعد یہہ بھی اپنی حرکات سے باز آگئے

جشن سالگرہ نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر

عہد نواب غفرانمآب مین ایسی خوشی منانے کی فرصت کب ملتی تھی استحکام و توسیع سلطنت و مخالفین سے جنگ و جدال کرنے سے فکرات کچھہ کم نہین ہوتے تھے۔ ہندوستان کی سرزمین مین شور قیامت برپا تھا جسکو جو ٹکڑا زمین کا جہان کہین ملجاتا تھا وہین بادشاہ علی الاطلاق بننا چاہتا تھا۔ سلطنت دہلی کے حصے نجرے ہورہے تھے جو خطہ جسکے ہاتھہ لگا جھپٹ کر داب لیا۔ مرہٹے کٹک سے اٹک تک اور کوہ ہمالہ سے دریائے نربدا تک پہونچ گئے تھے انگریزون اور فرانسیسون کے ہاتھ بھی چل رہے تھے۔ سکھون کی سلطنت کا الگ نقشہ جم رہا تھا بادشاہ دہلی اپنی چھوٹائی مین پڑے ہوے اکبر و عالمگیر کے

سجادے سجادہ نشینی کر رہے تھے سامنے غفلت کے پردے لٹک رہے تھے اور یہ عظیم الشان
اور بے نظیر زرخیز سلطنت اسلامی ہندوستان حالت نزع مین پڑی ہوئی ہچکیان لے رہی
تھی ایسے ہولناک و پرآشوب زمانہ مین جنھون کے جو چلے کسکو یاد آتے تھے جن اگر سوتے
بھی تھے تو فوجی آہ استگی اور درستی سپاہ کی فکرین کیا کرتی تھین اب وہ وقت
نکلتا جاتا تھا اور سرکار انگریزی کے عظمت و جلال و اقبال و ترقی کے سبب ہندکی
فکرین ہونے لگین چنانچہ ۱۲۲۰ھ رجب المرجب مین میر عالم بہادر نے اپنے مکان
مین جشن سالگرہ نواب فلک رکاب کا ترتیب دیا اور نواب سکندر جاہ بہادر نے مع محلات
و مرشدزادگان وہان رونق افروز ہوکر میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر
کو کہ کہ خطاب جعفر یار جنگ و اسد نواز جنگ اور منصب سہ سہ ہزاری و رسالہ سواران
صرف خاص سے سرفراز فرمایا۔ اور میر عالم بہادر کے خانہ زاد بھائی نظام یار جنگ
کو بخطاب حسام الملک اور محمد قمر الدین خان خوشنویس اوستاد حضور کو خطاب
اکبر یار جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور منیر الدین خان قاضی
بلدہ حیدرآباد و اوستاد حضور کو بخطاب سکندر جاہ جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ
سواران معزز و مفتخر فرمایا سوائے انکے اور بھی خانہ زادان سرکار منصب و خطاب
سے سرفراز فرمائے۔

راجہ مہیت رام کا دیوانی سرکار پر سرفراز ہونیکے لئے کوشش بیفائدہ
کرنا اور بحکم حضور خارج البلد ہوکر قلعہ سگر مین مقید ہونا اور وہان سرکار
سے مقابلہ کرکے ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین بھاگ جانا ٭ ٭ ٭ ٭

قبل از رحلت نواب مغفرانمآب یہہ معاملہ ہوا تھا کہ راجے راؤ والے ہونے سے سرداران
مرہٹہ مثل دولت راؤ سندیہ ہیبہ اور رگھوجی بھوسلا و ملہار راؤ ہلکر باغی ہوگئے تھے
اور انہون نے پنڈارون کو اشتعالک دیکر اوسکے ملک مین فساد برپا کرنیکے لئے

بھیجدیا تھا یہ مفسد چارون طرف فساد برپا کرنے تھے چنانچہ انکے خوف سے اطراف وجوانب ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام راستے مسدود ہوگئے تھے - اسلئے بصلاح سرکار انگریزی - یہان سے چالیس ہزار فوج سرکاری بسرکردگی راجہ مہیت رام دیوان سرکار ریند اردن کی سرکوبی کے لئے بھیجی گئی تھی اور اوس نے دوصوبون مین امن وامان قایم کردیا تھا - اس راجہ مہیت رام کو جب نواب غفرانمآب کے ارتحال کی خبر پہونچی وہان سے حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر واپس آیا - اون روز ونہین اتفاق زمانہ سے نواب فلک رکاب اور میر عالم بہادر کے درمیان کچھہ سوء مزاجی ہوگئی تھی - ایسے موقع کو راجہ مہیت رام نے غنیمت جانکر حضور کے مزاج مین دخل حاصل کرلیا اور بے تغیری میر عالم بہادر ہوکر چاہتا تھا کہ خود عہدہ دیوانی مین سرفراز ہوجاؤن میر عالم بہادر نے ہرچند اوس ناعاقبت اندیش کو سمجھایا کہ تم ہماری خرابی کے درپے مت رہو - ہم تمکو پیشکاری سرکار دلوادیتے ہین لیکن وہ کب مانتا تھا ان کو اطمینان دیکر خود برابر ان کی بربہی کارین مصروف رہتا تھا آخرکار میر عالم بہادر نے حضور پرنور کی برگشتگی مزاج اور اہل دربار کی ناظرفداری دیکھہ کر یہہ تدبیر کی کہ وکیل انگریزی کی کوٹھی مین چلے گئے - دوسرے روز سدنم صاحب وکیل سرکار انگریزی حاضر دربار ہوے اور میر عالم بہادر کے بارہ مین عرض کیا کہ میر عالم بہادر خیرخواہ دولت خداوند نعمت ہے اوس سے کبھی کوئی قصور نہوگا اوسکا عفو تقصیر کیا جاوے - آخرکار بیس روز کے بعد مزاج مبارک میر عالم کے طرف رجوع لایا - میر عالم بہادر نے فی الفور اپنے مکان مین آکر نواب فلک رکاب کی ضیافت کی - حضور پرنور نے وہان جاکر میر عالم بہادر کو سرفرازی بخشی راجہ مہیت رام کو موقوف کرکے اوسکی جگہہ راجہ گوبند بخش بہادر برادر راجہ چندولال کو فوج کی سرداری پر مامور کیا - راجہ مہیت رام کو حکم ہوا کہ بہت جلد بلدہ سے خارج ہو

سنہ ۱۲۱۹ھ

اورنگ آباد کے قریب قلعہ سگر شاہ پور مین مقید کئے جاوین چنانچہ راجہ صاحب شہر سے نکالے گئے لیکن یہہ دہان بھی نہ چلے نہ بیٹھے اور جوڑ توڑ لگا کر خوج فراہم کر کے سرکار سے مقابلہ کیا فوج انگریزی بھی انکی سرکوبی کے لئے روانہ جا بیونچی۔ آخرکار بعد جنگ سخت کے قتل مسٹر گارڈن صاحب انگریز کے راجہ جیپت رام بہاگ کہرے ہوے اور ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین جا ملے۔ اس زمانہ مین ملہار راؤ ہلکر اور سرکار انگریزی سے سخت سخت لڑائیان ہو رہی تھین اور ملہار راؤ جا بجا مارا مارا پھرتا تھا

سرفرازی راجہ چندولال بعہدہ پیشکاری سرکار

ان روزون مین میر عالم بہادر نے ہرچند چاہا کہ راجہ چندولال کو پیشکاری سرکار پر سرفراز کرے ولیکن اوین مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ بشیر مل نے کہ مختار و مفتال تھا اور دیوانی میر عالم بہادر کا پیشدست تھا اس کام کو پورا نہونے دیا آخرکار میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور پر نور کے درمیان وکیل مقرر کیا اور چندمدت یہہ نئے راجہ اسی آواگون کا کام کرتے رہے۔ لیکن بعد راجہ سورج دونت مر گیا تب بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۱ھ روز چہارشنبہ سنہ ۱۲۲۱ھ
کو راجہ چندولال نواب فلک رکاب کے طرف سے عہدہ پیشکاری پر سرفراز ہوے۔

وفات نواب میر ابوالقاسم میر عالم بہادر دیوان سرکار

۲۳ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ بکبروز جمعہ میر عالم بہادر نے انتقال کیا انکی وفات سے تمام خلق اللہ سنہ ۱۲۲۳ھ
کو سخت صدمہ ہوا۔ میر عالم بہادر نے اپنے دفن کے لئے اپنی مین حیات پنجہ شاہ مین مکان اور حوض اور چبوترہ بنوایا تھا مگر یہہ امید اونکی بر نہ آئی اور دائرہ میر مومن مین مدفون ہوے اونکی وصیت مین بموجب اونکی قبر پر کوئی عمارت نہین بنائی گئی۔

سرفرازی منیر الملک داماد میر عالم بہادر بعہدہ مدار المہامی سرکار

میر عالم بہادر کے انتقال کے بعد اونکے داماد منیر الملک بہادر کو خلعت دیوانی عطا ہوا لیکن اہلکار خلق اللہ راجہ چندولال کی ذات پر منحصر رہتا تمام اہل و فا تمرد انکے مکان پر

حاضر ہوا کرتے تھے اور راجہ صاحب کی جہر کے نیچے دیوانی کی مہر ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منیر الملک بہادر نام دیوان تھے اصل دیوانی راجہ چندولال کرتے تھے۔ افسوس ہے آج وہ زمانہ نہ رہا کہ مسلمانون مین کوئی ایسا لائق نہ رہا تھا کہ ملکی انتظام کو سرانجام دیتا۔ میر عالم بہادر کی وفات سے ملک دکن نامی مسلمانون سے خالی ہوگیا۔ میر عالم بہادر کے ذات سے خلق خدا کو بہت کچھ فیض پہونچا اور اب تک پہونچ رہا ہے ہم اوسکا ذکر کئے بغیر ہرگز نہین رہ سکتے اور اونکے نیک کامون اور فیوضات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہین۔

تعمیر تالاب میر عالم بہادر

سنہ ۱۲۲۱ف سنہ ۱۲۲۱ف مین میر عالم بہادر نے میسی ندی کا جو سانکل ندی کے نام سے مشہور ہے موضع کوتوال گوڑہ کے قریب ساٹھ ہزار روپیہ کی لاگت سے کٹہ بند ہوایا اور حیدر آباد کے جانب مغرب عیدگاہ کے پاس ایک بہت بڑا تالاب بنوایا اس کی تیاری مین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے اسمین کٹہ سانگل سے نہر چھوڑی گئی اور تالاب پانی سے بھرا خرچ ہوگیا اور مخلوق کثیر اس سے فیضیاب ہونے لگے حیدر آباد کے گلی کوچون مین اسی تالاب کا پانی دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور تمام شہر اوس سے مستفید ہوتا ہے۔

باغ بارہ دری موسی ندی

یہہ باغ بھی میر عالم بہادر کا بنوایا ہے اسمین بھی تین لاکھ روپیہ صرف ہوے ہین یہان نواب فلک رکاب کو ضیافت دیگئی اور وہ جواہر جو فتح سرینگپٹن کے زمانہ مین میر صاحب مرحوم کے ہاتھ آیا تھا نواب فلک رکاب کو نذر دیا اور ایک مالے یاقوت جسمین سو دانے تھے وہ بھی نذر گذرانی۔ اوس جواہر کے قیمت تین لاکھ روپیہ تھی میر عالم بہادر نے حسب الحکم نواب فلک رکاب سنہ ۱۲۱۲ھ سے لیکر سنہ ۱۲۲۱ھ تک دولت خانہ قدیم مین جواخانہ اور رجوکی خانہ در دروازہ کلان کمانی اور دوکانین تعمیر کروائی تھین۔

انہین میر عالم بہادر کی ہوا خواہی ہوئین سرکارین اور مسجد بن شہر چنیاپٹن مدراس سے لیکر مسافرون کو اورنگ آباد پونا اور بمبئی تک راستہ بہر منزل پر ملتی ہین۔ میر عالم بہادر کو صاحبان انگریز نہایت لائق و فایق فہمیدہ روزگار سمجھتے تھے چنانچہ ان سے اور لارڈ کارنوالس بڑا رابطہ اتحاد تھا اور ہمیشہ دکھلاؤ سرکار انگریزی انکی طرفدار رہا کرتے تھے تمام مرشد زادے اور منصب داران اور رعایا ان سے بہت راضی تھے اوسکا سبب یہہ تھا کہ ارسلو جاہ بہادر نے لوگون اور مرشد زادون کو خوب تنگ کرکے رکھا تھا لیکن میر عالم بہادر نے قانونی آزادی مین کبھی دست اندازی نہین کی اور سب کو آرام سے رکھا

طلوع ستارۂ دنبالہ دار

۲۱ رمضان ۱۲۲۶ھ کو دیدار ستارۂ گوشۂ شمال و مغرب مین طلوع ہوا اور کامل ایکماہ تک سر شام سے پہر رات گئے تک نکلتا رہا۔

ہنگامہ پنڈارہ در ملک دکن

۱۲۲۹ھ مین پنڈارون نے تمام مملکت دکن مین فتنہ و فساد برپا کردیا انکے خوف سے دیہات کی عورات کنوؤن مین گر کر مرجاتی تھین اور جوان کے ہاتھ لگ جاتی تھین اونکے ناموس دھان پر آفت آتی تھی مخلوق خدا ان کے خوف و دہشت سے جان سے جاتی رہی تھی تمام ملک بے چراغ ہورہا تھا یہہ بدبخت سفید لٹیرے آبادیون کو لوٹتے عورتون کو پکڑتے دیہات کو جلاتے قتل و غارت کرتے پھرتے تھے اس فتنہ و فساد پر آشوب سے سخت عاجز آکر آخر کار صاحبان انگریز بہادر نے کہ ہر وقت صلاح کار اور مددگار سرکار آصفیہ رہے تھے انکے شر و فساد کا اصلی ماخذ تلاش کیا اور کمر ہمت چست باندھکر انکے قلع و قمع کی فکر کی۔

استیصال کی سلطنت پونا اور نابرادر پیشوا کا مقید ہونا۔

سٹرجان مالکم صاحب سردار انگریزی نے پتہ لگایا کہ اس تمام فتنہ و فساد کا بانی مبانی مایہ

پیشوا والی پونا ہے اور اوسی کی استعانت سے پنڈاروں ملک کو بے چراغ کرتے پھرتے تھے اسی بنیاد پر باجے راؤ سے چار ہزار فوج پنڈاروں کے استیصال کے لئے طلب کیگئی لیکن اوس نے کچھ خیال نہ کیا اسپر سرکار عالی اور مسٹر مالکم صاحب کو پورا پورا گمان ہوگیا کہ یہی بانی مبانی فتنہ و فساد پنڈاروں کا ہے۔

پس فوجیں باجے راؤ کے ملک پر روانہ ہوئیں یہانتک کہ شہر پونا چاروں طرف سے گھیر لیا گیا باجے راؤ بہاگا فوج انگریزی بھی برابر اوس کے تعاقب میں لگی رہی آخرکار سنہ ۱۲۳۰ھ میں باجے راؤ پیشوا نے بعد قول و قرار بسیار اپنے تئیں مالکم صاحب کے سپرد کردیا اور ایک لاکھ روپیہ ماہانہ پیش لیکر بٹھور میں لب دریائے گنگا رہنے لگا اور دولت صدسالہ برہمنان پونا کو اس طرح غارت کردیا اوسکا سارا ملک صاحبان انگریز بہادر کے حکومت میں چلا گیا اور تمام مال و متاع بھی اونہیں کے ہاتھ لگا۔

جنگ مبارز الدولہ بہادر باجمعیت سرکار انگریزی

نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد کا یہہ بھی ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ شیریں مرثیہ خوان بازار چہاؤنی کے درزیوں سے لڑکر مرشد زادے مبارز الدولہ بہادر کے پاس آکر پناہ گیر ہوگیا رسل صاحب وکیل سرکار انگریزی نے حاضر دربار ہوکر عرض کیا کہ مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر نے ہمارے مجرم کو چھپا لیا ہے اور خلق اللہ کو اذیت پہونچاتے ہیں نواب فلک رکاب نے ارشاد فرمایا کہ بندوبست کرو۔ رسل صاحب اتنا فقرہ سنکر مرشد زادے سے آمادۂ پیکار ہوگئے۔ لیکن نواب منیر الملک بہادر نے کہا کہ مرشد زادہ کا انتظام ہم کرینگے۔ دوسرے کی حاجت نہیں ہے۔ مگر رسل صاحب نے نہ مانا اور کہا کہ حضور سے حکم ہوا ہے پس ایک ہزار فوج اور دو ضرب توپ سے دو انگریزی سرداروں کو مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر کے مکان پر بھیجا اور اس لشکر نے مکان کو چاروں طرف سے گھیر کر توپیں داغنا شروع کیں مطلب یہ تھا کہ سکار

۱۲۳۰ھ

انگریزی کا ریاست پر رعب بیٹھے اور پھر کوئی مرشد زادہ ایسا کا فکر نہ کرے لیکن مرشد زادہ ممتاز الدولہ کے بڑے جری سپاہی تھے آمادۂ جنگ ہوگئے اور ایک انگریزی سردار کو تیر سے مار گرایا دوسرے سردار نے غصہ مین آکر چاردن طرف توپین مارنا شروع کین ادہر سے بھی مرشد زادے کے سپاہ نے بندوقون سے خبر لینا شروع کی یہانتک کہ سپاہ انگریزی بھاگ نکلی اور ایک حبشی جوان نے جاکر انگریزی توپ پر قبضہ کرلیا اور راد سکا منہہ پھیر دیا ممتاز الدولہ داماد نواب فلک رکاب بھی اسمین شامل ہوگئے۔ پھر تو تماشائیون نے بھی ان بھاگتے ہوؤن کو خوب خبر لی رسل صاحب اپنی لشکر کی بیعزتی پر سخت کڑھے اور رات کیوقت آنہہ سو گورہ فوج لیکر بلدہ مین داخل ہوے اور راجہ چندولال کی بارہ دری مین بیٹھکر دوسری لڑائی کی فکر کرنے لگے اونکا مطلب تھا کہ اس طرح سے کلیات امور مین بھی خلل ڈالا جاوے لیکن راجہ چندولال نے ثابت جنگ رسل صاحب کو کچھہ روپیہ دیکر فوج کو چھاؤنی کو واپس کردیا یہہ بہت بڑا کام ہوا۔

صبحدم راجہ صاحب حضور مین حاضر ہوے اور رسل صاحب کے پاس جانے کی اجازت لے کر کوٹھی مین داخل ہوے اور بعد بہت سے سوال وجواب کے یہہ تجویز قرار پائی کہ چند روز کے لئے مرشد زادگان ممتاز الدولہ بہادر اور معصام الدولہ بہادر اور ممتاز الدولہ بہادر کو قلعہ محمد نگر مین چلے جانیکا حکم دیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خطاب مہاراجگی راجہ چندولال بہادر

اس کارگذاری کے صلہ مین راجہ چندولال کو خطاب مہاراجگی و علم و نقارہ اور منصب ششہزاری شش ہزار سوار کا عطا ہوا اور حضور پر نور مین ان پر کامل الاطمینان و اعتبار ہوگیا۔ ۱۲۳۲ھ کی ماہ ذی الحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین مدفون ہوے یہان نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت اور توپخانہ کو ملاحظہ حضور انور مین گذرانا نواب فلک رکاب اس فوج کے ملاحظہ سے بہت خوش ہوئے۔ ۱۲۳۲ھ

ملک دکن مین وبا ہیضہ کا زور شور

سنہ ۱۲۳۳ھ آ سنہ ۱۲۳۳ھ مین وبا بخت ہیضہ بلدہ حیدرآباد اور تمام ملک مین پھیل گئی ہندو مسلمانون نے اپنے اپنے عقاید کے بموجب پوجا اور عمل کئے راجہ چندولال نے بھی چارمینار اور بازار مین پوجا کی اور بہت سا روپیہ بچاریون کو نذر دیا اس زمانہ مین بہت سے مسلمان بھی وبا کے خوف کے مارے ہندؤن کی طرح پوجا کرکے اوسی حالت مین مرکر فنا فی السقر ہوگئے یہہ وبا ہیضہ ایسی خوفناک تھی کہ سنہ ۱۲۳۳ھ سے سنہ ۱۲۴۸ھ تک چوبیس برس ملک مین پھیلی رہی کبھی کم ہوجاتی تھی اور کبھی پھر زور شور سے سوار ہوتی مخلوق کثیر اسکے ہاتھون سے برباد و تباہ ہوگئی اسی ہیضہ کے زور شور مین ایک روز کچھ ہندو لوگ سوانگ بنائے ہوے پوجا کرنیکے لئے دیول کو جاتے تھے بکرے مرغ وغیرہ ان کے ساتھہ سجائے ہوے تھے جب یہہ لوگ مکہ مسجد کے سامنے دروازہ پر پہونچے مکہ مسجد کے مسلمانون نے یہہ حال دیکھکر بیل بگاڑ ڈالا اور سب کچھہ لوٹ لیا اور ایک جھنڈا مکہ مسجد مین کھڑا کرکے ہندؤن سے اماد طلب کی اور دو تین دیولین بھی ہندؤن کی توڑ پھوڑ کر مسمار کر ڈالین اور یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اسلام و کفر مین تلوار چلنے پڑی لیکن راجہ چندولال نے فہمائش کرکے اس فتنہ و فساد کو فرو کردیا اور خیریت گذری۔

جنگ مسلمانان شہر با مہدویان جنجل گوڑہ واقع بلدہ حیدرآباد

وہ جنگ جو اور نبرد آزمائی مین جو نواب نظام علیخان بہادر کے عہد مین ہمیشہ جنگ و جدل مین مصروف رہتی تھین اب اس زمانہ مین حیدرآباد مین کیونکر ہوسکتی تھین جب مخالفین سے کوئی لڑائی نہ رہی تو آپسمین ہی کشت و خون شروع ہوا چنانچہ ساکنان تازہ سنہ ۱۲۳۸ھ مہدویان جنجل گوڑہ سے دنگے مین آیا جو سنہ ۱۲۳۸ھ کی واردات ہے یہہ مہدوی لوگ نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کے عہد مین جنجل گوڑہ مین آباد ہوے۔ اصلیت انکی یہہ ہے کہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کو علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار رکھنے کا

حکم ہوا تھا۔ ادنہین سوارون مین دلدار خان مہدوی جمعدار اپنی قوم کے دو سو سوارون سے ملازم شمس الامرا بہادر ہوا اور چنچل گوڑہ مین دلدار خان نے اپنا مسکن و مقام بنایا ہمیشہ سلام کے لئے ہر روز دربار مین حاضر ہوا کرتا تھا تھوڑے عرصہ مین ہزار سوار قوم مہدوی سے رسالہ ارسلو جاہ بہادر مین نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ اس قوم کے تاجرون اور نوکرون پیشہ سے خوب آباد ہو گیا یہہ لوگ قرضہ بھی دیا کرتے تھے۔ انہین کی قوم کا ایک پیرزادہ سلطان میان نامی اعظم الامرا ارسلو جاہ بہادر کی سفارش سے دو ہزار سوار اور پیادون کا سردار مقرر ہوا اور محالات کنک گری اور گنگا وتی اس کو بسرکار سے عطا ہوئی۔ یہانتک کہ اس قوم کا سپہ سالار اعظم الامرا ارسلو جاہ اور میر عالم بہادر کی عہد دیوانی و مدار المہامی مین بہت کچھ چمک گیا تھا۔ بعد انتقال دلدار خان جمعدار کے کہ سرخیل قوم مہدوی تھا یہہ لوگ اپنے قرضداروں سے بہت بری طرح پیش آنے لگے اور مخلوق خدا کو نہایت تنگ اور عاجز کرنے لگے سلطان میان پیرزادے بھی ان کے قرضدار تھے اور ان سے ایسی طرح سلوک کیا کرتے تھے اور قریب تھا کہ انکا روپیہ ادا کر دیتے لیکن ۱۲۲۵ھ کی ۲۸ رمضان کو جبکہ اس قوم کی تسبیح رات کے وقت ہو رہی تھی۔ سات شخص قوم سلمان زئی سے پیرزادہ سلطان میان کے مکان پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا۔ پیرزادہ صاحب بھی ان سے بجگر مردانہ پیش آئے اور مع گلمیر خان کے مارے گئے محمد صاحب میان زخمی ہو کر نکل گئے لیکن یہہ سات شخص بھی مارے گئے۔ اور یہہ قصہ تو اور ہی فصیل ہوا اب بڑی لڑائی کا ذکر سننا چاہیئے۔

مہدویان چنچل گوڑہ سے مسلمانون کی لڑائی

اس واقعہ کے چند سال بعد دلدار خان جمعدار مذکور کا بیٹا یمین خان نامی مشیر آباد مین ایک روز ایک معلم سے کہنے لگا کہ ہمارا دین کیون نہین قبول کرتے کہ حد شبوت

سے ثابت ہے اوس نے کہا ہم اہل سنت وجماعت ہین اور ہمارے بزرگ بھی سب یہی مذہب رکھتے تھے لیکن پیر اوس نے وہی بات کہی اوستاد نے مجبور ہوکر کہا کہ اگر مولوی عبدالکریم صاحب کہدین کہ مذہب تمہارا سچا ہے تو مین البتہ قبول کرونگا۔ پس دونون مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس مسجد جلوخانہ میر عالم بہادر مین آئے اور یسین خان نے مولویصاحب موصوف سے سوال کیا کہ کچھہ فضائل مہدی بیان کیجئے مولوی صاحب نے فرمایا کہ کس مہدی کے فضائل بیان کرون مہدی دو ہین ایک ہمارے مہدی کہ اونکا ظہور نہین ہوا اور ایک تمہارے مہدی کہ اون کی مہدویت ہمارے نزدیک ثابت نہین ہوئی۔ یہہ بات سنکر یسین خان غصہ مین آکر کہنے لگا کہ مہدی ہمارے سچے ہین اور تمام انبیاء علیہ السلام سے فوق رکھتے ہین جو کوئی اونکا قایل نہووے کافر مطلق ہے اور مولویصاحب نے یسین خان کو آمادہ فساد دیکھہ کر حکم دیا کہ اسکو مسجد سے باہر نکالدو لوگون نے اوسکو مسجد سے باہر کردیا لیکن اس کشیدگی مین یسین خان کی پیشانی پر خفیف سا زخم آگیا اور ایک دو قطرے خون کے نکل آئے۔

یسین خان جلوخانہ کے حوض پر بیٹھہ گیا وہان ایک مہدوی نے اوسے دیکھہ کر یہہ خبر مہدویون کو پہونچائی قریب شام کے بیشمار مہدوی ہنگامہ کرکے جلوخانہ کے دروازے پر جمع ہوگئے منیر الملک بہادر اوس روز علم کھڑے کرنے کے لئے کہ سلخ ذی الحجہ تھی چھتہ مین چلے گئے تھے اونہون نے ہرچند چاہا کہ ہنگامہ فرو ہوجاوے اور اسی غرض سے حکیم خواجہ احمد خان کو مہدیون کے پاس بھیجا اونہون نے ہرچند سمجھایا مگر مہدیون نے ایک نہ سنا بلکہ اور زیادہ ہنگامہ برپا کیا اس اثنا مین دانم خان بہادر و حسنخان بہادر رمندوزی کہ مذہب سنت وجماعت رکھتے تھے وہان پہونچے اور مولویصاحب سے کہا کہ آپ یہان سے چلئے۔ مگر مولویصاحب نے فرمایا کہ جب مین مدینہ منورہ مین مقیم تھا تو مجھہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین فرمایا تھا کہ عبدالکریم تو جیتا

جاوہان تیری امید شہادت پوری ہوگی اس لئے اب مین یہان سے نہ جاونگا اور ہرگز مسجد کو نہیں چھوڑونگا۔

عنایت خان بروزی نے کہ سوار فیل تھا ہر چند چاہا کہ مسجد مین گھسون لیکن دائمًا اور حسن خان نے منع کیا اور کہا کہ بھائی عنایت خان مناسب نہین ہے کہ خانۂ خدا مین تم فساد برپا کرو ورنہ یاد رکھو کہ قیامت تک ہمارے تمہارے درمیان یہ تلوار چلتی رہے گی اس بیچارے غریب مولوی پر اسقدر ظلم خدا دیکھتا رہے گا۔ مگر اس عنایت خان نے کچھ نہ مانا آخر طرفین سے تلوار چلنے لگی اور عنایت خان مارا گیا دایم بھی شہید ہوگئے حسن خان نے سخت حملے کئے اور بہت سے زخم کھائے آخر بہت سے مہدوی اندر گھس آئے اور بندوقون کی باڑھ مارے اوس سے تاج محمد خان اور ایک عرب کہ نماز سنت مغرب پڑھ رہا تھا شہید ہوگئے۔ بعدہٗ یسین خان اور بہت سے مہدوی مولوی عبدالکریم صاحب کو ڈھونڈنے لگے مولوی صاحب نے آوازدی کہ

اوہر آؤ نامہربان مین یہان ہون پس مردود یسین خان مولویصاحب کے سینہ پر چڑھا اور خنجر سے شہید کرڈالا جب مہدیون نے دیکھا کہ اب کوئی ہمارا مقابل نہین ہے تب مسجد مین بیٹھکر اپنی تسبیح پڑھی اور اپنے جملہ مقتولون کی لاشون کو جو مایم خان اور حسن خان بہادر کے ہاتھون سے قتل ہوئے تھے اوٹھا کرلے گئے مردمان شہر اس واقعے سے سخت متحیر رہے کہ حضور کی طرف سے کچھ انتظام نہین ہوا سبب اسکا یہ ہوا کہ سید نصرت مہدوی داروغہ ہرکارگان نے حضور مین جاکر عرض کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنی جہالت سے مارے گئے قوم مہدی کا کچھ قصور نہین ہے دوسرے روز غرہ محرم سنہ مذکور کو کوئی واقعہ تازہ نہین ہوا جب یہ خبر دغا بازی

لہ۔ جانتا ہون کہ تو ہی دشمن جان ہے میرا + یہ تو ہے خنجر سے مجھے خون کی بو آتی ہے۔

سید نصرت کی مردان شہر کو معلوم ہو گئی تو ۲ محرم الحرام چہارشنبہ کے روز سید نورالا ولیا صاحب نے تمامی علمائے شہر کو لکھا کہ رکن رکین مذہب سنت و جماعت مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کا خون بے گناہ کیا گیا اور کچھہ بندوبست اوسکا نہوا اب ہم سب کو مذہباً جائز ہوا کہ ہم سب ملکر قصاص لیوین ورنہ ہمین شہر سے چلا جاؤنگا کیونکہ ایک عالم شہید ہو چکا اب دوسرے کیونکر بچ سکین گے پس تمامی علمانے اتفاق کرکے مکہ مسجد مین وعظ کیا اور خلقت خدا کو جمع کیا۔

جب یہہ خبر راجہ جندو لال کو پہونچی اونہون نے علماء دین اسلام کو غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ جمع ہونا آپکا اس معاملہ پر بہت درست ہے ہم بھی آپکے ہمراہ ہین مگر مکہ مسجد محلات حضور کے قریب ہے اگر جامع مسجد مین یہ جمعیت فراہم ہو تو بہت بہتر ہے علماء مکہ مسجد سے نکلکر جمعہ مسجد مین چلے آئے لیکن مردان شہر نے ایک نشان بنام جھنڈۂ محمدی حوض چار کمان پر کھڑا کیا اور قریب ایک لاکھہ مسلح آدمیون کے اس محمدی جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اگر یہ سرکار سے بہت کچھہ فہمایش ہوئی مگر کون سنتا تھا اس اثنا مین علمانے کہا کہ جب تک شریعت پناہ ذوالفقار خان بہادر ہمارے شریک نہوین ہمارا جمع لاحاصل ہے۔ یہہ سنکر شیخ حیات اللہ قاضی صاحب کو بھی لے آیا اونکے آتے ہی خلق اللہ کی آمد شد حد سے زیادہ ہو گئی جسکو دیکھو مستعد جنگ و آمادۂ پیکار تھا جب یہہ خبر ہمدیان پنجل گوڑہ کو پہونچی تو عقل کے طوطے اُڑ گئے ہوش و حواس پریشان ہو گئے اور اپنا وکیل راجہ جندو لال کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ مہاراج مالک ہین جسطرح ممکن ہو ہمکو بچا دین ہم یسین خان کو بعوض مولوی عبد الکریم صاحب کے دیتے ہین ادہر سے مولوی نے جواب دیا کہ ہم یسین خان کو نہین لیتے اگر ہماری تسلی خاطر منظور ہے تو روشن میان کو دیدو تاکہ قصاص برابر ہو جاوے۔

روز جمعہ ۳ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ کو جب مکہ مسجد کے دروازے نماز جمعہ کے لئے کھولے گئے ساری

خلقت مسجد بین جمع ہوئی اور تمام ہو کر بیچ معرکہ حافظ حاجی سید شجاع الدین حسین صاحب و
مولوی حاجی سید نور الاولیا صاحب و مولوی غلامی صاحب خطیب مکہ مسجد و قاضی صاحب
شریف پناہ سے کہ مسجد بین حج ہے جہاد واسطے نماز جمعہ تمام علما نے خلقت خدا کو جہاد پر
تحریص و ترغیب دلائی اور کہا کہ اس معرکہ بین جو مجاہدین شہید ہونگے وہ شہدائے بدر
و اُحد و حنین کے ساتھ ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھین گے۔ اور بڑے
بڑے مراتب پاوین گے۔

یہہ سنتے ہی نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و دیگر جمعداران و سپاہیان
و صالح محمد خان و عبد الرحیم خان و پیر احمد خان و محمد خان گگیانی وغیرہ ہزار ہا لکھو کہا
مردمان کے ہمراہ اوٹھہ کھڑے ہوئے اور دروازہ یاقوت پورہ کو کھولکر شہر سے باہر
جنگل گوڑہ پر پہونچے۔ مہدوی بھی مستعد پیکار ہو گئے اور چار گھڑی دن رہے طرفین
سے آتش جدال و قتال شعلہ زن ہوئی۔ نیاز بہادر خان بہادر کے مقابلہ مین کہ تنہا
تھے اور جمعیت اپنی منصور خان بہادر کی کمک کو بھیجدی تھے ایک شخص شیر خان مہدوی
آیا اور دونون لڑکر مارے گئے نیاز بہادر خان بہادر شہید کی نعش اونکے ملازم ہانہون
ہاتھہ مکان کو لے گئے منصور خان بہادر کا بہانجا سبزہ میان بست سالہ بھی بہت سے
حملہ آور مہدویون کو قتل کرکے شہید ہو گیا منصور خان بہادر نے بھی بہت سے مخالفین کو
مار کر شربت شہادت نوش کیا اور اونکی فوج مہدوی لیکر بھاگ گئے۔ مرزا نصیر بیگ ولایتی
بھی بڑی دلیری سے لڑا اور بعد قتل بسیار شہید ہو گیا محمد خان گگیانی نے صدہا لاشین
میدان کارزار مین ڈالدین اور چند زخم کھاکر مع امانت اللہ خان اپنے بیٹے کے
زندہ و سلامت بچ آئے۔ کنو میان جمعدار کا بیٹا غلام حلانی خان بھی صدہا کو زخمی
و قتل کرکے زندہ و سلامت آگیا۔ یہہ بسبب قرضداری مہدویون کے قیدمین تھا
اس عرصہ سے خوب خوب قتل کئے۔ شیخ حیات اللہ جو بانی مبانی اس بلوۂ عظیم کا تھا

سے دشمنون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے زندہ و سلامت آگیا اور میدان جنگ کو گلزار بنا دیا۔ یہہ شخص لباس زری پہنے ہوے مفرق بزرگ تھا لڑائی مین جدہر حملہ کرتا اور جس طرف جھکتا تھا سب پہان لیتے تھے اور اوسکی جوانمردی پر آفرین کرتے تھے بیس جوان قصبہ بیگن بلی کے جو معرکہ جنگ مین شریک تھے نہایت جوانمردی سے لڑے اور بے انتہا مہدیون کو مار کر سب کے سب شہید ہوگئے سعربون نے پہر رات گئے تک برابر بندوقین چلائین اور بے انتہا مخالفین کو تہ خاک ملایا۔ اور آخرکار مہدیون سے میدان خالی ہوگیا مارے لاشین ہی لاشین نظر آتی تھین بہت سے مہدی بہاگ کر اپنے جنگل گوڑہ مین دبک رہے میدان کو خالی پاکر لوگ اپنے اپنے گہرون کو چلے گئے باقیماندہ مہدی اپنے جنگل گوڑہ مین پریشان تھے کہ اب کیا کرین دیکھئے صبح کیا ہوتا ہے۔

جس وقت اس ہنگامہ کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے حضور مین پہونچی اور امیران دلیر خونخوار ان سرکار کے اسطرح بیحکم مارے جانے کی اطلاع ہوئی فوراً غضب سلطانی قہر الٰہی کے طرح جوش مین آیا اور اوسیوقت آدہی رات کو بنام راجہ چندو لال حکم سلطانی صادر ہوا کہ مہدیان ناہنجار نے ہمارے نمک پروردہ امیران سرکار کو اس طرح قتل کیا ہے تمکو چاہئے کہ فی الفور جمعیت انگریزی معتمد الوال کو طلب کرکے جنگل گوڑہ کو خاک مین ملادو تاکہ صبح کو جنگل گوڑہ کا نشان تک باقی نرہے۔ راجہ چندو لال نے کہ خود وہان کہا بیٹھے تھے فی الفور حکم سلطانی سے سرداران چھاونی الوال کو اطلاع دی اور صرف چار گہڑی کے بعد چار ہزار فوج مع دس ضرب توپ قلعہ شکن کے۔ بارنٹ صاحب اور مارٹین صاحب وکیل اور سدرلین صاحب لیکر جنگل گوڑہ کے سر پر آموجود ہوئے اور چارون طرف سے گہیر لیا۔ صبح صادق تک مہدیون کو خبر بھی نہین ہوئی کہ ہم کس بلا کے پنجہ مین گرفتار ہوچکے ہین۔ صبحدم جب اونہون نے دیکہا کہ چہری گلے پر آگئی اور اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین رہی۔ شاہ عالم خان مہدی کہ عالم خان کے نام

مشہور تھا سرداران انگریزی کے پاس جاکر کہنے لگا کہ میں خاموش اپنے مکان میں بیٹھا تھا
اور اس جھگڑے میں شریک نہ تھا میں خیرخواہ سرکار ہوں آپ میری امانت فرمائیں
سرداران مذکور نے جواب دیا کہ اگر تم شریک بلوہ نہ تھے تو لازم تھا کہ راجہ صاحب کے
حضور میں حاضر رہتے ان مفسدوں میں کیوں شریک ہوئے۔ اب ہم صرف حکم حضور
کے منتظر ہیں جو آپ کی رعایت سے کیا جاوے۔ ہم پر فضل جو ہندوبان یہاں آئے ہیں
نہ پر فضل کہ انے ضیافت و مہمان بننے کے شریف لیجائے اور اپنی نظر کیجئے۔
پھر دوسرا حکم نواب تلک رکاب کے حضور سے بعد غیظ و غضب صادر ہوا کہ کیا ہوا
ابتک توپ کی آواز نہیں آئی لہذا جلد سیر کریں۔
جبکہ راجہ چندو لال نہایت ترحم شامل تھے اونہوں نے مفسدوں سے کہلا بھیجا کہ حکم حضور
ہماری بیخ و بنیاد اڑا دینے کے لئے صادر ہو چکا ہے لیکن مجھکو بچوں اور مستورات کی بیکسی
پر ترس آتا ہے۔ اس لئے حضور پر نور میں تمہاری طرف سے عاجزی اور عذر خطا
کے لئے جرات کرتا ہوں خدا تعالے میری امید بر لاوے اور عذر میرا درجہ قبولیت پر
پہونچے۔ خبردار اب کی مرتبہ اگر تم میں سے ایک نے بھی کوئی حرکت کی تو یاد رہے کہ فضل شفیع
تک بھی تمہاری قوم کا زندہ نہ بچے گا حکم قتل عام کے لئے صادر ہو چکا ہے اوبس۔
مفسدوں لوگوں نے جب یہ خبر سنی راجہ چندو لال کے کہنے کو بہزار جان قبول کیا کہ
اپنے دم کو دم واپسین کی طرح کھینچا اور راجہ صاحب کے نہایت ممنون منت ہوئے اور
کہلا بھیجا کہ ہم نمکحراموں کے حق میں جو کچھ بہتر جانیں عمل میں لاویں۔ آخرکار راجہ چندو لال
نے حضور میں جاکر عرض کیا کہ تمام مفسدوں نے سرداران انگریزی کے سامنے ہتھیار
رکھدئے اور حضور کو دعا سلامتی دولت و اقبال دیکر کہتے ہیں کہ جن جاہلوں نے غداری
کی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچے۔ ہم نمکحراموں قدیم سے کبھی نمکحرامی نہ ہوگی ہم ایک روز سب کے
سب بعقد قوی حضور ہونے والے ہیں اور اب بدعائے ازدیاد عمر و دولت مشغول ہیں اب

جو کچھ حکم حضور ہو اوس کی تعمیل کی جاوے۔
پس جان بخشی تو ہوئی لیکن قہر بدہونے کا حکم دیا گیا اور منادی کروائی گئی کہ جو کوئی مہدوی تین روز کے بعد قہر من نکلا آویگا قتل کیا جاویگا چنانچہ تیسرے روز سب کے سب جنگل گوڑہ کو خیرباد کہکر کچھ کر نول اور کچھ ہندوستان کے طرف چلے گئے بعض غریب غربا دیہات مین جا بسے۔ راجہ چندو لال نے شاہ عالم خان سے کہا کہ اپنے مقتولون کو جسے دفن و کفن پڑے ہین ایک جگہ دفن کردو۔ پس سب کو ایک گڑہے مین دبا دیا
مہدوی کے حضور مین اطلاع دیگئی کہ مقام جنگل گوڑہ مین ایک مہدوی بھی نہین رہا سب چلے گئے حضور پر نور سے حکم صادر ہوا کہ جنگل گوڑہ شاہ یار الملک بہادر کے سپرد کیا جاوے کہ مکانات کی حفاظت رکھین اور اپنی پلٹن اوسی مین اتاردین مہدوی کو حکم ہوا کہ اب اگر کوئی مہدوی نظر پڑے تو فی الفور اوسکو گرفتار کرکے کوتوالی مین بھیجدیا جاوے صرف دو سردار اس قوم کے کہ شریک بلوہ قوم نہین ہوے تھے اون مین سے ایک سلطان میان کا بیٹا محمد صاحب میان تعلقہ کنک گری اور گنگاوتی مین اور دوسرا کرامت خان بہادر تعلقہ قلعہ ندرگ مین باقی رہ گئے تھے۔

قتل نجی الدولہ حکیم الحکماء مت یار خان بدست مہدویان

ابھی اس مہدوی قوم کی شرارت بالکل فرو نہین ہوئی تھی اور وہی جہالت زور پر تھی

نوٹ ۔ فرقہ مہدویہ کی اصل یہ ہے کہ سلیم شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد مین اس فرقہ کا آغاز اس طرح پر ہوا کہ شیخ سلیم چشتی کے سجادہ نشینون مین سے ایک شخص حسن نامی سجادہ نشین تھا وہ اپنا نہ مین ارشاد و ہدایت طالبین کی کرتا تھا جب اوسکا انتقال ہوا تو ساری اولاد مین شیخ علائی زیادہ لائق تھا وہی باپ کا سجادہ نشین ہوا اتفاقاً شیخ عبداللہ نیازی افغان کے

پہر دوسرا حادثہ ہوا سنہ ۱۲ھ میں چار مہدوی لڑکے مقام کرنال سے نکلکر پوشیدہ

نوٹ متعلق صفحہ (۶۲)

شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل مکہ معظمہ سے حج کرکے یا نہ میں وارد ہوا اور یہیں اقامت اختیار کی۔ فریقہ فرقہ مہدویہ اختیار کیا۔ یہہ فرقہ سید محمد جونپوری کو امام مہدی موعود سمجھتا تھا میر سید محمد امیر سید خان کا بیٹا تھا اور نویں صدی کے وسط میں جونپور میں پیدا ہوا۔ سلطنت جونپوری کی بربادی کو آثار قیامت میں سمجھتا تھا اور اوس زمانہ میں جو واقعات عجیب و غریب وقوع میں آتے اون سے لوگوں کو سمجھاتا کہ قیامت آگئی ہے اور کہتا تھا کہ آسمان سے یہ آواز آئی ہے کہ امام مہدی موعود میں ہوں اس سبب سے اوسکے بہتسے مرید ہوگئے۔ گجرات کے لوگ بھی بہت سے پیدا ہوگئے اور اونکے ہاتھوں سے تنگ ہوکر گجرات میں گیا وہاں کے بادشاہ سلطان محمود اوسکا معتقد ہوا۔ پھر وہ حج کو گیا یہاں سے بھی وہ نکالا گیا پھر ہندوستان کو آیا اور کیا فوج اور بدخشان کی راہ سے گجرات میں آتا تھا کہ ۹۱۱ھ میں سفر آخرت پیش آگیا اور اوسکی قبر باوجود مخالفت و مزاحمت بادشاہ ایران کے انار گاہ بنی شیخ علائی کو بھی اس فرقہ کی وضع پسند آئی۔ اور اپنے آباؤ اجداد کا طریقہ چھوڑ چھاڑ اسی فرقہ کے مسلک چلنا شروع کیا اور شہر کے باہر شیخ عبداللہ نیازی کے سایہ میں رہنا اختیار کیا اور بہت سے احباب بھی اوسکے اس مذہب میں شریک ہوگئے۔ ہر روز نماز کے بعد قرآن شریف کا اس فصاحت و بلاغت سے کہتا کہ سامعین کے دل پر جادو کا اثر کرتا اور یہ سننے والے گو کام کرتے۔ کیا سب کام کاج چھوڑ کر دنیا سے منہ موڑ فرقہ مہدویہ کے فقیر بنکر بیٹھ جاتے یا سب منہیات سے توبہ کرکے سید محمد کا کلمہ پڑھنے لگتے اور جو کچھ اونکی زراعت تجارت حرفہ سے پیدا ہوتا اوسکا دسواں حصہ راہ خدا میں صرف کرتے اور ایسا ہی بہت ہوا کہ بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو اور خاوند نے جورو کو اور بی بی نے خاوند کو چھوڑ دیا اور فقیری اختیار کی۔ اس فرقہ میں جو کچھ نذر و نیاز اور خیرات کا آتا تھا وہ سب بیا

جلد ہین آ گئے اور معی الدولہ حکیم الملک حضرت یار خان مقرب و مصاحب و معتمد حضور پر نور کو

نوٹ متعلق صفحہ (۶۲)

آپ ہی تقسیم ہو جاتا۔ اور اگر نہ آتا تو دو دن تین تین فاقہ گذر جاتے مگر اوسکا اظہار کسی پر نہ ہوتا۔ تلوار اور سب ہتیار ہمیشہ وہ باندھتے اور بازارون مین انتخاب کرتے پہرتے تھے جس کسیکو کوئی کام غیر مشروع کرتے دیکھتے اول اوسکو بطلت و ہرزہ بتاتے اور اگر وہ نہ مانتا تو پھر جبر و قہر سے پیش آتے۔ حکام مین سے جو کوئی اونکا موافق ہوا اوسکے ساتھ سلوک کرتے اور جو مخالفت ہوا اوس سے انتقام لینے کے درپے ہوتے۔ شیخ عبد اللہ نیازی سے بیگ ڈھنگ سنکر یہ خیال کیا کہ ضرور فساد برپا ہوگا اس لئے شیخ علائی کو ہدایت کی کہ وہ خدا کے گھر مین حج کرنے کو جاوے۔ مرشد کے کہنے سے شیخ علائی اپنی اسی وضع پر تنہا سوا دسیون کو ہمراہ لے حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب وہ خواص پور مین چودہ کوس کے اندر پہونچا تو خواص خان جی اوسکا معتقد ہوا لیکن جب اوسکو اس فرقہ کی اصلیت پر علم ہوا تو وہ اپنی عقیدت سے پھر گیا جب شیخ علائی کو یہ حال معلوم ہوا تو اوسکا جانی دشمن ہو گیا اور حج کا ارادہ فسخ کیا اور بیانہ مین اُلٹا چلا آیا۔ سلیم شاہ نے اس شیخ کو آگرہ مین بلایا۔ جب آیا تو کوئی تعظیم و تکریم اوس نے بادشاہ کی نہ کی صرف سلام علیک کرکے بیٹھ گیا بادشاہ نے علیکم السلام جواب دیا۔ عبد اللہ مخاطب بہ مخدوم الملک اور علماے اوسکا ہم اس مذہب سے۔ پس بادشاہ کے روبرو ہوا اوسمین اوس نے نک اوٹھائی۔ سلیم شاہ نے اسکو سمجھایا کہ اس مذہب سے توبہ کر مین تجھکو ساری اپنی فوج کا محتسب مقرر کردونگا مگر اوسکا اس مذہب کا ایسا ست پڑا ہوا تھا کہ اوس نے ایک نہ سنی۔ علما نے اوس کے قتل کا فتوی دیدیا۔ مگر بادشاہ نے بہ اوسکے ساتھ رعایت کی کہ اوسکو دکھن کے طرف جلاوطن کر دیا۔ مگر وہ یہان آن کر کہل کھیلا اور اپنے مسایل کو بڑی شد و مد سے بیان کرنا شروع کیا اوسکی ملاقت لسانی کام کر گئی۔ امیر شکر دین بیت

جبکہ وہ بہادر کمان میں تیر کے قریب اپنی سواری میں جا رہے تھے نبض دکھانے کے بہانے سے جو ہر سے قتل کر ڈالا اور ان میں سے تین محلہ کو ٹلہ عالیجاہ کو کہ مسکن مرشدزادہ مبارزالدولہ بہادر کا تھا بھاگ گئے اور ایک چوبدار دروازے سے نکل کر شہر کے باہر بھاگ گیا جسوقت یہ مبارزالدولہ بہادر کے مارے جانے کی خبر مبارزالدولہ بہادر کو پہونچی ان تینوں کو تلاش کر کے نکالا اور انکو قتل کر کے انکی لاشیں شہر کے دروازوں پر لٹکوا دیں حضور پرنور سے بنام طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کو دوال شہر حکم نافذ ہوا کہ گھر گھر جا تلاشی کریں اگر اس قوم میں سے کوئی کہیں پوشیدہ ہو تو گرفتار کریں اور دروازہ شہر پر سخت حکم دیا گیا کہ اس قوم کا کوئی شخص شہر میں نہ آنے پاوے

نواب فلک رکاب کے سیر و شکار کا ذکر

سنہ ۱۲۳۲ھ میں نواب فلک رکاب بغرض سیر و شکار سرزمین گڑھ تہنیت نگر عرف لال کوٹہ اور

نوٹ متعلق صفحہ (۱۰۰)

اوسکے ساتھ ہوے۔ پھر مخدوم الملک نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اے حضرت وہ خود مہدی موعود آخرالزمان ہونے کا دعوی کرتا ہے ان امام کا ساری دنیا کا بادشاہ ہنا مسلمات مذہبی سے ہے پھر تلاش کیجئے کہ اس امام کو چھوڑ کر حضور کے ساتھ کون رہے گا۔ بہت سے امیر اب بھی اوسکے معتقد ہو گئے اور جو باقی رہے ہیں وہ بھی ساتھ ہو جائیں گے پھر آپ کی بادشاہی کہاں رہے گی۔ اس بات کو بھی بادشاہ نے یوں ہی اڑا دیا اور شیخ علائی کو بہار میں بھیجدیا۔ یہاں شیخ بڑے نے اوسپر قتل کا فتوی دیا اور بادشاہ پاس پھر آدمی بادشاہ نے پھر شیخ علائی کو طلب کیا اوسوقت وہ مرض میں مبتلا تھا اوسکے حلق میں ایک زخم تھا جسکے سبب سے وہ اچھی طرح بول نہ سکتا تھا بادشاہ نے پھر اوس سے کان میں کہا کہ حضرت اس فرقہ مہدویہ سے انکار کر دیجئے۔ لیکن اوس نے پھر نہ سنا آخرکار بادشاہ نے مولویوں کے ہاتھ سے لاچار ہو کر اوسپر تازیانے مارنیکا حکم دیا۔ تیسرے تازیانہ جسم سے جان نکل گئی۔ جدا اس شیخ کے مرنیکے اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہو گیا یہ واقعہ ۹۰۶ھ کا ہے

عرس کوہ شریف کا تماشا دیکھنے کو تشریف لے گئے۔ اور پھر وہاں سے داخل دولتخانہ عالی واپسی کے وقت راستہ میں کرار نواز خان بہادر مہدوی نے نذر گذرانی۔

وفات مرشدزادی فیروز بیگم صاحبہ

۹ محرم الحرام ۱۲۴۳ھ کو مرشدزادی فیروز بیگم صاحبہ بعارضہ ام الصبیان انتقال کیا چونکہ نواب صاحب فلک رکاب کو اس صغیر السن صاحبزادی سے بہت محبت ہوگئی تھی اس لئے نہایت غم و الم ہوا حتی کہ اوسکے غم میں جلا کر رویا کرتے تھے۔ اسی صدمہ سے آخرکار بیمار ہوگئے اور بیدرون پر ورم آگیا مگر علاج معالجہ سے آرام ہوگیا تمام امرا و اعیان سلطنت نے نذر عید و صحت حضور میں گذرانیں۔

وفات نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث

اس آرام ہوجانے کے بعد نواب فلک رکاب نے پرہیز پرہیزی شروع کی اور بیماری نے پھر عود کرکے ایسی حالت بگاڑ دی کہ کوئی علاج مفید و کارگر نہوا آخرکار ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۴۳ھ کو پھر دن چڑھے روح پاک فردوس برین میں داخل ہوئی۔ آپ کو مکہ مسجد کے صحن میں حضرت قدسیہ عالیہ بیگم صاحبہ کے مرقد شریفہ کے پہلو میں تہ خاک چھپایا اور آپکا لقب نواب مغفرت منزل رکھا گیا۔ چھبیس سال سلطنت کی اٹھاون برس کی عمر پائی۔

عمارات عہد نواب سکندر جاہ بہادر

نواب فلک رکاب کے عہد کی تعمیر شدہ عمارات نوید محل۔ فرحت محل۔ دلکشا خانہ و مرقی محل و جلو خانہ۔ دروازہ آہنی۔ و نوید محل اور باغ اور محلہ بستی و محل میر اور دولت خانہ قدیم و دیوانخانہ۔ و سبز بنگلہ اور عمارات باغ لنگم پلی جو باہتمام کپتان سدنم صاحب صاحب تعمیر ہوئیں اور اب موجود ہیں۔

نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر کی اولاد

اللہ تعالے نے نواب فلک رکاب مغفرت منزل کو نو فرزندان دلبند اور آٹھ مرشدزادیاں عطا فرمائی تھیں۔

اول۔ سب سے بڑے نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع

دویم۔ میر شبیر الدین علیخان صمصام الدولہ بہادر۔

سویم۔ نواب میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر۔

چہارم۔ میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ۔

پنجم۔ نواب میر منور علیخان بہادر منور الدولہ۔

ششم۔ نواب میر ذوالفقار علیخان ذوالفقار الدولہ بہادر

ہفتم۔ نواب میر محمود علیخان بہادر۔

ہشتم۔ قمر الدولہ میر داور علیخان بہادر

نہم۔ نواب مظفر الدولہ میر فتح علیخان بہادر۔

ذکر سریر آرائی نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع

بعد وفات نواب مغفرت منزل کے اوسی وقت راجہ جندو لال نے نواب ناصر الدولہ بہادر کے نام سے شہر میں منادی کرادی مگر نواب خورشید رکاب بعد فاتحہ سوم تیسرے روز جلوس فرمائے سریر سلطنت ہوئے اور راجہ جندو لال اور منیر الملک بہادر اور شمس الامرا بہادر کی نذرین قبول فرمائیں۔ اسی روز کپتان مارٹین صاحب بہادر رزیڈنٹ وکیل سرکار انگریزی حاضر دربار جہان مدار ہوئے اور نذر تہنیت جلوس حضور کے روبرو گذرانی۔

بعد رخصتی وکیل انگریزی کے تمام چھوٹے بڑوں کی نذرین لی گئیں۔ دوسرے روز جلوس شاہانہ کے ساتھ بسواری عماری زر دا خل خلوت مبارک ہوئے اس روز

خواصی مین نواب میر الملک بہادر دیوان اور راجہ چندولال پیشکار بیٹھے تھے - اول بارین صاحب وکیل انگریزی اور نواب میر الملک بہادر اور راجہ چندولال باریاب دربار ہوے پھر شاہانہ طلائی جلوسی مین مسند شاہی پر رونق افروز ہوکر اقربا و متعلقداروں وغیرہ کی نذور قبول کین بعدازان محل مبارک مین داخل ہوکر محلات کی نذر جلوس گزرانی -

ملک دکن مین دو سالہ قحط سالی

ان روزون مین بڑا قحط پڑا تھا حضور نواب خورشید رکاب نے غلہ کی افراط کا کامل بندوبست کیا اور بہت سی خلق اللہ کو مصیبت سے بچایا یہ قحط دو سال تک رہا -

سیر و شکار نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ بہادر

اس دو سال کے عرصہ مین سواری حضرت نواب خورشید رکاب کے بغرض سیر و شکار اکثر سرور نگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر وغیرہ کو جایا کرتی تھی - راجہ چندولال سواری کے ساتھہ رہتے تھے تصفیہ امورات سلطنت کے لئے بلدہ مین رہا کرتے تھے اس سیر و شکار مین محلات نواب مغفرت منزل بھی نواب خورشید رکاب کے ساتھہ رہا کرتے تھے

سنہ ۱۲۴۶ ہجری کے واقعات

اس سنہ مین بعہد نواب خورشید رکاب چار واقعات ایسے ہوے جو قابل یادگار ہین

سانحۂ اول - یہ کہ موسی ندی کے زور شور سے فیل بازدے پل شکست ہوگئی اور موسی ندی طغیانی کے ساتھہ بازار گہاسی میان اور حوض چار محل اور بازار سدی عنبر تک داخل شہر ہوگئی ہزارہا غربا کے گھر بہہ گئے اور ہزارہا مردمان شہر غریق بحر فنا ہوگئے

سانحۂ دوم - وفات حسرت آیات نواب میر الملک بہادر کہ بعد وفات نواب اعظم الامرا ارسطوجاہ بہادر اور میر ابوالقاسم میر عالم بہادر کے خاندان وزارت مین ایسا ذیشان امیر کوئی باقی نہین تھا وقوع مین آئی -

سانحہ سوم۔ قتل محمد صاحب میان خلف نواب سلطان میان صف شکن جنگ کا ہے
اس سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ بروز عید الفطر بعد برخاست دربار حضور پر نور دو سپاہی
جو سابق مین صاحب میان کے ملازم تھے اور جنکی تنخواہ باقی رہ گئی تھی دیوان عام
حضوری مین آئے اور صاحب میان کو سلام کیا اور تنخواہ مانگنے لگے اوسی سلسلہ
مین ضد ہونے لگی جو لوگ صاحب میان کے ہمراہی تھے وہ کچھ نہ بولے اور آخرکار
لڑائی ہونے لگی یہانتک کہ صاحب میان اور وہ دونون سپاہی قتل ہو گئے افسوس
ہزار افسوس۔ ہزارون فوج کا سردار اسطرح خود لڑکر بیچارگی کے ساتھ عین دروازہ
محل شاہی کے اندر قتل ہو جاوے اور کوئی اوسکی مدد نہ کرے حقیقت مین تمام لوگ
مخفی طور پر مجرمون سے ملے ہوئے تھے اسی سبب سے اپنی آنکھون سے اپنے سردار
کو قتل ہوتے دیکھتے رہے اور کچھ نہ کہا۔ اور نہ کچھ کیا۔

سانحہ چہارم۔ مرشدزادہ نواب مبارز الدولہ بہادر کا ہے۔ مرشدزادہ بہادر نے
چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھے تھے ان روزون مین ایسا اتفاق ہوا
کہ کئی ماہ کی تنخواہ بسبب بعض امور ات سلطنت علاقہ دیوانی سے مرشدزادہ بہادر
کو نہ پہونچی اسپر مرشدزادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو متنبہ کیا جاوے
اور اسی بنا پر کچھ تھوڑی سی شورش مچائی گئی۔ اسپر کارپردازان سلطنت نے
تھوڑی جمعیت انگریزی ملازم سرکار طلب کر کے مرشدزادہ کو قلعہ محمد نگر مین چلے
جانے کے لئے مجبور کیا۔ آخرکار مرشدزادہ بہادر اپنے مقام و مسکن کوٹلہ عالیجاہ
سے اپنے تمامی کارخانجات و ہمراہیان کو لیکر قلعہ محمد نگر مین چلے گئے دو سال
بعد پھر بلدہ حیدرآباد مین آنے کی اجازت ہو گئی اور مرشدزادہ بہادر اپنے
مسکن و مقام پر رونق افروز ہو گئے۔

بخشن سالگرہ نواب ناصر الدولہ بہادر

اس قصہ کے بعد جشن سالگرہ حضور پر نور شروع ہوا اور صدہا امیرون کو خطاب و منصب وجاگیرات وعلم و نوبت و نقارہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ اسی مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر بھی راجایان راجہ اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار وجاگیر محاصل بسیار سے مشرف وممتاز ہوے

جنگ عربان باسکھان

سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین فیمابین عربون اور سکھون کی بڑی خونریز لڑائی ہوئی یہہ دونون گروہ سرکاری ملازم تھے اتفاقاً سکھون نے عربون کے ساتھہ بے عزتی سے پیش آنا شروع کیا اور اونکی کچھہ حقیقت نہ سمجھکر اپنے غرور مین آکر جلوخانہ راجہ چندولال مین عربون سے لڑائی شروع کی۔ ایکبار عربون نے ہتوڑے سکھہ قتل کرکے خاموشی اختیار کی مگر جب سکھون نے پھر شرارت شروع کی تو عربون نے خوب ہی خبر لی اور تقریباً دو سو سکھہ قتل کرکے اونکے سر کاٹ کر بال پکڑ کر شہر کے بازار وگلی کوچہ مین ڈالدیا۔ گویا سکھون کے سر عربون کے ہاتھون مین گوے چوگان ہوگئے تھے انکا مال واسباب بھی عربون نے خوب خوب لوٹ لیا اور انکے گھرون کو ویران وبرباد کردیا لاہت سے سکھہ اپنے وطن کو لوٹ گئے اور کچھہ بڑی عجزی کے ساتھہ باقی رہگئے راجہ چندولال نے آخرکار دونون فریق کے درمیان قسمائشی کرا کر صلح کرادی۔

عربون کے جبر وستم وزیادتی وزور وشور کے حالات

اس زمانہ مین عربون کا بہت زور وشور تھا جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔ شہر کے لوگون سے داد وستد بھی کرتے تھے حالانکہ ملازمان سرکاری کے لئے اس کام کے کرنے کی ممانعت تھی مگر تب بھی خفیہ طور پر یہ کاروائی چلایا کرتے تھے۔ جو شخص انکا قرضدار ہوتا گویا وہ اونکا خانہ زاد وغلام تھا۔ یہہ لوگ دوجگہہ نوکری کیا کرتے تھے۔ اور اوس کا

یہہ انتظام رکھا تھا کہ مثلاً پچصد عرب کسی امیر کے یہان نوکر ہین تو وہ سکے دروازہ پر پچاس حاضر رہین گے اور پچاس غایب۔

یہہ پچاس دوسرے دروازہ پر حاضر رہتے تھے اور جب موجودات لیجاتے تو سب کے سب حاضر ہوجاتے انکی تنخواہ فی کس چودہ روپیہ مقرر تھی۔ لیکن انکے جمعدار چاؤش بڑی بڑی تنخواہین پاتے تھے۔ سرکار سے انکی تنخواہون مین تعلقات دے گئے تھے یہہ لوگ اپنے جمعدارون سے تنخواہ وصول کرنے مین بڑا زور شور کیا کرتے تھے۔ ایکبار تو مہلت دیا کرتے تھے مگر دوسری مرتبہ کیا امکان کہ ایک لمحہ کا توقف ہو۔ تاریخ پڑھنے والے قہقہہ مار کر ہنسین گے کہ مورخ کیا لکھ رہا ہے فوج کے حالات کیا ایسے ہوتے ہونگے۔ حقیقت مین اونکا ہنسنا بجا ہے ملکی انتظام راجہ جیڈلال کی بدولت غارت ہوگیا تھا مالی حالت بالکل بگڑ گئی تھی رعایا تباہ و پریشان ہورہی تھی امن چین کا نام و نشان تھا راستے لٹ رہے تھے خود راجہ صاحب کی فوجین ملک مین غارت گری کرکے راجہ صاحب کو راضی و خوشنود کرتی تھین سلطنت کا خرچ بے حد بڑھا ہوا تھا علاقے فوجون کے سردارون کے حوالے تھے روپیہ نہ تھا مجبوراً ملک اونکے حوالے کردیا گیا تھا اور دولت خدا بڑی لٹ رہی تھی۔ ہم اس ہنگام پر آشوب و بدنظمی کا حال آگے آگے بہت کچھ لکھین گے اور اوسکی مضرت کا حال بھی لکھین گے جسکا افسوس آج ہر شخص کے زبان و دل پر ہے۔

شادی راجہ نرپندر بہادر

ماہ ذیقعدہ ۱۲۵۱ھ مین نواب خورشید رکاب جشن شادی راجہ نرپندر بہادر خلف راجہ دھراج بہادر نبیرہ راجہ جیپدلال بہادر مین رونق افروز ہوئے۔ اصطبای بانیان شادی کو معزز و ممتاز فرمایا۔

جنگ روہیلہ باجوانان لین

سنہ ۱۲۱۰ھ آ

سنہ ۱۲۱۰ھ میں روہیلون اور جوانان لین مین ہنگامہ برپا ہوا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک روہیلہ کارمان مین مشغول کسی دوکان پر غلہ لے رہا تھا کہ اتنے مین لین کے جوان بھی غلہ خریدنے آئے۔ روہیلہ اور ان جوانون سے کسی بات پر گفتگو ہوکر لڑائی ہو پڑی اور روہیلہ اور جوانان لین مارکوٹ مین زخمی ہوگئے۔ یہ حال دیکھکر ہر دو فریق کے لوگ جمع ہوگئے اور سخت جنگ ہونے لگی سنتے کہ غلام مین کمندان لین خود زخمی ہوکر گھوڑے پر سے گر پڑا اور پچاس جوان اوسکے مارے گئے۔ غلام مین خان کمندان نے مکان پر پہونچکر بیس ہزار جوان پٹھان کے فراہم کرکے اور توپخانہ ساتھ لیکر دروازہ ویل کے باہر مستقد پورہ اور کارمان تک فوج کو جاکر کھڑا کردیا۔

ادہر سے روہیلہ بھی قریب چار ہزار کے جمع ہوکر شاہ شبلی کی درگاہ کی پہاڑیون مین مورچے لگاکر انکے مقابل آڈٹے قریب تھا کہ ہنگامہ کارزار گرم ہو اور لوہے سے لوہا بجنے لگے اور ہزارہا آدمیون کے خون سے زمین رنگین ہو کہ راجہ ہنود لال بہادر نے سرداران عرب عبد اللہ بن علی مدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی ببہ بار جنگ کو روہیلون اور جوانان لین کے درمیان مین ڈالکر صلح کرادی۔ ؎ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

جنگ روہیلہ باعربان

سنہ ۱۲۱۲ھ آ

سنہ ۱۲۱۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان ایک سخت طرز پر لڑائی ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مین یاور جنگ کے مکان پر ایک روز عرب اور روہیلے اپنا اپنا قرضہ مانگنے آئے وہان فریقین مین بحث گفتگو سے سخت تکرار چلنے لگی اور طرفین کے چار جوان قتل ہوگئے۔

اس ہنگامہ کے ہوتے ہی شہر کے گلی کوچون مین ہنگامہ سخت برپا ہوگیا اور بہت سے

عرب رد ہیلون کے ہاتہہ سے مارے گئے آخرکار سرداران عرب نے راجہ چندولال کو نذرانہ معقول دیکر روہیلون کو شہر سے نکلوا دیا اب یہہ لوگ باہر دیہات کے زمینداروں کے پاس ملازمت کرتے ہین بہت سے اپنے وطن کو چلے گئے۔

اہل حدیث کا ملک دکن مین آنا

۱۲۵۵ھ مین تمامی ملک دکن مین اہل حدیث کا مذہب پہیل گیا۔ مولوی سید احمد صاحب کہ اس طریقہ نبوی کے زندہ کرنیوالے تھے اور شیر سنگہ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہوچکے تھے اونہین کے خلیفہ تمامی ملک ہند مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازون کے بدولت خراب ہورہا تھا لوگون کو بتلاتے اور تاریکی سے نکالتے پہرتے تھے جنکا اصلی مطلب یہہ تھا کہ اس پاک اور مقدس دین مین وبنا پرستون اور کاہلون کی بدولت جو جو نوایجاد خرابیان پڑگئی ہین وہ دفع کیجاوین اور وہی چشمہ صافی جسکی نہر آنحضرت صلعم نے نکالے تھے پہر مومنین کے دلون اور جگرون مین جوش مارے۔

چنانچہ انہین خلفا اہل حدیث مین سے دو شخص مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی سلیم صاحب وارد بلدہ حیدرآباد ہوئے اور اونہون نے یہان کی مخلوق کو راہ راست پر لانا شروع کیا اور اصلی احادیث کے ترجمے رسالون کے ذریعہ سے شائع کرنا شروع کئے علماء بلدہ حیدرآباد کو یہہ سچا آئین محمدی کب پسند آتا تھا اور وہ کب چاہتے تھے کہ مرشدزادون کے گنبدون سے جنکی بدولت اونکو بے ہاتہہ پاؤن ہلائے جنین سے روٹی ملتی ہے نکلکر سچے مذہب کو پہر شائع کرین اس سے تو اونکی عیش وعشرت مین خلل پڑتا تھا پس یہہ سب بلوہ کرکے ان دونون مولویون کے پیچہے پڑگئے۔ کسی نے شرک کے الزام لگائے کسی نے کفر کے فتوی دئے آخرکار انہن کے شورش کا تحمل مولوی ولایت علیصاحب سے ہوسکا آخرکار اوسکی دوسری جگہہ بہی اونکی جانیکی ضرورت پڑی اسلئے وہ یہان سے چلے گئے

مولوی صاحب نے کسیطرح سے مرشدزادہ مبارزالدولہ بہادر تک رسائی پیدا کی اور اونکو مکروہات دینوی کی خرابیان سمجھائین چونکہ مرشدزادہ بہادر عالم شخص تھے فوراً وہ ساری حقیقت پر ماہر ہوگئے اور خود اونکے یہان اونکے حکم سے جو جو کام بدعت کے ہوتے تھے وہ سب بند کرا دئے کہتے ہین کہ تین سو شعلی صرف اس کام پر نوکر تھے کہ وہ درگاہون پر روشنی کیا کرین یہہ سب موقوف کئے گئے ۔ اور مولوی سلیم صاحب کے تعلیم نے اوسپر ایسا اثر کیا کہ مرشدزادۂ بہادر کو سوائے تحقیق مسائل اصلی شریعت محمدی کے اور کوئی بات پسند نہ آتی تھی اور نہ کسی کی بات سنتے تھے نہ کسی کی بار بار بی اونکے پاس تک ہوتی تھی ۔

سامان تسخیر سلطنت ہند

یہی کام ایک اس گروہ نے اپنی بربادی کا کیا مناسب تو یہ تھا کہ جس آزاد اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت مین اونکو یہہ آزادی ملی تھی اوسکی خیرخواہی مین جان لگا دیتے اور اوسکے استحکام کو اپنے سچے مذہب اور سچے دین کا استقلال سمجھتے کیونکہ اب دین اسلام کے لئے حکومت کی کوئی ضرورت نہین رہی تھی اوسکی سچی تعلیم اور سچے جذب مقناطیسی نے اپنے فطرتی آئین کو خلق اللہ کے قلوب مین پورا پورا اثر ڈالدیا تھا پھر تلوار سنبھالنے کی کیا ضرورت تھی حکومت کس لئے درکار تھی ۔ افسوس ہے کہ وہ آزادی بہت جلد انکے ہاتھون سے نکل گئی اور گورنمنٹ انگریزی اس فریق کے دشمن ہوگئے کہ جنکے بیٹھنے والے پھر سجادے سنبھالکر بیٹھ گئے اور پھر وہی حالت بگڑی کی بگڑی ہوئی اب تک موجود ہے ۔

ان مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادۂ مبارزالدولہ بہادر کو سمجھایا کہ دنیا مین بادشاہونکا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب اونکی سلطنت ضعیف ہونے لگی اور فوج ملازم سے کچھ کام نہ نکلسکا تب اونہون نے ایک نیا مذہب ایجاد کرکے بہت سے لوگون کو فراہم کرلیا اور ایک پیر

تعصب فوج بنالی اور اوسی کے ذریعہ سے بڑے بڑے سلطنتون کو غارت وتباہ کرکے اپنی حکومت کا نقشہ جمالیا ہے اگر جناب عالی اس طریقہ کو قبول فرماوین تو دو لاکھہ آدمی جو دلی ۔ پیشاور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت ۔ حیدرآباد ۔ مین اس طریقہ کے پیرو ہین سب آپ کی جان نثاری پر موجود ہوجاوین گے اور آپ کو امیرالمومنین وخلیفۃ المسلمین خیال کرکے ہمراہ رکاب رہین گے ۔ بس پھر حضور جس طرف جس ملک کو چاہین گے مفتوح کرسکتے ہین ۔

آخرکار ایسی باتون نے مزاج مرشدزادہ بہادر کا پھیر کر اپنا معتقد کرلیا چنانچہ مرشدزادہ بہادر خود مسجد کو ٹلہ عالیجاہ مین رونق افروز ہوکر وعظ کرنے لگے اور اسی طرح سے اہل حدیث کے رسالے شروع بانٹنے لگے ۔

مولوی سلیم صاحب نے جا بجا خط بھیجکر اپنے ہم عقاید لوگون کو فہمایش کردئے کہ ایک خاص تاریخ مین تمام مقامات پر ہر ہر کاڈن اور شہر مین اس طریقہ کے پیرو جمع ہوکر ہنگامہ برپا کردین اور اگر کار تلوار درمیان مین آوے تو اوس سے بھی دریغ نہ کرین ۔

نواب غلام رسول خان والی ملک کی تیاری

نواب غلام رسول خان والی تمر گرنول جو نواب الف خان بہادر مرحوم کے بیٹے تھے اونہون نے بھی اس فرقہ کی وضع پسند کی اور پردہ اتواب وگولہ وبنادق وبارود بیشمار سامان جنگ مہیا کرلیا ۔

اظہار انتظام بغاوت

وقتاً بندر بمبئی سے اس بندوبست کی خبر صاحبان انگریز بہادر کو لگ گئی اور وہان سے حسین ساگر سکندر آباد مین پہونچی اور دستاویزات مہری مولوی سلیم کے دستیاب ہوگئین جس سے اس معاملہ کا شاراحال معلوم ہوگیا ۔

آخرکار رسیڈنسی اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی حاضر دربار جہان مدار ہوے

اور مفصل کیفیت بیان کی حضور پر نور کو اس معاملہ سے سخت حیرت اور استعجاب ہوا اور یہہ مشورہ ٹہراکر جمعیت سرکار عالی مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر کے مکان پر جاوے اور اونکو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کر دئے۔ چنانچہ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو نواب مبارز الدولہ بہادر قلعہ مہدنگر مین داخل کئے گئے اور بجائے حصول سلطنت کے خدا کے دربار سے قلعہ گولکنڈہ مرحمت ہوا۔ مولوی سلیم صاحب اور اونکے مرید دائم الحبس کئے گئے اور ممالک محروسہ مین اہل حدیث کی تلاش ہونے لگی جہان کہین پتہ لگا بند کئے گئے۔ اگر ایک ہفتہ اس راز کو پوشیدہ رہنے پر اور گذر جاتا تو ہند کی مخلوق پر عجب آفت آجاتی ادہر نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول نے گیارہ سو ضرب توپ تیار کرائین نہین اور بیشمار و بے انتہا گولہ بارود ایک لاکھہ روپیہ کا مدراس سے منگوایا تھا اسلئے اونکی آفت بھی آپہونچی۔

ریاست قمرنگر کرنول کا قلع قمع

جب مبارز الدولہ بہادر کا انتظام ہوگیا تب کڑپہ سے انگریزی پلٹنین کرنول پر پہونچین اور نواب غلام رسول خان سے کہا کہ ہم قلعہ کا ملاحظہ کرینگے۔ نواب نے مناسب وقت جانکر قلعہ کو خالی کردیا مگر قریب آٹھہ سو روہیلے اور عرب لیکر زہرہ بیٹھہ مین جا بیٹھے لیکن جمعیت انگریزی نے اون پر توپین ماریں اور سخت لڑائی ہونے لگی دونون طرف سے بیشمار لوگ قتل ہوے آخرکار نواب غلام رسول خان گرفتار ہوگئے انگریز اونکو میانہ مین سوار کرکر جینا پٹن کو لیچلے۔ نواب نے راستہ مین چاہا تھا کہ مذہب عیسائی قبول کرلون شاید اس طرح انگریز مجھکو پھر مسند ریاست پر بٹھلا دین گے مگر چیکہ خان مذکور نے نصیحت کی۔ نواب نے گالی دی اوس نے بھر دسنے گالی کے نواب مذکور کو جدہر سے قتل کر ڈالا اور یہہ قصہ اسطرح تمام ہوگیا تمام مال و اسباب ضبط سرکار ہوا اور ملک اٹھارہ لاکھہ روپیہ محاصل کا جو ممونہ سلطنت تھا ذرا سی مخالفت

انڈیشی مین اس طرح برباد و تباہ ہوکر صاحبان انگریز بہادر کے تسلط مین چلا گیا نواب کے
پس ماندگان کو سرکار سے کچھ روزینہ ملتا ہے اور اونکے بھائی بھی تنخواہین پاتے رہے
فرزند نواب وظیفہ لینے پر اس قرضہ سے راضی ہوے کہ شاید اون کے باپ کی ریاست
بہراونکو ملجاوے گی۔ افسوس ہزار افسوس۔ سنہ ۱۲۵۴ھ مین تین مرشد زادیون کی ۱۸۵۴ء
شادیان ہوئین ان شادیون کے جشنون مین اکثر امرا کو خطاب و جاگیر و علم و نوبت
و نقارہ سے سرفرازی بخشی گئی۔

نواب منیر الملک بہادر کی وفات اور راجہ چندو لال کی وزارت اور دیوانی

سنہ ۱۲۵۴ھ مین نواب منیر الملک بہادر دیوان مدار المہام نے وفات پائی سنہ ۱۲۵۴ھ
چونکہ نواب مرحوم کے اخراجات آمدنی سے زیادہ رہتے تھے اسلیے پچیس لاکھ
روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال فرمایا حضور پر نور نے یہہ قرضہ ادا کردیا لیکن ان کی
کل جائداد مع تالاب میر عالم بطور کفالت نزول کرلی۔ اور بیشتر جاگیر پرورش
خاندان کے لئے چھوڑ دی اس زمانہ مین اس خاندان کے افسر نواب سراج الملک
فرزند صغیر نواب منیر الملک بہادر تھے سنہ ۱۲۶۳ھ مین کل جائداد حضور پر نور نے
نواب سراج الملک بہادر کو واپس کردی۔

بعد وفات نواب منیر الملک بہادر کو راجہ چندو لال مدار المہام اور دیوان ریاست
مقرر ہوے گو وہ سابق سے بھی عہدہ دیوانی کے اقتدارات عمل مین لایا کرتے تھے
مگر اب بے کھٹکے کل ریاست پر حکم چلانے لگے۔

چند سال تک انکی دیوانی رہی ان کے داد و دہش بے انتہا کے باعث معاملات
ریاست ایسے بدترین حالت پر پہونچ گئے کہ آئندہ مدار المہام سے بھی اونکا دفعیہ نہوسکا

نواب سراج الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوے

جب راجہ صاحب سے عنان انتظام سلطنت نہ تھم سکی اور کارروائیان ایسے پیچیدہ آگئین کہ فطرتی عقل گم ہونے لگی تب مجبور ہوکر مدار المہامی سے استعفا دیدیا اور عہدۂ دیوانی مدار المہامی کی یہ حالت ہوگئی کہ امیرون کے گھر گھر مارا پھرتا تھا کوئی اوسکو قبول نہین کرتا تھا آخر کار یہہ کام جس خاندان کا تھا اوسی مین جاکر ٹھہرا یعنے نواب سراج الملک بہادر خلف نواب منیر الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوے - اس تیز فہم اور معاملہ شناس وزیر نے ہر چند چاہا کہ ریاست کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کرے اور ملک کو بربادی سے بچاکر سرسبزی و شادابی پر پہونچا دے مگر راجہ چندو لال کی بے انتہا بے اعتدالیون کے باعث اس نئے انتظام کا چلنا دشوار ہوگیا - ملک کی عجب افسوس ناک حالت تھی - بدانتظامی حد سے بڑھی ہوئی تھی تعلقات اور اضلاع اور صوبے لوگون کو گتہ پر دیے جاتے تھے یہہ گتہ دار رعایا پر جیسا ظلم چاہتے تھے وہ کرتے تھے اور جس طرح بن پڑتا تھا روپیہ فراہم کر لیتے تھے - یہہ بھی اعتبار نہ تھا کہ گتہ دار اپنی مدت معینہ تک گتہ دار رہیگا آج ایک کے نام گتہ ہوا اور اوس سے رقم گتہ جو کچھہ وصول ہوے وہ لے لی گئی کل دوسرا گتہ دار مقرر ہوگا ان گتہ دارون مین بھی خانہ جنگیان ہوتی تھین - خزانہ بالکل خالی پڑا تھا ریاست کو کوئی ساہوکار بجز عربون کے قرضہ تک نہ دیتا تھا بے اعتباری حد سے بڑھی ہوئی تھی ایک ہر یونگ ہو رہی تھی - ملک پر لوٹ تھی پڑ رہی - جو کچھہ جسکے ہاتھہ لگ جاتا تھا وہ کھا بیٹھتا تھا - ان تمام خرابیون کا نتیجہ یہہ ہوا کہ نواب سراج الملک دیوان کو مجبوراً فوج کنٹنجنٹ کے خرچہ کے لئے ملک برار انگریزون کو دیدینا پڑا اگرچہ خود حضور اور اہل دربار اس ملک دہانی سے از حد ناراض تھے لیکن وزیر کو یہہ ملک دیدینا ہی پڑا - اہل الرائے اور ہماری تاریخ کے پڑھنے والے اس مقام پر خیال کرینگے کہ اسپر آشوب زمانہ مین کس چیز کی ضرورت اس ملک و ریاست کو لاحق ہوئی - بیشک ایسا شخص

درکار ہو کیا جو انتظامی و اخلاقی لیاقت درجہ کمال تک رکھتا ہو۔ بے نظیر روشن رائے ہو۔ ملک اور رعایا کا خیر خواہ اور بادشاہ کا دلدادہ ہو۔ بعدیل دانشمند ہو۔ جو ایسے زمانہ پر شور و شغب مین ملک کو تاراجی سے بچا وے امن چین قائم کرے رعایا بر ایا کی خوشحالی کو ترقی دے۔ پس خداوند کریم نے ملک دکن کی اس دعا کو قبول فرمایا اور ایسا ہی شخص سرزمین دکن مین پیدا کر دیا جسکا ذکر خیر آئندہ آتا ہی

نواب سراج الملک بہادر کی وفات

آخر کار نواب سراج الملک بہادر دس برس عہدۂ دیوانی کو انجام دیکر اور زر خیر ملک برار انگریزون کے حوالے کر کے ۱۲۶۹ھ مین انتقال کر گئے یہہ بہت نیک اور معتبر شخص تھے اگر ملک مین سخت بدنظمی نہ ہوئی تو وزارت کرنیکے لئے بہت اچھے تھے

نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول کی وزارت اور ملک دکن کی سرسبزی

بعد وفات نواب سراج الملک بہادر دیوان کر نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ بہادر نے اونکے بھتیجے نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول کو خلعت وزارت عطا فرمایا۔ یہہ وہی وزیر پر تدبیر اور مشیر بے نظیر ہین۔ جنہون نے ملک دکن کو گرداب غارت و تباہی سے نکالکر اوس بے حد ترقی عروج سرسبزی شادابی مرفہ الحالی پر پہونچا دیا جسکو آج ہماری آنکھین دیکھ رہی ہین۔ شروع سال وزارت سے ہی مختار الملک بہادر نے کمر ہمت چست باندھی کہ ملک کو انواع انواع پیچیدگیون اور طرح طرح کی الجھنون سے نکالکر انتظام سلطنت درست کیا جاوے چنانچہ مختار الملک بہادر نے سب سے پہلے عربونکا زور توڑنا شروع کیا جنکے قبضہ مین ملک کی بہت بڑی آمدنی تھی اور سارے ملک پر اونکا رعب چھایا

ہوا تھا۔ بہت سے جاگیرون پر اونکا قبضہ ہوگیا تھا۔
دوسرا۔ انتظام یہہ کیا کہ ٹھیکہ داری کا انتظام فناکرکے سرکاری اہلکار اور تعلقدار مقرر کئے۔
عربون کا قرضہ ادا کرکے اونکا موقوف کرانا شروع کیا لارڈ بہادر کے تعلقدارون سے پندرہ لاکھہ روپیہ کا ملک واپس کرلیا تیرہ لاکھہ روپیہ کا علاقہ سردار عرب عمرخان عوض سے مسترد کرلیا۔
غرضکہ اس پہلے ہی سال مین چالیس لاکھہ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ سرکار نے چھڑالیا اور دو ہزار عرب اور روہیلے فوج سے برطرف کردئے گئے۔ ایک عرب نے شہر مین فساد مچایا مگروہ گرفتار ہوکر خارج البلد کیا گیا۔
اسی سال ایک فوج کنٹنجنٹ کی روہیلون کی سرکشی کے فرو کرنے کو بھیجی گئی اور ایک فوج اور چار توپین کوہاٹ کی سرکشی کو دبانے کے لئے بھیجی گئین۔
۱۲۷۱ھ آ ۱۲۷۱ھ مین ملک مین قحط پڑا جسکے لئے عمدہ انتظام کیا گیا اور خلق اللہ کو تکلیف و اذیت سے بچایا اسی سال غلہ داری کے طریقہ کو بالکل موقوف کیا گیا اور تشخیص مالگذاری کے لئے معتبر اور دیانتدار اہلکار مقرر ہوئے۔
۱۲۷۲ھ مین ملک سرسبز و شاداب نظر آنے لگا خزانہ عامرہ سلطانی مین رقم جمع ہونے لگی آمدنی بہت کچھہ بڑھگئی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ ہوگیا اسی سال بردہ فروشی بھی بند کردئے گئی۔
۱۲۷۳ھ آ ۱۲۷۳ھ مین ملک ہند مین غدر مچ گیا اور انگریزون کے اور چار طرف سے آفت برپا ہوگئی فوجین باغی ہوگئین اور خود اپنے افسران کا گلا کاٹنے لگین چین چان امن وامان بالکل کافور ہوگیا تار ٹوٹ گیا ڈاک اٹک گئی۔ ریل لٹ گئی جسکی لاٹھی اوسکی بھینس ہونے لگی۔ حتی کہ باغیون کو نظر حیدرآباد وکن پر پڑنے لگی۔

وفات نواب حور شید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

اسی ہنگام پر آشوب مین نواب نظام الملک آصفجاہ ناصر الدولہ بہادر نے ۲۳ رمضان ۱۲۷۳ھ مین انتقال فرمایا مرقد مبارک نواب مغفور کا صحن مکہ مسجد مین بنایا گیا اور آپ کا لقب غفران منزل رکھا گیا تیس سال حکومت کی۔

عمارات یادگار عہد نواب ناصر الدولہ بہادر

نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین پل دریائے موسی واقع بیرون دروازہ چارکمان بصرف پچاس ہزار تعمیر کیا گیا یہ پل باہتمام میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ اور لبعی راجہ چندو لال ۱۲۹۵ھ مین تعمیر ہوا۔ اور چارمینار کی عمارت کی درستی کرائی گئی جسکا ذکر سابق مین کیا گیا ہے۔ راحت محل بھی تعمیر ہوا علاوہ اس کے بہت سے چاہات و دیگر عمارات و باغات تعمیر ہوے۔

نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کی اولاد

ایزد تعالے و تقدس نے نواب غفران منزل کو دو فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے اول۔ نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر کو بعد وفات نواب غفران منزل کے مسند نشین ریاست ہوئے۔

دوسرے نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر۔

ذکر سرانجام نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصف جاہ خامس

بعد وفات نواب ناصر الدولہ بہادر کے نواب نظام الملک آصفجاہ افضل الدولہ بہادر سریر آرائی دولت ہوے۔ اس جلسہ مسند نشینی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی حاضر دربار ہوے اور مبلغ گذرانی۔

ایام عذر ۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۷ء کے حالات

جب صاحب عالیشان وکیل انگریزی دربار سلطانی سے نکل کر کوٹھی رزیڈنسی پر پہونچے تو نواب گورنر جنرل بہادر کا تار آیا کہ دہلی باغیون نے فتح کرلی اور وہان کے بہت سے انگریز قتل و برباد ہو گئے۔

رزیڈنٹ نے یہہ خبر نواب مختار الملک بہادر سے بیان کی۔ آپ نے کہا یہہ خبر حیدرآباد مین تین روز سے مشہور ہے اس عذر کے بدولت جو جدید انتظامات مدار المہام نے شروع کئے تھے سب دھیمے پڑ گئے اور یہہ فکر پڑی کہ کسی طرح ملک مین ہنگامہ برپا نہونے پاوے۔ ادھر صاحبان انگریز بہادر سخت اضطراب کی حالت چھائی ہوئی تھی۔ گورنر بمبئی نے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ اگر اسوقت نظام نے بھی بیوفائی کی تو ہمارا کچھہ ٹھکانا نہین ہے۔ نواب مختار الملک بہادر اور حضور پرنور کو ایسی حالتمین سخت تفکر تھا لیکن نواب مختار الملک کی دانشمندی اور حلم نے سب کام درست کر دئے حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر کو کامل یقین تھا کہ انجام کار پھر سرکار انگریزی کی فتح ہوگی اور پھر تسلط اور وہی برٹش حکومت ہوگی باغیون سے کچھہ نہوگا اسلئے پہلے دن سے بھی حضور پرنور نے انگریزون کی طرفداری مین قدم بڑھایا اور اپنے لائق و دانشمند وزیر کو حکم دیا کہ سرکار انگریزی کی بھی خیرخواہی اور امداد کامل طور سے کرین اور ہر طرحسے انگریزون کی حفاظت اور نگہبانی کیجاوے۔ چند بدمعاشون نے اورنگ آباد سے آکر شہر مین مفسدہ پھیلایا اسی لئے نواب معتمد الملک بہادر نے حکم دیا کہ شہر مین جو شخص عذر انگیز وعظ کرتا ہوا نظر آوے اوسکو اوسی جگہہ فوراً گولی مار دیجاوے۔ اس تدبیر کا تیر ٹھیک نشانے پر لگا اور اس انتظام سے

ملک دکن اس زلزلہ سے بچگیا اور عذر نہونے پایا۔

تاریخ پڑھنے والے خیال کرسکتے ہین کہ ایام عذر ۱۸۵۷ء مین ملک ہند مین کیسا کچھہ قتل وغارت ہورہا تھا اوس وقت دنیا کیسی تاریکی مین پھنسی تھی اور کیا اندھیر مچا ہوا تھا کلکتہ سے لیکر دہلی تک عجب سناٹے کا کام تھا ہلکارہ درسندیہ کی فوجون نے کچھہ پھر پھری لی تھی لکھنو اور دہلی باغیون کے بھاری مرکز تھے بوڑھے بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ پنشن خوار سرکار انگریزی اب جدید تیموریہ سلطنت کا ڈھیر ڈالکر بادشاہ ہندوستان بن بیٹھے تھے جنکی سلطنت کا یہہ انتظام تھا کہ چاردن طرف لوٹ مچ رہی تھی انسان کی جان جس پر سلطنت کا دارومدار ہے جابجا سفت سے لیجاتی تھی امن وامان کا نشان نہ تھا چارطرف ویرانہ اور بربادی وقتل وغارت نظر آتا تھا۔

لیکن الحمد للہ کہ ملک دکن اس وزیر نیک تدبیر کے زیردست انتظام کی بدولت اس آفتاب دخونریزی سے بچگیا۔

رزیڈنسی پر باغیون کا حملہ

جائے غور ہے کہ باوجود سخت انتظام کے بھی چند بدمعاشون نے کوٹھی رزیڈنسی پر حملہ کیا اور نواب مختار الملک بہادر اور حضور پر نور کو دھمکی دی کہ اگر انگریزون سے نہ لڑوگے تو حیدرآباد کے لوگ تم دونون کو مار ڈالینگے رزیڈنسی پر جب قریب پانسو رہیلون نے لبسرکردگی طرہ باز خان ومولوی علاؤالدین خان حملہ کرنا چاہا تو نواب مختار الملک بہادر نے پہلے ہی سے کرنیل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ کو اس خبر کے سنتے ہی اطلاع کردی چنانچہ اوسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ مقابلہ بہت مستعدی سے ہوا اور باغیون کو شکست ہوگئی اور وہان سے بے نیل مرام واپس چلے آئے۔

رزیڈنسی کے سلامتی کے باعث نواب فخار الملک بہادر اور حضور پر نور افضل الدولہ بہادر کو بہت کچھ استقلال ہو گیا فوج کنٹنجنٹ نے رزیڈنسی کو مضبوط کر لیا۔ طرہ باز خان اور علاؤالدین خان گرفتار ہو گئے طرہ باز خان نے قید سے بھاگ جانیکا ارادہ کیا تو اوس کے گولی مار دی گئی اور مولوی علاؤالدین خان کالے پانی بھیجے گئے۔

سنہ ۱۱۷۴ھ آخر کار سنہ ۱۲۷۴ھ مین غدر فرو ہونے لگا اور جا بجا سے انگریزی فتحیابیون کی خبرین آنی لگین اور بہر ملک پر انگریزی قبضہ ہو گیا اور یہہ ملک ہندوستان کمپنی کے تصرف سے نکل کر خاص شاہی حکومت مین شامل ہو گیا۔

حضور پر نور کے نام لارڈ کیننگ بہادر کی چٹھی

جب کافی طور پر انگریزی تسلط ملک ہند پر پھر قائم ہو گیا اور امن و امان کا جلوہ نظر آنے لگا تب لارڈ کیننگ بہادر وسیرائے گورنر جنرل کشور ہند نے حضور پر نور کی خدمت مین ایک خاص چٹھی لکھی جسمین لکھا کہ۔

ایسے نازک وقت مین جو وفاداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوس کے نہایت شکر گذار ہے۔ اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان خدمات کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کیجاوے گی۔

نواب مختار الملک اور صاحب رزیڈنٹ بہادر پر قاتلانہ حملہ

سنہ ۱۲۷۵ھ سنہ ۱۲۷۵ھ مین نواب مختار الملک بہادر اور کرنیل ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ دربار سلطانی سے واپس آئے تھے کہ ملاقات کے کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی ایک شخص جہانگیر خان نامی نے دونون پر قراہین کا فیر کیا مگر خدا کے کرم سے یہہ دونون صاحب بچ گئے اور وہ شخص تلوارون کے نیچے لیلیا گیا مگر نا ہم ایک چیخ

تک زندہ رہکر مرگیا کچھ حال اوس سے نہین معلوم ہوا کہ کسکی ترغیب تھی۔

حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی اور اوسیوقت خود بنفس نفیس سوار ہوکر فوج کے حلقہ مین رزیڈنسی تک تشریف لے گئے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو صحیح وسالم پہونچا آئے۔

حضور پرنور کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے طرف سے خطاب آیا اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ۔ دہاراسیون۔ مع شورا پور واپس ہوئے

سنہ ۱۲۷۶ھ سنہ ۱۸۵۹ء مین گورنمنٹ انگریزی نے حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر کو خطاب (نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) عطا فرمایا اور ایک لاکھ روپیہ کے قیمتی تحائف ارسال کئے اور پچاس لاکھ روپیہ جو سرکار انگریزی کے حضور پرنور پر قرض تھے وہ چھوڑ دئے اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ دہاراسیون۔ مع شورا پور کے جو برار کے ساتھہ سرکار انگریزی کو دیدئے گئے تھے وہ پھر مسترد کرکے سرکار عالی کو دیدئے گئے۔

نواب مختار الملک بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لئے بھی سرکار انگریزی سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف عطا ہوئے۔

درستی سلطنت دکن کا انتظام پھر شروع ہوا

بعد اس واقعہ وحشر انگیز غدر کے پھر از سر نو سرسبزی و شادابی کا انتظام شروع ہوا اضلاع مسترد نلدرگ۔ رائچور۔ شورا پور وغیرہ انگریزی قانون پر رکھے گئے۔

حضور پرنور چند مفتریون کے اغوا سے اس بندوبست کو پسند نہین فرماتے تھے لیکن آخرکار کھل گیا اور وہی انتظام حضور نے پسند فرمایا اور نواب مختار الملک بہادر کو بیش قیمت خلعت عطا ہوا اور اسطرح پر حضور انور اور نواب مختار الملک بہادر

مین باہمی صفائی ہوگئی۔

قحط سالی

سنہ ۱۲۷۸ھ مین ملک دکن مین بارش نہونے کے سبب قحط پڑگیا اور غریب غربا بہت مصیبت آگئی۔

حضور پرنور نے اپنی رعایا پر ترس کھاکر یہ انتظام کیا کہ کلکتہ سے چاول منگواکر غریبون کے ہاتھ کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کیا پانچ لاکھ روپیہ کے قریب اس مین صرف ہوئے۔

سنہ ۱۲۸۰ھ مین حضور پرنور نے ایک مجلس مالگذاری حیدرآباد مین قایم کی لیکن چندسال بعد وہ شکست کردئے گئی اور اور صدر المہام مالگذاری کا محکمہ قایم کیا گیا

دوبارہ قحط سالی

سنہ ۱۲۹۱ھ مین پھر ملک دکن مین قحط پڑا اوس کے انتظام مین بھی حضور پرنور کے طرف سے پانچ لاکھ صرف کئے گئے اور پیدل اور سوارون کی تنخواہ مین اضافہ کردیا گیا۔

حضور پرنور اور نواب مختار الملک بہادر کے باہمی معاملات

سنہ ۱۲۹۳ھ مین نواب مختار الملک بہادر نے ایک مجبوری کے باعث استعفا پیش کرنیکی اجازت حضور پرنور سے چاہی۔ قاعدہ ہے کہ اس قسم اور زبردست انتظام کے زمانہ مین مفت خوارون کی روزی مین خلل آجاتا ہے خصوصاً نواب مختار الملک کے عہد مین تو سلطنت کے لٹیرون کا جنکو دوسرے طور پر گرفتار نہ کرسکے تھے انتظام سابق مین ہم لکھ چکے ہین خاص کر انتظام کیا گیا تھا وہ تو سب کے سب اس انتظامات سالار جنگی کے تحقیقی دشمن تھے۔ اسی ذیل کے لوگون نے چند باتین حضور پرنور کو سمجھائی تھین جس سے نواب افضل الدولہ بہادر گو اپنے وزیر سے ناراض ہوگئے

اور اسی ناراضی کی وجہ سے حضور پر نور نے لشکر منگ کو جو نواب مختار الملک بہادر کا بدخواہ تھا اپنے اور وزیر کے درمیان مین وکیل مقرر کیا۔ یہی خاص باعث تھا کہ مجبوراً نواب مختار الملک بہادر نے وزارت سے کنارہ کش ہوجانا چاہا چنانچہ حضور پر نور کا حکم نافذ ہوا کہ تحریری استعفا پیش کرین مختار الملک بہادر نے تحریری استعفا بھیجدیا سر جارج پول صاحب رزیڈنٹ نے جب یہہ خبر سنی تو اونکو مختار الملک بہادر کی وزارت سے علحدہ ہوجانے مین طرح طرح کے نقصانات اور ضرر معلوم ہوئے چنانچہ رزیڈنٹ صاحب پہلے تو خاموش رہے اور خیال کیا کہ حضور پر نور خود راضی ہوجاوینگے لیکن جب معاملہ بالکل بگڑا ہوا پایا تب مجبوراً صاحب رزیڈنٹ بہادر نے حضور پر نور کو خط لکھا جس مین حاضر دربار ہونے کی اجازت طلب کی۔

چونکہ بسنت کی تعطیل تھی اس لئے بعد انقضاء تعطیل یہہ خط حضور مین پیش ہوا حضور پر نور نے نواب مختار الملک بہادر کو اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر بہادر کو قبل از دربار رزیڈنٹ کے پاس بھیجون کیونکہ رزیڈنٹ کا استقبال دی کرینگے اس سے ثابت ہوا کہ سر جارج پول دربار مین حاضر نہوئے۔ آخرکار امیر کبیر رزیڈنٹ کے پاس گئے۔ اور آنکہ روز بعد ملاقات کا دن قرار پایا۔ آخر صاحب رزیڈنٹ بہادر آئے اور تھوڑی سی ملاقات کے بعد چلے گئے۔ کوئی گفتگو نواب مختار الملک بہادر کے بارہ مین نہوئی پائی۔

لیکن آخرکار صاحب رزیڈنٹ کی بہت سی کوشش سے حضور پر نور مختار الملک بہادر سے راضی ہوگئے اور چند روز بعد ملکہ معظمہ قیصر ہند کے بھیجے ہوئے تمغے نواب مختار الملک بہادر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنے ہاتھ سے پہنائے اور خلعت بیش قیمت نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت ہوا اور اسطرح پر حضور کی ناراضی جاتی رہی

ملکی تقسیم اور اوس کا انتظام

اسی سال ۱۲۸۳ھ مین نہایت عمدہ اور زبردست انتظام سلطنت نظام کا نواب مختار الملک بہادر نے یہہ کیا کہ تمام ملک کو پانچ صوبون اور سترہ ضلعون پر تقسیم کر دیا۔ ہر صوبہ پر ایک صوبہ یعنے کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنے کلکٹر مع دو دو تین تین ماتحت تعلقدارون کے مقرر ہوے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مقرر کیا گیا۔

اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات اور صیغہ طبابت اور محکمہ صفائی اور سررشتہ تعلیمات قائم کئے گئے نواب مختار الملک بہادر کی جسقدر تعریف کیجاوے اور جہانتک اونکا احسان مانا جاوے وہ سب درست و بجا ہوگا کیونکہ اونہون نے بڑے بڑے لائق و فائق تجربہ کار و دانشمند لوگون کو اطراف و جوانب سے منتخب کر کر کے بلایا اور اونکی مدد سے اس اندھیرے گھر کو اُجالا کر دیا رہمہ برکنہ۔ جو آج ملک ہر مین اس قدر امان اور چین چان سرسبزی و شادابی کے ساتھہ نظر آتی ہے سب ہمارے نواب مختار الملک بہادر اور اون کے بے نظیر دانشمند کاربردازون کی شبانہ روز محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے انہین دانشمندون نے صدہا قانون بنائے۔ ہزارہا محکمہ جاری کئے۔ سلطنت کی بہبودی خیرخواہی اور رعایا کی خوشحالی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اوسی انتظام کی برکت ہے کہ آج ملک دکن مین انگریزی سلطنت سے کسی طرح امن و امان کم نہین ہے۔ اور کوئی محکمہ ایسا نہین ہے جو سرکار انگریزی مین ہو اور ملک دکن مین نہو ملک دکن خصوصاً حیدرآباد کے بھولے بھالے اور سیدھے سادے مخلوق دنیا کے اچھے چلن اور آداب و تمیز و تہذیب و طرز معاشرت اور آزادی سیکھنے لگے۔

ولادت حضور پرنور بندگان اعلی حضرت میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ

اسی سال نیم ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ کو اعلیحضرت سلیمان قدرت سکندر شوکت جمشید مرتبت رستم صولت خدیو زمان حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ

نظام الملک آصفجاہ سادس ادام اللہ فیضانہ حضرت حشمت مآب واحد الناس بیگم صاحبہ کے بطن مبارک سے تولد ہوئے۔

نواب مختار الملک بہادر پر قاتلانہ حملہ

سنہ ۱۲۸۴ھ

غرہ شوال سنہ ۱۲۸۴ھ خامس روز عیدین حسبوقت نواب سر سالار جنگ بہادر دربار کو جاتے تھے۔ ایک شخص نے بہادر مذکور پر برابر دو فیر بندوق کے کئے مگر حافظ حقیقی نے نواب سر سالار جنگ کو صحیح و سالم رکھا اور اچھی طرح سے دربار میں پہونچ گئے مجرم ۱۰ شوال سنہ مذکور کو قتل کیا گیا۔

حضور پر نور کو اپنے لائق وفائق وزیر کی جانبری پر نہایت مسرت حاصل ہوئی اور بہت کچھ صدقہ وغیرہ خیرات غربا کو تقسیم ہوئی۔

وفات حسرت آیات نواب افضل الدولہ بہادر

سنہ ۱۲۸۶ھ

۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۶ھ کو حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائے آپ کا مزار مقدس معن بکہ مسجد میں ہے۔ اللہ مغفرت کرے۔ تیرہ سال چند ماہ سلطنت کی۔

نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم خدا پرست دیندار موحد اور درویش دوست تھے علما فضلا و حفاظ کی بڑی توقیر کرتے تھے۔ سخاوت کا یہ حال تھا کہ انکی داد و دہش کے سامنے حاتم طائی کا نام مٹ گیا تھا جو شخص حضور حضور تک پہنچگیا سات پشت کے لئے مالا مال ہوگیا وہ وہ بیش بہا اور بے نظیر انمول چیزیں جو بڑے بڑے سلاطین روئے زمین کو مشکل سے دستیاب ہوسکتی تھیں اون کو حضور انور عام فقرا کو بے دریغ تقسیم کر دیتے تھے۔ اگر مختار الملک سا مدبر اور جزرس۔ کفایت شعار اور نگہبان وزیر نہوتا تو ممکن تھا کہ حضور حضور ایک روز سلطنت تک کو لٹا دیتے۔ اللہ نے اونکا دست کرم ایسا کشادہ پیدا کیا تھا

کہ کسی طرح کسیوقت نہین رکتا تھا۔ بڑے قوی ہیکل۔ خوبصورت اور زبردست جوان تھے اللہ مغفرت کرے اللہ مغفرت کرے۔

عمارات عہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفور

موسی ندی کا نیا پل افضل گنج آپ کے عہد مبارک بنا ہوا ہے۔ محلہ افضل گنج انہین حضور کے نام نامی پر آباد ہوا ہے۔ افضل المساجد افضل گنج آپ ہی نے تعمیر کرائی ہے جسکی شان و شوکت دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ شہر پناہ کا دروازہ جو موسی ندی کے نئے پل پر ہے آپ ہی کے عہد مبارک کا تعمیر شدہ ہے۔

اولاد حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر

آپ کی اولاد مین صرف ایک فرزند جگر بند نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر آصفجاہ وارث تاج و تخت ہین۔ علاوہ انکے چند مرشد زادیان بھی ہین۔

ذکر سریر آرائی نواب گردون قباب حضور پر نور اعلی حضرت میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ۔ نظام الملک آصفجاہ سادس خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جب نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا کو چھوڑکر عالم باقی کو رحلت فرمائے تو اوس وقت ہمارے بادشاہ جم جاہ کا سن و سال صرف تین سال سے کچھ زیادہ تھا جملہ ارکین سلطنت نے بالاتفاق ہوکر حسب مشورہ نواب مختار الملک بہادر حضور پر نور کو سریر آرائے دولت کردیا۔ اور نذرین دی گئین۔ ملکی انتظام کے لئے نواب مختار الملک بہادر مدار المہام اور نواب شمس الامرا بہادر کو ریجنٹ مقرر ہوے۔ اور تمام انتظام اونہین کے سپرد ہوا۔ صاحب عالیشان سے بھی بعض امور مین صلاح لیجاتی تھی جب یہانتظام ہوا۔ تو حضور پر نور کی تعلیم و ترتیب کا عمدہ اہتمام کیا گیا جس کا خیال گورنمنٹ ہند کو بہت کچھ تھا۔

ملک کی سرسبزی و شادابی

نواب نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر ادام اللہ فضلہ کے سریر آرائی سلطنت کے دوسرے سال کے اختتام پر یعنے ۱۲۸۸ھ کے وسط مین ملک اس رونق اور ترقی پر پہونچ گیا تھا کہ خزانہ بھرا ہوا تھا ملک کے سالانہ اخراجات سے بچکر خالص آٹھ لاکھ روپیہ کی بچت تھی اور تمام صیغے - پولس - تعلیمات - طبابت - مالگذاری - عدالت - وغیرہ نہایت سرگرمی سے جارے تھے - اسی سال مین کسیقدر قحط بھی نمودار ہوا جسکا انتظام مستعدی سے کر لیا گیا -

نواب مختار الملک بہادر کے دورۂ ملک اور سیر و سفر کا حال

سنہ ۱۲۸۷ف — سنہ ۱۲۸۷ھ مین نواب مختار الملک سب سے پہلے حیدرآباد سے باہر اورنگ آباد کو گئے اور ملک کا معائنہ کرنا شروع کیا اس دورہ مین صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی ہمراہ تھے مختار الملک بہادر بمبئی تک بھی گئے اور وہان گورنر بمبئی کے مہمان رہے بمبئی سے لوٹکر اورنگ آباد آئے اور یہان سے کان گانون کے طرف تشریف لے گئے وہان پر لارڈ میو صاحب بہادر وایسرائے گوانر جنرل ہندوستان سے ملاقات کی - اور پھر کچھ روز بعد نواب صاحب کلکتہ تشریف لے گئے اور وایسرائے بہادر کے مہمان رہے اسی سال گلبرگہ سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی -

نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ معظمہ نے نخاعطا فرمایا

سنہ ۱۲۸۸ف — سنہ ۱۲۸۸ھ مین حضور پر نور نواب گردون قباب میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ خلد اللہ ملکہ کے دیوان و مدار المہام نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے

سنہ ۱۲۸۹ف — (نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا - سنہ ۱۲۸۹ھ مین حضور پر نور کی طرف سے دوبارہ نواب مختار الملک بہادر لارڈ نارتھ بروک صاحب

گورنر جنرل کو ژ ہندوستان کے دربار مین شریک ہونے کے لئے بمبئی گئے۔ اسی سال شہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کی آمد آمد کی خبر عملداری نظام مین سنی گئی۔

شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کا استقبال

سنہ ۱۲۹۲ھ مین نواب مختار الملک بہادر حضور پر نور کے طرف سے شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے گئے شاہزادۂ ممدوح الصدر نے بہت سے تحفہ تحائف حضور پر نور کے لئے بھیجے۔ اور نواب مختار الملک بہادر کو بھی بہت سے تحائف عطا ہوئے۔ حضور کے طرف سے کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دئے گئے۔

افضل العلماء مولوی محمد زمان صاحب نضا کی شہادت

اسی سال حضور پر نور کے اوستاد جناب مولانا محمد زمان خان صاحب کو ایک شخص مہدی نے شہید کر ڈالا اس پر شہر مین مثل سابق ہنگامہ ہوتے ہوتے بچ گیا مہدیون کے سر پر قدیمہ آفتاب پیر آ پہونچی تھی مگر مختار الملک نے بڑی حکمت عملی سے اس ہنگامہ کو فرو کر دیا اور مجرم قتل کیا گیا بہت سے مہدی دار الحبس گئے

سنہ ۱۲۹۳ھ مین حضور پر نور کے طرف سے نواب مختار الملک بہر کلکتہ گئے۔ اسی زمانہ مین ڈیوک آف سدر لینڈ اور سدر شفیلد اور مسٹر نالیر حیدر آباد کی سیر کو آئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے ان عزیز مہمانون کی بڑی خاطر داری کی اور یورپ کو خصوصاً لندن آنے کے اون سے وعدہ کیا۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر یورپ و لندن

اسی سال لارڈ ناتھ بروک کی جگہہ لارڈ لٹن گورنر جنرل و دیسرائے کشور ہند مقرر ہوکر آئے نواب مختار الملک بہادر اونکے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے گئے اور وہین سے دوسرے روز لندن کے طرف جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ پچیس روز

بعد ملک اطالیہ مین پہونچے۔ شہنشاہ اٹلی اور پوپ صاحب سے ملاقات کین۔ شاہزادہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات کی یہہ شاہزادہ اب سلطنت اطالیہ کے شہنشاہ ہین۔ پھر یہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دارالسلطنت فرانس مین پہونچے۔

اسی روز شام کو نواب مختار الملک بہادر کا پانون ایک ہوٹل کی سیڑہی پر پھسل گیا جسکے صدمہ سے نواب صاحب کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی قریب بیس روز تک پیرس مین پڑے رہے اور پھر جہاز پر سوار ہوکر لندن کو روانہ ہوے اور تہوڑے ہی عرصہ مین وہان پہونچ گئے۔ پانون کو کچھہ تہوڑا ہی آرام ہوا تھا۔

بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے نواب مختار الملک کی دعوت کی اس دعوت مین بڑے بڑے جلیل القدر لوگ لندن کے شریک تھے۔

دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب صاحب کو اعزازی خطاب۔ ڈی سی ایل کا ملا ہوا۔ بعد ازان بارہ روز کے بعد نواب صاحب کو لارڈ سالسبری بہادر نے حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے حضور مین پیش کیا نواب مختار الملک بہادر نے حضور ملکہ معظمہ کو نذر گذرانی۔ اور شب کو حضور ملکہ معظمہ کے دسترخوان پر کہانا تناول فرمایا اس سے تین روز بعد مارکوئیس آف سالسبری نے نواب صاحب کی دعوت اسکے دوسرے روز نواب مختار الملک بہادر نے شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کی۔

بعد ازان یہان سے اسکاٹ لینڈ کو گئے اور بندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ زاہیم بروک صاحب کے یہان دعوت کہائی۔ شہر لندن کا آزادنامہ بھی ان کو عطا ہوا اور اس جلسہ مین نواب صاحب کے عدہ کارروائیون کی بے انتہا تعریف امراء لندن نے کی۔ نیپچر والون نے بھی آپ کو ایڈریس دیا۔

خلاصہ یہہ کہ تمام سرداران فاتالیان و اراکین سلطنت و رعایا برایا نجار و بیشہ وران

کے طرف سے نواب مرحوم کی ایسی عزت لندن مین ہوئی - جیسی آجتک کسی ہندوستانی رئیس کے نہین ہوئی تھی - دو مہینہ تک نواب مرحوم لندن مین رہے بعد ازان پیرس کو تشریف لائے یہان دو روز تک قیام کیا اور تمام چیزون کی سیر کر کے جہاز پر سوار ہوے - چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور اوس سے سولہ روز بعد بمبئی مین جہاز پر اترے - دوسرے روز حیدرآباد مین رونق افروز ہوے تمام بڑے چھوٹے لوگون نے آپ کی تشریف آوری پر نہایت دھوم دھام سے بے انتہا خوشی منائی -

حضور پرنور نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر کا سفر دہلی

سنہ ۱۲۹۳ف ۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ھ کو حسب اشتہار نواب وسرائے وگورنر جنرل بہادر کشور ہند حضور پرنور بندگان عالی مدظلہ العالی نہضت فرمائے دربار دہلی ہوے -

حضور پرنور کے ہمراہ اون کے دیوان مختار الملک بہادر کے علاوہ بہت سے امرا اور جلیل القدر کارپردازان سلطنت تھے ۴ ذالحجہ سنہ ۱۲۹۳ھ کو حضور پرنور اعلیحضرت دہلی پہونچے - اور شاہی سلامی سر ہوئی -

۶ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند تشریف لاے حضور پرنور نے مع صاحب رزیڈنٹ بہادر ودہ دار المہام ریاست اسٹیشن پر استقبال کیا دس ہزار سپاہ کے قریب حضور وسرائے کے ساتھ تھے -

۹ ذالحجہ سنہ مذکور کو حضور پرنور بندگان اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام وامرا جلیل القدر بغرض ملاقات وسرائے بہادر تشریف لیگئے - اور نواب شاہی سلامی سر ہوئی حضور نے ایک گھوڑا مع ساز وسامان تحفہ دیا -

۱۳ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل ووسرائے بہادر بغرض ملاقات بازدید

خیام حضور پر نور پر تشریف لائے۔ شاہی سلامی سر کی گئی اور نذرین دی گئین۔
۱۴۔ ذالحجہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے لئے۔ راجہ بنارس۔ راجہ بلون
راجہ جیپور آئے اور راجہ ہلکر والی اندور آکر واپس چلے گئے۔
۱۵۔ ذالحجہ سہ پر نور دربار قیصری مین تشریف لے گئے۔ تمام نواب راجے مہاراجے
وہان دربار مین فردکش تھے حضور پر نور کی کرسی لاٹ صاحب کی کرسی کی محاذی
تھی اور حضور کے دائین بائین امرا حیدرآباد تھے بعد اون کے تمام نواب راجے
اسپیچ پڑہی گئی جسمین بیان تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند خطاب قبول فرمایا۔
بعد اوس کے سلامی سر ہوئی۔ اس جلسہ مین تخمیناً تین لاکھ آدمی تھے۔
۱۹ ذالحجہ کو بیگم صاحبہ والی ملک بہوپال سے حضور پر نور نے ملاقات فرمائی۔
بعد درخواست اس جلسہ کے حضور پر نور بندگان اعلیحضرت ۲۲ ذالحجہ کو مراجعت فرمائے
بلدہ حیدرآباد ہوئے۔ اور ۲۷ ذالحجہ ۱۲۹۳ھ کو بلدہ مین پہونچ گئے۔ تمامی رعایا
ملک نے خوشیان منائین۔ مخلوق کثیر راستون پر مجمع تھی تمام شہر مین روشنی کی
گئی اور ہر طرح خوشی ہوئی۔

ملک برار کی واپسی کا ذکر کرنے سے لارڈ لٹن کی ناراضی

کیون نہین لارڈ لٹن سا شخص ایسی بات پر کیون ناراض نہوتا۔ فی الحقیقت لارڈ لٹن
تو فرشتہ سیرت وائسرائے تھے اور نہایت رحمدل مدبر اور منتظم۔ ذی اخلاق تھے
مگر نہین معلوم اونکو ہند کے ہوا نے کیسا اثر پہونچایا کہ کوئی کام اون سے اہل ہند
کی بہتری کا نہ بن پڑا۔ جنگ افغانستان اسکی شاہد ہے۔
نواب فخار الملک بہادر لندن مین صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان سے
اجازت لے آئے تھے کہ ہندوستان پہونچنے پر ملک برار کی واپسی کی نسبت گفتگو

شروع کیجاوے۔ چنانچہ قبل از دربار دہلی ایک تحریر بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نواب گورنر جنرل بہادر کی دفتر کو ارسال کی گئی تھی۔ اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب مختار الملک بہادر سے اپنی رنجیدگی ظاہر کی۔ نواب مختار الملک بہادر کو سخت ناگوار گذرا۔ مدتے اکہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل رہے نواب صاحب اور رزیڈنٹ بہادر کے درمیان تعلقات بہت خراب رہے اور یہہ زمانہ نواب صاحب کی زندگی کا بہت سختی سے گذرا۔ لیکن خداوند کریم نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ھ کے شروع مین سر اسٹوارٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد مقرر ہوے اور دہر مار کوئیس آف رپن وائسرائے و گورنر جنرل کشور ہند مقرر ہوکر آئے۔ فوراً وہ بدترین پالیسی دور ہوگئے اور نواب مختار الملک بہادر پر گورنمنٹ ہند کی پھر وہی مہربانی و اعتماد ہوگیا یہہ مبارک زمانہ لارڈ رپن کا ہندوستان کے بچے بچے کو یاد رہے گا ہر چھوٹے بڑے پر اس نیک مزاج وائسرائے کی نظر شفقت مبذول رہتی تھی۔ ہند کا ہر متنفس اس پیارے گورنر جنرل کو دل و جان سے چاہتا تھا۔ اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کے طرف سے نواب مختار الملک بہادر کو ایک مراسلہ پہونچا۔ جسمین گورنمنٹ موصوف نے اپنی بے انتہا عنایت اور اعتبار نواب صاحب کی وفاداری اور دیانت پر ظاہر کیا تھا۔ نواب سر سالار جنگ کو اس مراسلہ کے پہونچنے سے بے انتہا خوشی ہوئی

۱۲۹۸ھ

قحط سالی ملک دکن

اسی سال ۱۲۹۸ھ مین بڑا بھاری قحط بڑا جنوبی اضلاع پر بڑی مصیبت آئی تھی مگر بڑی تیزی سے اوسکا انتظام کردیا گیا۔

نواب مختار الملک بہادر بلا شرکت غیر منتظم سلطنت مقرر ہوئے

جب حضور پرنور دہلی سے مراجعت فرمائی بلدہ ہوئے تھے تو یہان پہونچنے پر نواب شمس الامرا بہادر نے انتقال کیا تھا اونکا عہدہ کوریجنٹی نواب وقار الامرا بہادر کو تفویض ہوا تھا اس سال نواب وقار الامرا بہادر نے بھی وفات پائی اور نواب مختار الملک بہادر یکہ و تنہا بلا شرکت غیری منتظم سلطنت قرار پائے۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر شملہ

سنہ ۱۲۹۹ھ مین نواب مختار الملک بہادر شملہ کو تشریف لے گئے اور نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات کی اس ملاقات سے غرض یہ تھی کہ حضور پرنور اعلیحضرت کے لندن تشریف لیجانے کے لئے انتظامات کئے جاوین۔ سنہ ۱۲۹۹ھ

بندگان اعلی حضرت کا دورہ

اسی سال سنہ ۱۲۹۹ھ مین حضور پرنور نے اورنگ آباد گلبرگہ۔ رایچور کا دورہ فرمایا ایک مہینہ تک یہہ سیر و سیاحت رہی بعد ازان بندگان عالی مدظلہ العالی مراجعت فرمائی بلدہ ہوئے۔

وفات نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ مختار الملک مدار المہام و دیوان سرکار عالی

اب حضور پرنور بندگان عالی اعلیحضرت کے سفر لندن کی طیاریان ہونے لگین۔ منشا یہہ تھا کہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کی سالگرہ کے روز حضور پرنور شریک دربار ہوین لیکن یہان قدرت نے اور کچھہ اپنا تماشا دکھلایا۔

انہین ایام مین ڈیوک آف ایڈنبرگ تشریف فرمائے رزیڈنسی ہوے۔ نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت بڑی دھوم دھام سے کی اور بڑے تکلف سے اہتمام کیا۔ ایک روز میر عالم بہادر کے مالاب پر ان صاحبان عالیشان کو دعوت دینے کا سامان تھا کہ نواب سر سالار جنگ کی طبیعت نصف شب کے بعد بگڑ گئی۔ حکیمون نے

ہفتہ بنایا دوسرے روز دن بھر ہر چند علاج و معالجہ کیا گیا مگر کچھ آرام نہوا آخر کار یہہ نامی گرامی وزیر دکن اپنی بے انتہا نیکیان اور نیکنامیان اور احسان خلق اللہ پر چھوڑ کر دوسرے روز دنیا سے سدھار گیا۔ آپ کی وفات ربیع الاول سنہ ۱۳۱۱ھ مین واقع ہوئی۔

حضور پر نور کو اپنے وفادار وزیر کی موت کا سخت رنج ہوا اور اشک حسرت ٹپکائے۔ انکا مزار حضرت میر مومن صاحب کے دائرہ مین بنایا گیا۔ لوگ انکی تربت پر عرضیان لکھہ کر لٹکاتے ہین۔ منتین مانتے ہین۔ عجب آدمی تھے۔ سلطنت دکن کی واقعی پرنس سمارک تھے۔

ہندوستان بھر کے تمامی اہل اسلام اور خصوصاً گورنمنٹ آف انڈیا کو نواب سر سالار جنگ کے انتقال سے کمال ملال ہوا۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ کے فرزندان دلبند

نواب مرحوم نے اپنی شہرت و نیکنامی کے وارث دو فرزندان رشید چھوڑے۔ بڑے نواب میر لایق علیخان بہادر جو بعد تخت نشینی حضور پر نور کے وزیر دکن ہوئے دوسرے نواب میر سعادت علیخان بہادر منیر الملک۔

راجہ نریندر بہادر کی منصرم مدار المہامی پر

بعد وفات نواب مختار الملک بہادر کے عہدہ دیوانی خالی ہوگیا مجبوراً سب سے زیادہ عمر رسیدہ دیکھہ کر راجہ نریندر بہادر نبیرۂ راجہ چندو لال کو منصرم مدار المہام مقرر کیا گیا۔

حضور پر نور اعلیحضرت نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر آصف جاہ سادس کی باضابطہ تخت نشینی

سنہ ۱۳۱۱ھ مین نواب مارکوئیس لارڈ رپن گورنر جنرل و وسرائے کشور ہندے

حیدرآباد مین تشریف لاکر حضور پرنور بندگان عالی متعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر مظفر الملک نظام الملک آصفجاہ سادس خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو باضابطہ مسند نشین ریاست کیا اور عنان انتظام سلطنت دست مبارک مین دیئے۔ بڑی دھوم دھام سے جشن ہوئے اور بے انتہا خوشی رعایا پر ابانی منائے۔

نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ عماد السلطنتہ کی وزارت و مدار المہامی

جب حضور پرنور نے باضابطہ جلوس فرمائے وسلطنت آراسے دکن ہوچکے تو دوسرے روز نواب میر لائق علیخان بہادر سر سالار جنگ دوم کو مدار المہامی کا عہدہ اور خلعت عنایت ہوا اور بہہ دیوانی جس گہر کی تھی اوسی مین پہونچی یعنے جن بقدار سے چار سال سے زیادہ اس عہدہ کو سر سالار جنگ ثانی نے سرانجام دیا مگر آخر کو کچھ ایسی پیچیدگیان آپڑین کہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو استعفا ہی دینا پڑا۔

امیر کبیر نواب سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر کی وزارت

سنہ ۱۳۰۱ھ مین نواب میر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت نے وزارت سے استعفا دیدیا لہذا بندگان اعلیحضرت نے نواب امیر کبیر سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے مشرف فرمایا آپ کی وزارت کے رکن اعظم ایک مدت تک مولوی مشتاق حسین صاحب امتصار جنگ رہے لیکن سنہ ۱۳۱۱ھ مین یہہ صاحب خارج البلد کئے گئے اور ان کے جانے کے بعد مولوی مہدی علیخان بہادر محسن الدولہ محسن الملک بہادر ریاست سے چلے گئے۔ اوس زمانہ سے اسوقت تک امیر کبیر ہی عہدہ وزارت پر سرفراز ہین۔

سنہ ۱۳۱۱ھ مین نواب لارڈ ڈفرن وسیرائے و گورنر جنرل ہندوستان حیدرآباد تشریف

لائے تھے اونکی خاطر تواضع مین بھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا گیا تھا۔ بڑی نوشی منائی گئی تھی۔ کرنل مارشل اونہین کی تشریف آوری کا نتیجہ تھے۔

نواب لارڈ لینڈاؤن ویسرائے ہند کی تشریف آوری

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ مین نواب لارڈ لینڈاؤن ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند حیدرآباد مین تشریف لائے اونکے خیر مقدم کی بھی بڑی خوشی منائی گئی۔ پولٹن عنا رزیڈنٹ ہین اس زمانہ مین انتظام سلطنت مین بہت کچھ عزل ونصب ہورہا ہے عجب ہنگامہ ہے۔ مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ ہوم سکریٹری سرکار عالی کے مقدمہ نے ساری ریاست کے انتظام مین گڑبڑ ڈالدی تھی لیکن الحمد للہ کہ حضور پر اعلیحضرت کی توجہ مبارک سے ملازمان سرکار وکاربردازان سلطنت کو یہ کچھ اطمینان ہوتا جاتا ہے۔

کیونکہ فتح نواز جنگ معطل کئے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد نواب انتصار جنگ بہادر یعنے مولوی مشتاق حسین صاحب وظیفہ یاب ہوکر ریاست کے حدود سے باہر تشریف لے گئے اور انکے چند ماہ بعد مولوی مہدی علیخان بہادر محسن الملک بھی پنشن لیکر ریاست سے علیحدہ ہوگئے اقبال علیخان صاحب بھی بار ملازمت سے سبکدوش کئے گئے اب نئے انتظام کا زور وشور ہے۔ نئی پارٹی کا اقبال چمکا ہوا ہے ریاست کی نئی کلین نئی سولین ہاتھون مین ہین یہ انی برکت چہار جہم برس رہی ہے آخر کار وزارت مین بھی انقلاب ہوا جو درحقیقت کوئی انقلاب نہین ہے کیونکہ نواب اعظم الامرا سراسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر وزیر اعظم چھ ماہ تک آرام کرین گے اور بجاے اون کے نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر منصرم کار رہین گے۔

تاریخ نظام اردو

حصہ سوم

مدیران و اسپیران و منصب داران و سرداران نیم مروب اقاغنہ و دہدویان قایم خالی و سکہ داران و سرداران
پلٹن ہائے بارگاہ ملازم سرکار کمندان و علما و فضلا و حکما و دیگر ارباب مدار آصفیہ ادام اللہ ملکہ و سلطنتہ کے احوال میں

مولوی محمد عبد الرحیم خان صاحب

حنفی السنمائی اسپوری نظر مدارس ضلع ورنگل صوبہ شرقی ملک سرکار عالی نے بغرض تفریح طبع اہالیان دارد
دکن خصوصاً بنظر تعلیم تعلیق متعلمان کالج اسکاٹ سرکاری ملک سرکار عالی کے بہت سے متفرق فارسی تاریخوں اور
سوانح عمریوں اور سفرناموں کا ترجمہ کیا تواریخ انگریزی وغیرہ سے تصنیف کیا

اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں

حاجی منشی نوشہ علی خان صاحب تاجر کتب بازار چارمینار سے قرضے
سطح اخبار حیدرآباد گزٹ میں بنہایت صحت صفائی و عمدگی کے ساتھ طبع کرایا
یہہ کتاب چھپکر شایع ہوئی غرض طبع محفوظ ہے

خاصکر مرشد زادگان کو عطا ہوتے تھے حضور پر نور کی بارگاہ سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔
حضور پر نور نے بارہا فرمایا کہ عہدہ دیوانی اپنے ہاتھ میں لو اور اس جلیل القدر کام کو انجام دو لیکن اس جوانمرد نے اس کام کو منظور نہ کیا۔ اعظم الامرا ارسطو جاہ کیطرف اشارہ کیا چنانچہ حسب الارشاد موصوف اعظم الامرا بہادر قلعہ دار سے طلب کئے گئے اور جب نواب مبارز الملک مغفرالدولہ انتقال کیا تب نواب اعظم الامرا بہادر دیوان و مدار المہام مقرر ہوئے۔

اس زمانے میں مبارز الملک کے مرنے پر ان کے بیٹے نوشیخ مرزا مغفرالدولہ قلعہ نرمل پر مسند نشین و دستار بند ہوئے تب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کی جمعیت پایگاہ بسر کردگی سردار الملک گھانسی میاں اور ان کی تادیب کے لئے بھیجے گئے یہ گھانسی میاں بڑے بہادر جری سپاہی تھے۔ فصل کمندی پر اس جنگ میں اپنے جوہر شجاعت خوب خوب دکھائے آخر کار جیت مانہ ہوئی نواب مغفر مآب سلیمان کے قبضہ میں مصروف اور مقام پنگل پر جیسن ہوئے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر نے ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حضرت مغفرمآب کے نہایت ملال خاطر ہوا بہت بیتاب ہوئے اور تین روز تک نہ کسی سے کلام فرمایا اور نہ انقضائے چہلم رنگ جمعیت دیکھا نہ سیر شکار کیطرف متوجہ ہوئے۔ نواب مرحوم کی لاش درگاہ مسیحین برہنہ حضرت میں دفن کی گئی اور پختہ مقبرہ و مسجد عالی و باغ وغیرہ بنایا گیا۔ الحال موجود ہے ہر سال عرس بھی دہوم دھام سے ہوتا ہے اور خلق خدا کو بریانی کھلائی جاتی ہے

نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر مغفور کے خلف ارشد **نواب شمس الامرا امیر کبیر محمد فخر الدین خان بہادر** اسوقت صرف گیارہ سال کے تھے اور حیدرآباد میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تھے جب انکے ملازمان قدیم حیدرآباد سے اور سی لشکر کے سردار دانہ قلعہ ادسہ سے حضور پر نور نے حکم دیا کہ مرشد زادہ جانشین بہادر امنقبال کے لئے جاویں اور اپنی عاری میں لے برابر بٹھا کر لشکر میں داخل کریں اور سپہ دونوں ملکر مرہٹہ دینے کے لئے دو چار ہوں چنانچہ بطبق حکم حضور دونوں نے حاضر دربار ہو کر نذریں دیں۔ بعدہ جب اطلاع مغفرمآب کیطرف جاتا تھا تو امیر کبیر بہادر بعینہ اعظم الامرا بہادر کے پہلو بہ پہلو عماری میں سوار ہوتے تھے۔ بعد عالم جنگ کہ لڑکے نواب شمس الامرا بہادر کی شادی اپنے اقربا قرار

مین ہوئی بعدہ حضرت غفرانمآب بنظر دوستی و انتظام امور دولت ہر تندزادی عالیقدرہ آدمن ان بخت کی شادی کرکے سرعزت و افتخار مرتبہ بلند پر پہونچایا اس شادی کی دھوم دھام کا حال لکھنا اغلب تحریر سے باہر ہے اسطرح نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر خاص اقربا سلطانی مین داخل ہوگئے۔ نواب مغفرت منزل سکندر جاہ کئی مرتبہ انکے فرزندان کی اسم اللہ خوانی کی شادی مین ان کے مکان پر گئے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل نے منصب پنجہزاری ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و شاہنشاہ معماری و پالکی جہاردار و ماہی مراتب و رسالہ سواران پاگاہ قدیم و بلا شرکت غیرے عنایت فرمایا۔ شادیانہ نالان برق کردار معزز کرکے بخطاب امیر کبیر عزت و توقیر بخشی اور جاگیر سیر حاصل یا دس لاکھ روپیہ کی بھی عطا فرمائی جس کے حالات زبان خاص و عام ہین۔

ان کے فرزندون مین سے ہر روز ایک صاحب دولت خانہ حضور مع لشکر حاضر رہا کرتے تھے اور ہر وقت و ہر لحظہ خبگی سامان گولہ بارود توپ بندوق طیار و مہیا رہتا تھا۔ یہ فوج ہر وقت اپنی دلیعہ جان نثاری کیلئے مستعد و سرگرم رہتی تھی۔ ایسی عزت حرمت کسی امیر کو نصیب نہ ہوئی جو نواب امیر کبیر بہادر کو خدا کے دربار سے عطا ہوئی۔ آخر کار ۱۲۷۴ھ مین دنیا فانی کو رخصت کرکے جنت کا راستہ لیا۔

اخلاق و عادات

صاحب شان و شوکت و شکوہ و انبوہ و جاہ و حشمت قدردان اہل کمال رفیق پرور مجیب شناس صاحب تصانیف علوم حکمت علی الخصوص علم ریاضی مین اوستاد کامل فن۔ بلند و ہیبت و جبروت کے اوستاد چنانچہ انکی تصنیف شمیہ ہیبت ہے۔ بہت سے مدرسہ شہر حیدرآباد مین جاری کرکے اوستاد معلم نوکر رکھے اور عام لوگون کو پڑھنے کی اجازت دی رکنکو جو انکے مدارس مین پڑھتے تھے دو روپیہ مہینہ وظیفہ بھی ملتا تھا سخاوت و حسنات کار خیر مین بھی بیمثل تھے۔ ایک لاکھ روپیہ سال خیرات کرتے تھے اور یہ رقم خاص ماہ رمضان المبارک مین صرف ہوتی تھی۔ بیت اللہ شریف مین بارہ مہینہ انکے طرف سے سبیل جاری رہتی تھی اونکے بنائے ہوئے عمارات مین ریواڑی خانہ عالیشان و عمارات مسکن و مقام خود علاوہ برین ہر ہر صاحبزادے کے لئے ایک بینظیر محل طیار کرایا تھا۔ باغ باری دی۔ و بیرون شہر عمارت جہان نما جو حضور پر نور کی سیرگاہ تھی مع تالاب بچہ و سڑک۔ مساجد بیشمار جنمین موذن و خطیب نوکر تھے۔ اور موضع شمس آباد کا قلعچہ و آبادی۔ تمام دنیا مین مخدومات سے ہین۔ اجرام فلکی کے علم

مدعا رسائل بھی بتلادیتے تھے جہاں بنا کی عمارت مین ایک یہ خوبی رکھی گئی ہی کہ جیسا آواز دہان سے نکلا فوراً ویسا ہی جواب ملتا ہی بیوقوف لوگ کہتے ہین یہان جن رہتا ہی مگر تعمیر کی خوبی کو نہین سمجھتے۔

چار فرزندان اپنے یادگار مین چھوڑے۔

اول **محمد رفیع الدین خان بہادر عمدۃ الملک** یہ حضرت عالم شباب مین اسقدر بیمار ہوگئے کہ حکیمون نے علاج ومعالجہ سے دست کشی اختیار کی۔ آخرکار ڈاکٹر انگریزی نے تبدیل آب وہوا کے لئے عرض کیا اور جہاز مین سوار کرکے کلکتہ کو لیگیا اور ایکسال تک جا بجا کی سیر کرائی جس سے طبیعت درست ہوگئی اور شفا کلی حاصل ہوئی یہ سفر ۱۲۴۶ھ مین واقع ہوا جب جناب عمدۃ الملک بہادر سفر سے لوٹ کر حیدرآباد مین پہونچے تو بڑی خوشی منائی گئی اور لاکھون روپیہ خیرات کئے گئے۔ انکی نسل سے کوئی اولاد باقی نہین رہی۔ بڑے نحیف الجثہ شخص تھے ۱۲۹۰ھ مین کو بحیثیت ریاست مقرر ہوئے تھے آخرکار ۱۲۹۴ھ مین دارفانی سے انتقال کرگئے۔

دوم۔ **نواب محمد سلطان الدین خان بہادر بشیر الملک** علم ریاضی وہندسہ وہیئت وشعر گوئی اردو وفارسی مین بے بدل تھے سخی بھی ایسے تھے کہ کوئی سائل نامردانہ لوٹا انکی شادی حضور پرنور کی ہمشیرزادی عالیہ جات سے ہوئی جسکی انکی عزت کا ستارہ فلک الافلاک پر جا چکا اس شادی کی دھوم دھام دیکھنے کے لئے صوبہ اورنگ آباد۔ صوبہ الیچپور۔ وشہر برہان پور۔ وبمبئی۔ وپونا تک سے لوگ آئے تھے۔ انکی اولاد مین خداوند کریم نے دو فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے۔ اول محتشم الدولہ بہادر جوعین جوانی مین دنیا کوچ کرگئے۔ دوم **نواب امیر کبیر سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر** دام اقبالہ جو اسوقت عہدۂ دیوانی سرکار پر سرفراز ہین۔ سوم **نواب محمد بدرالدین خان بہادر معظم الملک** انکو حضور پرنور کا حکم تھا کہ یہ شبانہ روز بالشکر مقرری حاضر رشت دولتخانہ عالی رہین۔ بڑے دانشمند شخص تھے حافظ قرآن بھی تھے۔ بڑے عابد زاہد تھے اونکی اولاد مین سے اب کوئی فرزند باقی نہین ہے۔

۱۲۹۶ھ مین انتقال فرمایا۔

چہارم **نواب محمد رشید الدین خان بہادر اقتدار الملک** انکی شادی بھی مرشدزادی حضور پرنور سے ہوئی تھی اُسی سال خداوند کریم نے فرزند ارجمند عطا فرمایا انکی اولاد مین دو فرزندان نامی گرامی اب

موجود و خطاب و منصب و جاگیر سے سرفراز ہین۔

اول **نواب سرخورشید جاہ بہادر** جنکے چشم و چراغ خاندان و فرزند دلبند موجود ہین اول نواب امام خان بہادر جنکی شادی مرشدزادی حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر منصور سے اسی سال مین ہوئی ہے دوسرے نواب مظفر جاہ بہادر دوسرے نواب قادر الامرا اقبال الدولہ بہادر جنکے تین چار فرزندان نامی بخوبی کامرانی موجود ہین بعد وفات نواب امیر کبیر عمدۃ الملک بہادر نواب امتدار الملک بہادر کو بخطاب مقرر ہوئے تھے جنہون نے ۱۲۹۶ھ ہجری مین وفات پائی۔

نواب سردار الملک بہادر

برادر نسبتی نواب شمس الامرا مرتبہ جنگ بہادر کے تھے انکا اصل نام گھانسی میان تھا۔ عہد نواب مغفرانمآب مین برسالہ ہفت ہزار سوار و پیادہ کے سرفراز و ممتاز تھے اور حضور پرنور کے مقرب تھے انکو منصب ہفت ہزاری علم و نقارہ و نشان و نوبت و پالکی جہالردار کے بھی عزت ملی تھی اور خطاب ملکی سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ انکا حال شجاعت و دلاوری ہم لکھ چکے ہین ظفر الدولہ اہتمام جنگ کی لڑائی مین بڑی جوانمردی کہائی تھی اور صدہا مہدویون کو قتل کیا تھا جو فوج ظفر الدولہ مین ملازم تھی اسی بنا پر مہدوی لوگ ان سے عداوت رکھنے لگے تھے ایک مرتبہ بی طوائف کی عاشور خانہ مین جو بہادر موصوف کی ملازم تھی عشرہ محرم مین مرثیہ خوانی ہو رہی تھی۔ گھانسی میان بھی وہان موجود تھے مگر تنہا و غیر مسلح تھے ایسے موقع مین چار مہدوی سلام کے بہانے اندر گھس آئے اور تلوارون سے سر کہہ لیا اور شہید کر ڈالا کسی نے کچھ مدد نہ کی اور یہ چارون ملعون شدید زخمی ہو کر بھاگ گئے بعد انکی شہادت کی تلاش کی گئی اور مجرم گرفتار قتل کئے گئے اور ننھی جی اور ارادے کے چارون بہائیون کی ناک کٹوا کر بلدہ سے اخراج کرا دیا گیا۔ مہدوی بانیج جدید منتک بالکل مفقود الاثر ہو گئے مگر ارسطو جاہ نے تصفیہ کر کے پھر بلا لیا۔ اس بہا کی لاش محن مکہ مسجد مین لائی گئی لاکھون خلقت کا ہجوم تھا دفن کا مسیحن بہنہ مناہیں مین خون ہوئی کہتے ہین اس قتل ہونے سے دو روز پیشتر سردار الملک گھانسی میان نے خواب دیکھے تھے کہ سواری حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی آرہی ہے تمام سبز پوش فرشتہ چہرہ سوار ساتھ ساتھ جلوس مین ہین جب حضرت کا گھوڑا انکے مقابل آیا تو گھانسی میان آداب بجا لائے حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم کیا کہ ایک کوتل گھوڑا گھانسی کو دو اور ہمراہ رکاب چلنے کا حکم دیا پس گھانسی میان اوس گھوڑی پر سوار ہوئے اور ہمراہ رکاب چلنے لگے

دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی صبح صادق کا وقت تھا انہوں نے جاکر شاہ تجلی علی سے اس خواب کا حال بیان کیا انہوں نے انکو تسلی دیکر رخصت کیا اور انہوں نے اس خواب کا راز سب پر بیان کیا کہ مزار الملک کی جگہ نہیں ہے انجام اچھا نظر نہیں آتا چنانچہ دوسرے روز یہ واقعہ ہوا۔

انہوں نے جا فرزند دلبند چھوڑے اول **نواب دارالدولہ بہادر میاں**۔ دوم **اعظم جنگ حسینی میاں** تھے دونوں نوجوان مرگئے۔ تیسرے **کامگار جنگ** تھے **علی میاں**۔ یہ باپ کی شہادت کے وقت بالکل صغیر سن تھے جب جوان ہوئے تمام کارخانجات پر قبضہ کیا اور جگہ حضور سے منصب و خطاب پدری سہ ہزاری ذات و فرزند میاں بجاگیر سرمایل ممتاز ہوئے۔

نواب امجد الملک بہادر

برادر نسبتی حضرت نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے تھے جب تیغ جنگ بہادر نے وفات پائی اور امیر کبیر بہادر صغیر سن تھے تو امجد الملک ہی اس خاندان کے سربرآوردہ رہے۔ اور اسی عالم میں وفات پائی۔ انکے فرزند سیف جنگ فی اپنے باپ کے مرنیکے بعد چند روز امیر کبیر سے علاقہ رکھا بعد علیحدہ ہوگئے اور از حد قرضدار ہوگئے نواب ناصر الدولہ بہادر نے آخر کار انکو خطاب امجد الدولہ سے سرفراز کرکے رسالہ سواران پیادہ عزت بخشی۔

نواب کن الدولہ میر موسی خان بہادر احتشام جنگ مدار المہام سرکار

انکا اصلی نام میر محمد یار تھا انکے بزرگوں کا اصلی وطن شہر بخارا ہے انکے جد امجد عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد میں دارد ہند ہوئے اور نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے پاس نواب مغفرت مآب آصف جاہ کی تعلیم پر نوکر ہوئے ترکی خانگا خطاب ملا انکے بعد انکے فرزند میر موسی خان دیوڑھی کنڈھ کے وقایع نگاری پر مامور ہوئے نواب مظفر جنگ کی رفاقت میں صوبہ داری بیجاپور و سرداری رسالہ سواران سرفرازی پائی جب ان میر موسی خان کا بھی انتقال ہوگیا تو انکے فرزند بھی میر محمد یار اوسی رسالہ کے سرداری پر مامور ہوئے اور بعد قتل مظفر جنگ کے نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد میں بخطاب پدری میر موسی خان مقرر رسالہ جزائر انمانان و رسالہ سواران سربلند ہوئے۔ جب اسی عہد میں نواب مغفرت مآب کو صوبہ داری بیجاپور ملی تو بواسطہ معتمد المہام شاہ نواز خان وکیل مطلق نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر۔ رسالہ کی تنخواہ کی پر سرفراز ہوئے بعد اس کے اک بیگ جب حضور پر نور

نواب غفران مآب کا زادِ حکومت و سلطنت آیا تو نواب منصب نے میر محمد یار خطاب میر موسیٰ خان کو منصب چہار
ہزاری و علم و نقارہ و نشان و پالکی جمادار و خطاب اختتام جنگ سے عزت بخشی۔
سنہ ۱۱۷۲ھ میں بمنصب ہفت ہزاری شش ہزار سوار و عطائے ماہی مراتب و خطاب رکن الدولہ سے سرفراز ہو کر دیوانی
و مدار المہامی سرکار پر سرفراز ہوئے۔
سنہ ۱۱۷۹ھ میں جبکہ نواب منصب مودھاجی بھونسلا کے فتنہ و فساد تصفیہ کے لئے مع
اسمٰعیل خان بنی وغیرہ کے لشکر برار کے ساتھ کوچ کرتے چلے جاتے تھے۔ جب قصبہ بیراد ضلع ہوشنگ آباد میں
تب رکن الدولہ میر موسیٰ خان اختتام جنگ تباریخ ۲۶ صفر المظفر سنہ ۱۱۹۹ھ خیمہ مغفور پر در میں فیضو گاڑدی کے
ہاتھ سے جہنم سدھارے قتل ہوئے۔ انکی نعش اذکی وصیت کے موجب سو لاعلی کے پہاڑ کے نیچے دفن کی گئی اور اسپر نشان
بتائی گئی کہ اب تک مع مسجد و چاہ و مقبرہ کے موجود ہے۔ شاہ تجلی علی سرخ تزک آصفیہ نے تاریخ کہی ؎ میر حشمت
نصیب شد باد۔ ایک تاریخ مقبرہ پر لکھی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے ؎ داخل مزار شہیدان ماجین۔ دونوں تاریخ کو عبد الرحیم
ان کے قتل کی مورخوں نے دو وجہیں لکھی ہیں۔ اول یہ کہ ولایت سفر میں جبکہ لشکر نواب غفران مآب کا کرڑی کے
منزلین پڑا تھا ایک روز کالی بیگم صاحبہ جو نواب میر نظام علیخان بہادر کے حقیقی ہمشیرہ تھیں رکن الدولہ میر موسیٰ
خان بہادر کو اپنی ڈیوڑھی کے پوربیہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ چونکہ سفر طولانی درپیش ہے اور ہمارے رتبہ کے بیل بسبب
پیرانہ سالی مشکل سے چلتے ہیں لہذا ایک جوڑی نوجوان بیلوں کی ہمارے رتبہ کیواسطے جلد داخل کریں۔ رکن الدولہ
بہادر نے کہا بہت اچھا۔ بھیجا دونگا۔ مگر اس عدہ پر عرصہ گذر گیا اور بیل نہ بھیجے گئے۔ بیگم صاحبہ نے پھر پوربیہ کو
بھیجا اور سخت تاکید کی۔ اس جاہل گنوار پوربیہ نے بدتمیزی سے یہ کہنا شروع کردیں ورکن الدولہ بہادر کے روبرو
بے ادبی پیش آیا۔ انہوں نے اسکو بڑا بھلا کہکر نکلوا دیا وہ جاکر خاموش بیٹھ رہا۔ تیسرے روز بیگم صاحبہ نے پھر پوربیہ کو
کو سخت سست کہکر بیل لانے کیلئے حکم دیا۔ پوربیہ نے کہا بیگم صاحبہ کہ کسی دوسرے غلام کو بھیجدیجئے مجھ کو معاف
رکھا جائے بیگم صاحبہ نے اسکا سبب پوچھا تو پوربیہ نے واقعہ گذشتہ کا اظہار کیا۔ بیگم صاحبہ حال سنکر سخت متردد
ہو کر بیٹھ رہیں۔ جب نواب غفران مآب محل میں گئے تو کہا نا کہا تے وقت بیگم صاحبہ نے نواب مغفور سے کہا کہ اے
بھائی اگر نواب مغفرت مآب کی اولاد میں تم بھی ایک لڑکی پیدا ہوتے تو بہت بہتر تھا کیونکہ تمہاری بیٹی کو

ہین ہمارا ایسا حال ہی کہ غیرت پور رہیہ کی بھی روادار نہوئی پس ہماری غیرت کہان ہی اب مسطاب سے جواب
دا کہ جناب مجکو بسائی نفرماوین ہین خاندان آصفیہ کا مرد نہین ہون بلکہ مجکو بھی مترنصور فرماوین کیونکہ بیباعث
جنگ و جدل ہر رہنہ وغیرہ اختلال سلطنت کے لاچار ہون - بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ جس حالتین تم ایسے لاچار و بیاختیار ہو تو تمکو
ہی کو اجازت ہو کہ جو کچھ تم سے ہو سکے عملمین لاوین نواب مسطاب نے فرمایا کہ آپ مختار ہین جو چاہین وہ کرین کون
شخص آپکا مانع ہی - پس بیگم صاحبہ نے فیضو جوان کارندی کو بلا کر کہا کہ فیضو مجھہ سے ہمارا اک کام ہی جسمین تیری
جانکا خطرہ ہی تو اوسکو کریگا یا نہین اوسنے کہا اگر ہزار ہا جانین آپکے کام آوین تو فرض مبارک پر نصدق ہین -
بیگم صاحبہ نے کہا کہ اگر تو زندہ بچ آیا تو تجھہ سے زیادہ مجکو کوئی عزیز نہوگا - ورنہ تیری اولاد سے بڑھکر کوئی نہوگا فیضو نے
کہا فدوی کو بدل و جان منظور ہی - تب بیگم صاحبہ نے کہا کہ رکن الدولہ دیوان کو قتل کر ڈال - اوسنے اس کلام کو سنتے
ہی عرض کیا کہ اگر حضور پر نور زبان مبارک سے ارشاد فرماوین تو مجھکو کوئی عذر نہوگا - بیگم صاحبہ نے فرمایا خضور خود اپنی
زبان سے تو نفرماوینگے لیکن اوسکے روبرو مین تجھکو حکم دونگی اور وہ خاموش ہو جاویگا تب تو قتل کریگا فیضو نے کہا بہت اچھا
دوسرے روز رات کیوقت جب نواب مسطاب محل مین تشریف فرما ہوے تب حضور پر نور کو کالی بیگم صاحبہ ایک پردے
کے اندر لیکر بیٹھین اور فیضو جوان کو بلا کر کہا کہ فیضو تو نے ہماری اور حضور پر نور کی شبیہ مبارک دیکھی اوسنے
عرض کیا ہان دیکھی - پس کالی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ہماری بات ہان کہکر سن کہ حضرت کا حکم ایسا ہی کہ رکن الدولہ
کو قتل کر ڈال - فیضو نے بسر و چشم قبول و منظور کیا -
دوسری وجہ یہہ لکھی ہی کہ اوس زمانہ مین کالی بیگم صاحبہ نے سات سو روپیہ کا کپڑا کسی مغل سے جو مچھلی بنا رہی
آیا تھا خریدا تھا اور اوسکی رقم کی چٹھی خاص حضور کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی تھی جسکا ادا کرنا رکن الدولہ کے نام تھا
چونکہ اوس زمانہ مین بسبب نہر پیاپے سخت جدل متواتر سے ادائی رقم تنخواہ فوج و مہیا کرنے اسلحہ و سامان
جنگ و دیگر ہر قسم لوازمہ سلطنت کے اور کسی جگہ رقم صرف نہین کی جاتی تھی خزانہ مین رقم واجبی ہی رہگئی تھی
خرچ بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا افواج جرار کی ضرورت لاانتہا تھی اسلئے رکن الدولہ کو راتدن سوائے فکر
فراہمی فوج و دستی سپاہ کے عیش و آرام حرام تھا - چنانچہ فوج بھی ایسی نہیں رہی تھی اور اسقدر بیحد شمار فراہم
ہوگئی تھی کہ دشمن اوسکا مقابلہ بیخبر لشکرون مرہٹون کے نہین کرتا تھا جسکو اپنے مال کا کچھہ اندیشہ نہ تھا -

ایسے نے آمین قسم خریداری پارچہ کہان سے ادا نی چنانچہ چہارہ اوس بیچارے مغل کو گذر گئی اور رکن الدولہ ہر روز اوسکو حیلہ
حوالے ٹالتی تھی ایکروز مغل نے بحالت سوار نواب مستطاب مجموعہ رکن الدولہ بہادر جنگ اصی میں پہنچکر دہائی دیکر اپنی رقم کیفیت نواب مستطاب سے
کہی جو آندیا اور محل میں عالم زنانہ سے کپڑا جو کسیقدر کٹا پٹا بھی گیا تھا لے آیا اور کشتی میں کپڑا اور تیس روپیہ کہکر مغل کو بلایا کہ یہ تمہارا مال ہے اور
یہ تیس روپیہ تقصیر جہان جاہیرو فرو خت کرکے اور مغل کو رخصت کر کے پھر آیا ہوگیا فرقہ اسطرح کا لی بلم خانہ کی عادت پڑ گئی تھی دیکھا ترہو گیا
ایکروز شب کو رکن الدولہ بستر پر آرام کر رہے تھے کہ صمصام الملک کے آدمی نے آکر قصہ خیمہ میں بھاگ رکن الدولہ نے قصد کیا کہ
جوتا پہنے اور جواب دیا کہ معلوم ہوا اور پھر سو گئے اسی اثنا میں شرف الدولہ پھر دوڑ کر رکن الدولہ خیمہ میں آیا اور پاؤں
پر ہاتھ لگا کر رکن الدولہ کو بیدار کیا اور کن الدولہ نے کہا کہ اتنی خیمہ میں کس کام کو آئی ہو شرف الدولہ نے کہا کہ لوگ اگلے
بارہ میں ایسا ویسا کہتے ہیں اور طرح طرح کے خیال کر رہے ہیں مناسب یہ ہے کہ آپ چند روز دعا کے علاوہ ہو جاویں اور یہ کہکر رونے
لگا رکن الدولہ نے کہا اے برادر رتے کیوں ہو میں بچہ تو ہوں نہیں کہ مجھکو کوئی زہر کر ڈالیگا یا مار ڈالیگا۔ پس تم
خاطر جمع رکھو اور خیمہ میں جاؤ۔ آخر کار جب منزل نہیں ہوئی تو خود پر نور نے دست مبارک سر پر رکھکر تمام اماکو
رخصت کیا اور رکن الدولہ بہادر کو بھی اپنے خیمہ میں جانے کیلئے حکم دیا مگر انہوں نے کہا کہ فدوی کچھ عرض کرنا ہے۔ حضور نے
فرمایا کہ مجھکو نماز ضرورہ کے لئے جانا ضرور ہے اب جاؤ پھر سنونگا انہوں نے مکرر عرض کیا کہ ضروری معاملات ہیں جسکا عرض
کرنا ضروری ہے حضور نے فرمایا اگر ایسے ہی ضروری امور تھے تو خواسی میں کیوں نہیں عرض کئے جب حضور پر نور خیمہ
مبارک کو قریب پہونچ گئے تب پھر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ مزدوری معروضہ تھے۔ پس مزاج مبارک برہم ہوا اور فرمایا کہ
کہو کیا کہتے ہو یہ فرماکر خود خیمہ کے اندر بیٹھے اور رکن الدولہ پردہ کے پاس باہر بیٹھے۔ اب وقت اجل آن پہونچا ان کے
بیٹھتے ہی فرشتہ اجل یعنی خفیہ جو انے اپنی بندوق خیمہ کے گوشہ میں کھدی اور رکن الدولہ بہادر کے پیچھے آکر کاندھے پر
رکھکر کہا نواب صاحب مستعد ہو جاؤ یعنی ٹیٹری ہے یہ کہتے ہی ایک ایسا جمہ مارا کہ آر پار نکل گیا فیضو بہا گا مگر ربان الزمان
نے جھپٹ کر ایک ہی تلوار میں اوسکا کام تمام کر دیا مطلب یہ تھا کہ شاید یہ مرحضور پر نور کیطرف ہی ہو اور شاید دیکھا
اظہار ہو جائے اس لئے ضرور ہے کہ دونوں یکبارہی مریں۔

اس واقعہ کے ہوتے ہی حضور پر نور باہر نکل آئے اور سرشار فرمایا کہ بیشک میں کہتا تھا کہ اپنے خیمہ میں جاؤ اب آخر کار اس حال کو
پہونچے۔ افسوس۔

رکن الدولہ نے عرض کیا کہ جان نثاری نوکری کا معراج ہی لیکن اگر جاے مناسب پر ہوتا تو بہتر تھا خیر جو کچھ ہوا بہتر ہوا
لیکن مبارز الملک بہادر اور اسمٰعیل خان بہادر اس خبر کے سنتے سے سخت پریشان ہونگے لہذا فدوی کو اونکو تسلی نامہ لکھکر اطمینان
کر دینا چاہیے یہہ کہکر منشی کو بلایا اور خطوط لکھوکر انپر دستخط کئے اور دونوں کے پاس بھیجدیے اسمیں لکھا تھا کہ یہہ نسخہ ناگذیر بغیر
اطلاع حضور پر نور واقع ہوا ہے بندگا نعالی کو اس واقعہ کی مطلق خبر نتھی تم لوگ ہرگز ہرگز دوسرا خیال نکرنا اگرچہ میں زندہ
ہوں لیکن میں تمکو نصیحت کرتا ہوں کہ ہر امر میں نمک حلالی خرمان برداری و جان نثاری سرکار کی لازم ہے بعد ازاں جسطرح انکے
حضور پر نور جا جا کر اک دست جا فتر ہوا اور زخمون میں ٹانکے لگائے گئے۔ رکن الدولہ کو پالکی میں ڈالکر اونکے خیمہ میں لے گئے
لیکن صبح صادق کیوقت اونکی جان نکل گئی اور خود بدولت و اقبال روانہ حیدرآباد ہوئے۔

ایکاور نقل بھی ہی جو سننے کے قابل ہی وہ یہہ کہ ایکروز نواب رکن الدولہا اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوے وقار الدولہ اور عضام الملک
میر حیدر خان بہادر منشی سے باتیں کر رہے تھے کہ سید نجابت خان بہادر دلہا دل خان بہادر شجاعت الدولہ خیمہ کے دروازہ
پر آئے ہرکارے نے اوسوقت موجود نہ تھے گارڈیون نے اونکو اندر جانے سے روکا اور کہنیکا کہ سین تک نوبت پہونچ گئی۔
ہرکارون نے آکر گارڈیون کو للکارا اور اونسے چھوڑایا۔ رکن الدولہ یہہ سب تماشا دیکھ رہے تھے مگر کچھہ نہین کہا۔
آخر کار سید نجابت خان بہادر اندر گئے رکن الدولہ نے کہا آئیے میر صاحب۔ سید موصوف خیمہ مین آکر کہا کہ مین جناب
سے ملاقات کرنے نہین آیا۔ بلکہ یہہ کہنے آیا ہون کہ خدا پر بھروسہ ہمارے دروازہ پر نہ لاے موالف گلزار آصفیہ لکھتا
ہی کہ اس معصوم سید کی بددعا نے ایسا اثر کیا کہ رکن الدولہ اوسی ہفتہ مین قتل ہوگئے مگر ہم کہتے ہین یہہ سب غلط ہی بڑے
سے بڑے ظالم اور ستمگر لوگ جنہون نے لاکھون خلق اللہ کو ناحق قتل کرڈالا اونکو کچھہ بھی اوس کی سزا نہ ملی اور
نہایت عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کی۔

رکن الدولہ بہا کی بنائی ہوئی عمارتون مین سے ہنر موسی بھی ہی جو اب تک جاری ہے

ذکر نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک غلام سید خان بہادر مہابنگ

فرزند ارجمند وکیل مطلق و مختار دولت آصفیہ

نواب ارسطو جاہ بہا کا اصلی نام غلام سید ہے اس نام سے کسی کو دلادت بھی نکلتے ہین انکے نسب کا سلسلہ نوشیروان عادل
تک پہونچتا ہی۔ انکے باپ فرخ نژاد خان حضرت مغفرت مآب آصف جہاد رکے عہد مین بخطاب عالی مشرف ہوے

صوبہ دار کے صوبہ برار پر سرفراز ہوئے۔ اور اسی حالت مین دنیا سے انتقال کر گئے۔

اون کے فرزند غلام سید خان حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب رہا کرتے تھے۔ چنانچہ معرکۂ قتل حیدر جنگ مین نواب مغفور کے شریک حال رہے اور اس کے بعد دیوانی محالات برار و صوبہ اورنگ آباد پر سرفراز ہوئے اور خطاب معین الدولہ سہراب جنگ عطا ہوا۔ تصفیہ اوڈنیٹ پردھان اور معاملہ گہوجی بھوسلا کے پونا اور ناگپور بھی بھیجے گئے بعد ازان جب مبارز الملک دیوان سرکار کو دہم گھیرا اور وہ قلعہ نرمل مین بیٹھ رہے۔ تب نواب غلام سید خان قلعہ اودگیر سے اون کے نمالنے گئے تھے لیکن جب وہ نہ آئے تو نواب مسطور ہی وخیل کار امرات سلطنت ہوگئے۔

اور جب نواب مبارز الملک مر گئے تب حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر نے انہین خلعت وزارت عطا فرمایا۔ اور خطاب شہیر الملک اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار سے بھی عزت دی۔ اس کے تھوڑے روز بعد خطاب اعظم الامرا پایا۔ سفیر انگلش مین ہمراہ رکاب مرشد زادہ سکندر جاہ کے گیا اور سلطان العصر ٹیپو سلطان کے مہم مین لارڈ کارنوالس اور جنرل ابرکرامبی کی امداد کے لئے لشکر انگریزی و جمعیت اوڈنیٹ پردھان مرہٹی پونا وہری پنڈت بھاؤ کے ہمراہ بسرکردگی افواج قاہرہ سرکار عالی شریک حال تھے۔ جب اس متفقہ لشکر نے ٹیپو سلطان پر فتح پائی تو سلطنت ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کرور روپیہ کا ملک کرناٹک دسدھ ہوا داخل قلمرو آصفیہ کرایا اور خرچہ جنگ کا بھی حصہ لیا چونکہ انہون نے ہمدردی اسلامی کو بالائے طاق رکھکر ایک سلطان دیندار پناہ پر بشرکت لشکر غیر مذہبان یورش کی تھی اور ایک اسلامی سلطنت کی جڑ اکھیڑنا چاہی تھی اس لئے خدا کو یہ کام برا معلوم ہوا اور اوسکی سزا انکو یہ ملی کہ جب اس مہم سے لوٹکر حیدرآباد پہنچے تو یکایک انکا اکلوتا اور نوجوان فرزند سیف الملک مالی میان مر گیا جسکے صدمہ سے انکو جنون پیدا ہوگیا۔ میر عالم بہادر نے نواب نظام علیخان بہادر سے سفارش کرکے مرشد زادہ کیوانجاہ بہادر کو کرناٹک کا صوبہ دار کیا تھا انکی فرزندی مین دیدیا۔ لیکن چونکہ حضور انکا بہت بڑا تھا اسی پر بس نہوا اور ایک سخت خونریز لڑائی انکے سر پر آپڑی مجبوراً انکو سیف الملک مالی میان کے سوگ کے روز ہی لشکر آراستہ کرنا پڑا جسکو باغ گوردھن داس کے حضور پر نور کے ملاحظہ مین گذرانا بندگان نظام کے اس فوج کو دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ آخر کار یہ جرار لشکر جسکی تعداد ایک لاکھ بتیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیدل کے قریب تھی اعظم الامرا بہادر حضور پر نور کے ہمراہ رکاب لیکر دولت آباد قلعہ پیدر رہے۔ چند روز یہان توقف کیا تھا کہ حاجی سید ہیدہ الی گوالیر کے مرنیکی خبر پہونچی۔ یہ حاجی سید

حسب قرارداد جانبین حضور پرنور کا دوست تھا اور جس حالت مین کہ وہ لشکر لیکر نواب مستطاب کے لشکر سے شریک ہونیکو
آتا تھا فوت ہوگیا اور اسکے فرزند دولت اور سنید ہیہ نے کہ نوجوان تھا لشکر پر قبضہ تصرف کر لیا اور حضور پرنور سے
ترک کرکے راؤ پنڈت پردھان والی پونا سے ملگیا نانا پھڑنویس مدار المہام پونا نے اسکو بڑے بڑے لالچ دیتے تھے اور بڑے
بڑے وعدے وعید کرکے اپنا یار بنا لیا تھا۔

آخر کار اعظم الامرا بہادر حضور پرنور کے ہمرکاب اس لشکر جرار کو لیکر روانہ ہوے۔ اور مقام اہمد نگر پر مرہٹون سے مقابلہ
شروع ہوا چونکہ سنیا حضور پرنور مین نواب اعظم الامرا بہادر کے بہت سے مخالف اور دشمن بھی شریک تھے انہون نے مرہٹون
کو قلیل لیکر سازباز کر لیا اور آخر کار فتح نہوئی جب شب کو حضور پرنور قلعہ مین داخل ہوے اور اعظم الامرا بہادر نے دریا
مین جانیکا ارادہ کیا تو اکثر دشمنون نے ارادہ کیا کہ راستہ مین اعظم الامرا بہادر کو قتل کر ڈالین مگر اعظم الامرا بہادر کو خبر
ہوگئی اور بڑی بڑی پرزور وفادار فوج کے احاطہ مین دریا کو پہونچ گئے چونکہ عالم مجبوری تھا حضور پرنور کو انہین شرطون پر راضی ہونا
پڑا جو مرہٹون نے پیش کین اور اعظم الامرا بہادر حوالہ اہل پونا کئے گئے اگرچہ حضور پرنور اس شرط سے بالکل ناراض تھے مگر
اعظم الامرا نے عرض کیا کہ غلام دو چار روز مین سارا معاملہ درست کرکے حاضر حضور ہوتا ہے اب دوبارہ مقابلہ کرنیکی
ضرورت نہین۔ پس حضور نے نہایت رنج و آزردگی کے ساتھ اعظم الامرا بہادر کو روانہ لشکر پونا کیا۔ یہہ سب کارسازی
مخالفین اعظم الامرا بہادر کی تھی جنہون نے نانا پھڑنویس کو کہلا بھیجا تھا کہ تم حضور سے اعظم الامرا بہادر کو ضرور لے لینا۔

جب اعظم الامرا بہادر روانہ لشکر پونا ہوے تو نانا پھڑنویس نے تین کوس آگے آکر پانچہزار سوارون سے استقبال کیا اور اعظم الامرا بہادر کے درمیان شامیانہ کھڑا کرا دیا مین آتارا اور باہم نقل گیر ہوا اور جانبین نے خیریت دریافت
کی کہتے ہین کہ اعظم الامرا بہادر کا ہاتھی جب نانا پھڑنویس کے ہاتھی کے مقابل پہونچا تو نواب نے فیلبان سے کہدیا کہ جبتک
نانا کا ہاتھی نہ بیٹھ جاوے تبتک تو اپنا ہاتھی بٹھانا۔ یہہ بات مرہٹون کے یہان بڑی عزت کی خیال کیجاتی تھی کہ اپنا
ہاتھی پیشتر نہین بٹھاتے تھے۔ پہلی بار جو نانا کی زبان سے نکلی۔ یہہ بھی کہ نواب صاحب ایککروڑ روپیہ تمہارا کچھ کام
نہ آیا جیسا کہ ہمارا سات لاکھ روپیہ کام آیا یعنی ہمنے جو ایک کروڑ روپیہ مہاجی سندیہہ کو بھیجکر اپنا دوست
بنایا تھا وہ تو مرگیا اور تمہاری رقم بیکار گئی اور ہمارا سات لاکھ روپیہ جو ہمنے تمہارے سرداران فوج کو دیا تھا
آج ایسا کام آیا کہ ہمکو آج یہہ ملازمت کی سعادت نصیب ہوئی یعنی آپ یہانتک تشریف لائے۔ اعظم الامرا بہادر نے بھی

جواب دیا کہ یہہ امر اتفاقات روزگار سے ہوگیا۔ نانا پھڑنویس نے کہا کہ جناب نے حضور پر نور سے اقرار کیا تھا کہ اس سفر میں برہمنان پونا۔ ایک ایک ہونی اور لوٹا دیکر کاسی کی طرف روانہ کرونگا اب تو معاملہ دگرگون ہوگیا اب کیا ارادہ ہے۔ نواب صاحب نے جواب دیا کہ تم مجھکو روانہ بیت اللہ کرو۔ نانا نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ضرور ضرور بیت اللہ کو روانہ عاصی کاسی کو جاکر ثواب دارین حاصل کرینگے لیکن اب تو آپ چند روز ہماری سرکار میں رہکر تفریح طبع فرمائیے یہہ گھر بھی حضور ہی کا دولتخانہ ہے کیونکہ فیما بین نسبت جدی ہے۔ اعظم الامرا بہادر نے جواب دیا کہ فی الواقع ایسا ہی ہے اور مجھکو بہت کچھہ تسکین خاطر ہے انشاء اللہ سب کام حل ہوجاوینگے۔ بعد اس سوال و جواب کے دونوں روانہ لشکر راؤ پنڈت پردھان ہوئے جب اسکے خیمہ خاص کے قریب پہنچے اور چاہا کہ دونوں دست بدست خیمہ کے اندر جاوین لیکن اعظم الامرا بہادر نے خیمہ کے دروازہ پر پہنچکر دریافت کیا کہ یہہ کسکا خیمہ ہے اور مجھے کہاں لیجاتے ہو۔ نانا نے کہا یہہ خیمہ خاص راؤ صاحب سرپونت کا ہے جناب کو چاہئے کہ ملاقات فرماکر اپنے خیمہ میں تشریف لیجاوین۔ اعظم الامرا نے کہا کہ مجھکو اونکی ملاقات سے کیا سروکار ہے صرف تمہاری ملاقات کافی ہے کیونکہ اگر راؤ صاحب میری تواضع نکرینگے تو شاید مجھہ سے بھی کوئی حرکت نامناسب ظہور میں آوے اسلئے اس ملاقات سے مجھکو معاف رکھو۔ نانا پھڑنویس نے کہا کہ جناب ذرا توقف فرماوین۔ میں ابھی حاضر ہوتا ہوں۔ یہہ کہکر اندر گیا اور مادھوراؤ کو سب کچھہ سمجھا کر باہر آیا اور کہا کہ اب جناب بلا تکلف تشریف لیچلیں۔ اعظم الامرا بہادر نانا سے باتیں کرتے ہوئے اور اسکے طرف متوجہ کئے ہوئے لب فرش پہنچے اور دفعتاً ہمچو راؤ پنڈت پردھان ہوئے اور اوسکو سلام کیا مادھوراؤ بھی نانا و انواع اونکی تعظیم کے لئے بلند ہوا اعظم الامرا بہادر اوسکے دست راست کیطرف آکر بیٹھہ گئے اور باہم استفسارات خیریت کرکے رخصت ہوکر روانہ ہوئے اور اپنے خیمہ میں اترے۔ اور پیروہا نے لشکر پونا کے ہمراہ کوچ در کوچ پونا پہنچے نانا پھڑنویس نے انکو پونا کے باہر ایک باغ میں جو نہایت خراب پڑا ہوا تھا لاکر اتارا اور ایک ہزار فوج پلٹن اور ایک ہزار عرب لاکر انکی حفاظت و حراست پر متعین کئے۔

ہمراہ صحبت لوگ مثل حافظ یار جنگ۔ اسمٰعیل بیگ۔ دلعل محمد خان۔ دلعل علیخان۔ دحمانخان اور نتن یار جنگ وغیرہ کہ اوسوقت محض بیفیدر اور بے منصب و خطاب تھے اور چند قدیمی نمکخوار اور فراشخانہ وغیرہ شاگرد پیشہ کے جنکی کل مجموعی تعداد قریب ایک سو کے تھی اور کوئی شخص نواب اعظم الامرا بہادر سے نہیں ملنے پاتا تھا۔ یہی لوگ

اندر جلتے اور باہر آتے تھے تاہم انکی تلاشی بوقت آمد و رفت لیجاتی تھی کہ کوئی کاغذ تو نہیں ہے سوائے کاغذ کے اور کسی چیز کی ممانعت نہتی۔ جب اعظم الامرا بہادر پونا کو روانہ ہوئے تو حضور پر نور حیدرآباد کو چلے گئے اور راجہ شیام راج رایان اور ممتاز الامرا کو اپنا بیشدست مقرر کرکے امور سلطنت کو انجام دینے لگے۔

اعظم الامرا بہادر کو تین سال اس قید میں محبوس رہتے گذر گئے اور کوئی صورت انکی رہائی کی نظر نہ آئی اور نہ کوئی شخص انکی فریاد کو پہونچا اس عالم حسرت و یاس میں اعظم الامرا بہادر نے خدا سے لو لگائی اور دعائے سیفی کا ورد شروع کیا اور سیفی پڑھنے کے بعد پانی پر پھونک کر اس پانی کو ایک خشک درخت کہ بیٹ کی جڑ میں اس امید سے ڈالنا شروع کیا کہ اگر میری امید دعا مستجاب ہونیوالی ہوگی تو اس بیہ درخت بیس روز بعد سرسبز ہو جاویگا اور سیفی کو پورے چالیس روز پڑھکر ختم کر دیگا گلزار آصفیہ کا محرر لکھتا ہے کہ ایسا ہی ہوا اور بیس روز بعد وہ سوکھا درخت سرسبز ہوتے نکل آیا تب اعظم الامرا بہادر کو یقین کامل ہوگیا کہ ضروری دل برآوری اور اوس سیفی کو پورے چالیس روز پڑھکر ختم کیا۔ چالیسویں روز بعد ختم سیفی بیہ مستعد بیٹھے ہے کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا نمودار ہوتا ہے پہر دن چڑھے کا وقت تھا کہ دفعتاً ہرکارہ خبر لایا کہ سر رشتہ مادھو راؤ جیت سے گر کر مر گئے۔ اعظم الامرا بہا کو کمال حیرت و استعجاب ہوا کہ نیت اس دعا کے پڑھنے سے موت مادھو راؤ کی ملحوظ خاطر تھی اسواسطے کہ انکی رہائی بغیر انقلاب حکومت نہ تھی۔

نانا پیرنویس نے یہہ سنتہی بہت افسوس کیا اور اپنے یاروں سے کہا کہ ہائے افسوس اب پونا جو ایک مدت برس سے قایم تھی اور ہر روز اوسکو عروج تھا اور نے آج جواب دیدیا اب کسطرح امید عروج نہیں ہے بلکہ روز بروز زوال شروع ہوگا۔ یہ کہکر فوراً پالکی میں سوار ہو کر آیا اور دیکھا کہ مادھو راؤ فوارہ حوض پر پڑا ہے اور فوارہ کا گلدستہ اوسکے جگر پر گھس کر بار ہو گیا ہے۔ اوسی حالت میں اوسکو اٹھا کر اندر محل میں لے گئے۔ شور و غوغا نالہ و فریاد گریہ و زاری سے مادھو راؤ نے آنکھ کھولی اور نانا پیرنویس کیطرف متوجہ ہو کر کہا کہ جو کچھ تمہاری مرضی تھی وہ بر آئی اب بفراغت تمام حکمرانی کرو کوئی شخص تمہارا مزاحم نہوگا یہہ کہکر روح اوسکی پرواز کر گئی۔

جب مادھو راؤ مر گیا تب نانا پیرنویس نے اوسکی سلامتی کا اشتہار دیا اور صحت مزاجی کی منادی کرائی۔ اور دن رات دن اوسکی پوشیدہ رکھی اور جو کچھ بندوبست ضروری کرنے کے تھے وہ سب کر لئے۔ تب اوسکی نعش کو پوشیدہ نہیں معلوم کس جگہ جلا دیا۔ اور دوسرے رئیس کی مسند نشینی کی فکر میں پڑا۔

اس مادہوراؤ کی نسبت کہتے ہین کہ زرگری کا بچہ تھا جب زراین راؤ زبردزادہ گہناتہہ راؤ رئیس مجرنالا ولد نسل ہوگیا تو
نانا نے مادہوراؤ کی رانی حاملہ تھی اوس سے لڑکی پیدا ہوئی۔ دائیون نے چالاکی کرکے زرگرنی کا لڑکا جو اوسیوقت پیدا ہوا تھا
نراین راؤ کی زوجہ کے پہلو مین لاکر ڈالدیا اور لڑکی سنار کے گہر پہونچادی اور مشہور کردیا کہ رانی لڑکا جنی ہے۔ اس سنار نے
لڑکیکو بطور وارث و فرزند پرورش کیا گیا اور پھر مسند ریاست پر بٹہاکر رئیس مستقل بنادیا جو آج اسطرح خود کسی کرکے گیا

مختصر ذکر ریاست پونا

یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم کچھ ذکر ریاست پونا کے حصہ دار مشہور سردار رگھناتہہ راگھوبا کا بھی کردین جس سے ہماری تاریخ
کے پڑھنے والے الجھن مین نہ پڑین۔

یہہ رگھناتہہ راؤ اپنی اولاد مین بیٹے جوڑا مرا تھا۔ اول بارا ؤ۔ دوم چمنا آپا۔ یہہ دونون ایک ماں سے تھے
تیسرا امرت راؤ اس کی ماں جدا تھی۔ اور یہہ چھوٹا بچہ تھا۔

مادہوراؤ کے وقت مین نانا پھڑنویس نے ان تینون کو قلعہ پورندہر مین قید رکھا تھا۔ اوبلونت راؤ معتمد سردار
نانا کا دو ہزار سپاہ سے ان کی حراست پر متعین تھا۔

اکبرونر اتفاقاً اس قید ی بارا ؤ نے اپنے ہاتھہ سے رقعہ لکھہ کر سربونت مادہوراؤ کی خدمت مین بھیجا اوسکا مضمون
یہ تھا کہ ہم تم دونون بھائی ہین ہم کسی طرح تمہاری حکومت و دولت کے دشمن نہین ہین ہماری آرزو ہے
کہ تمہارے ہمراہ ہوکر دنیا کی سیر کرین اور تمہاری مجلس مین رہکر تمہارے جشنون کی سیر دیکھین اور سواری شکار وغیرہ
مین ہمراہ رکاب رہین اور اپنا دل بہلادین یہہ کہ ہمکو خبر نہین کہ دنیا مین کیا ہورہا ہے کسطرح دادنی جاتی ہین اور
کیونکر کاٹی جاتی ہین اگر فی الواقع مہاراج ہمکو دشمن دولت تصور فرماتے ہین تو مناسب ہے کہ ہمکو قتل کرڈالین ورنہ ہمارے
فکر کیجاوے کہ ہم تم بالاتفاق زندگی بسر کرین۔ پس یہہ رقعہ بلونت راؤ معتمد نانا پھڑنویس کے ہاتھہ سے ہمراز ہوگیا تھا
مادہوراؤ پاس بھیجا۔ مادہوراؤ نے اپنے ہاتھہ سے جواب لکھا کہ انشاء اللہ تعالےٰ جیسا کہ تم نے لکھا ہے بندوبست
اوسکا کیا جائیگا اور تمکو بلایا جاویگا خاطر جمع رکھو۔ اس جواب سے باجیراؤ بہت مخمش ہوا۔ اور فضلدان سے کاغذ
رقعہ کو بارا دیکھتا تھا اور غوشی کرتا تھا۔ فضلدان نانا پھڑنویس نے دیکھا کہ باجیراؤ ایک کاغذ کو دیکھکر بہت
بارا خوش ہوتا ہے یہہ کیا معاملہ ہے فوراً یہہ خبر نانا جی کو پہونچائی اور کہا کہ عجب رقعہ کہ بیسے باجیراؤ کے ہاتھہ

آگیا ہی کہ ہر ہر وقت بار بار بکمال اشتیاق قلمدان سے نکالکر دیکھتا ہی اور خوش وقت ہوتا ہی۔ نانا نے کہا کہ جسطرح ممکن ہو وہ رقعہ وہاں سے اڑا لاوین تو مین بہت خوش ہونگا ایکدن ایک خفیہ نگار نے اوس رقعہ کو چراکر نانا کے پاس پہونچادیا اوسنے دیکھا کہ رقعہ خاص دستخطی مادہوراؤ سرپونت کا ہی جو راؤ کے رقعہ کے جواب مین لکھا گیا ہی۔ دوسرے روز نانا پیشوا نے حاضر دربار ہوکر اول سفد مات ریاست عرض کئی اور پھر بیان کیا کہ مہاراجہ ماجی راؤ کو کچھ لکھکر بھیجا ہی وہ اس معاملہ مین لکھا ہی فدوی کو بھی خبر ہووے۔

مادہوراؤ نے جواب دیا کہ ہمکو یاد نہیں کیا سرکار نے کہ رقعہ بازی کی بن۔ اوسنے پھر کہا کہ البتہ جناب نے کبھی لکھا ہوگا اگر رقعہ خاص بخط مہاراج ملاحظہ فرماوین تو اوسوقت تو فدوی کے عریضہ کا یقین ہوگا۔ مادہوراؤ نے کہا البتہ۔ نانا پیشوا نے تب اوس رقعہ کو بخط پیش کیا کہ فدوی کو پسران گنیش سے کچھ عداوت نہین ہی وہ بھی اس ریاست کے مالک ہین اور جو کچھ معاملہ ہی اوسے مہاراج واقف ہین کچھ ضرورت اظہار نہین۔ لیکن رکھنا ہی راؤ کی اولاد مین سے کوئی شخص بھی مسند حکومت پر بیٹھیگا یا دخیل کار سلطنت ہوگا لامحالہ اگر یزی بھی مداخلت کرینگے اس لئے فدوی ہرگز نہین چاہتا ہی کہ انگریزونکی مداخلت ہو اور رہ لوگ دخیل کار مہمات ریاست قرار پاوین آیندہ اختیار ہی۔

یہہ کہکر چوبدار کی طرف دیکھکر کہا کہ دو ہزار سوار چوکی کے جو اسوقت حاضر ہین اونکو حکم دیا جاتا ہی کہ اسیوقت بلوبت راؤ کے سر پر پہونچکر اسیر کرکے اوسکو قلعہ جنیر مین پہونچادین اور مقید رکھین۔ مادہوراؤ نے جواب دیا کہ یہہ رقعہ جعلی ہی کسی نے بیر خطہ مین ملاکر لکھا ہی مین نے ہرگز ہرگز نہین لکھا ہی اگر میری تقصیر ثابت ہو تو مناسب ہی کہ مجھکو قید کرو بلوبت راؤ بیچارہ کا کیا قصور ہی کہ مقید کیا جاتا ہی۔ نانا نے کہا مصلحت وقت ایسی ہی ہی۔ یہہ سنکر مادہوراؤ خاموش ہوگیا اور نانا اوٹھکر گھر کو چلا گیا۔

اسی تنا مین سواری سہرہ نکلی۔ مادہوراؤ نے چاہا کہ اپنے تئین عماری سے نیچے گرادے مگر بلوبت راؤ نامی سردار نے جو خواصی مین بیٹھا ہوا تھا مادہوراؤ کا دامن پکڑ لیا۔ اوسنے اس ارادہ سے روکا۔

جب یہہ خبر خودکشی کی نانا پیشوا نے سنی کہ یہہ بھی تو اوسی بین جو ان خفیہ نگاران خاص سے مقرر کئے کہ ہر وقت اور ہر لحظہ مادہوراؤ کی نگرانی رکھین جس وقت کہ یہہ مادہوراؤ چھت سے نیچے گر کر مرا اوس وقت پتنگبازی ہو رہی تھی مادہوراؤ موقع دیکھکر چھت کے کنارہ پر آیا اور اپنے تئین نیچے گرا دیا۔

عجب تہلکہ شہر پونا پڑ گیا کہ تمام مخلوق اپنے ہوش مین نہ تھی اس حالتین بھی ایک قیامت سنگا نے مادھوراؤ کی دھوم مچا دی پر ان تھی لیکن جو نیچے گرا اور دھوتی کا ٹکڑا اوس کے ہاتھ مین رہگیا تھا ہی ایسی حکومت پر۔

اعظم الامرا نہاد نے جسوقت اس حادثہ کی خبر سنی اوسیوقت رقعہ لکھکر لعل علیخان کے جو تیون مین چھپا کر دولت راؤ سیندیہ کے لشکر کو کہ پونا سے تین کوس کے فاصلہ پر ٹہرا ہوا تھا روانہ کیا۔ اس رقعہ مین دولت راؤ کو لکھا تھا کہ مہاراج مادھوراؤ سرپوینت تو مر گئے اب نانا پھڑنویس کا ضرور پہلا ارادہ ہوگا کہ امرت راؤ کو جو بالکل بچہ ہی مسند پر بٹھا دے اور خود کل طور سے حکومت کا ممتاز رہی۔ پس مین آپکو رائے دیتا ہون کہ آپ ہرگز ہرگز اس تجویز کو منظور نکرین اور جس طرح ممکن ہو جیراؤ کو مسند نشین کرین کیونکہ نوجوان لایق اور قابل حکومت ہی رئیس تجویز دی خود چاہتا ہوتا ہی تکہ دست غیر مین۔ شاہ شطرنج کی طرح قیدی۔

چونکہ آپکو ہر طرح کی طاقت ہی اس لئے یہ صلاح دیگئی۔ آئندہ اختیار ہی۔ دولت راؤ سنیدہ ہیکہ نوجوان تھا اس رقعہ کے دیکھتے ہی مطلب سمجھ گیا اور اپنے دل پر نقش کالحجر کر لیا کہ بیشک اعظم الامرا کی نصیحت بہت درست ہی اور بطل جولان کو رقعہ کا جواب باصواب دیکر رخصت کیا۔

ادہر نانا پھڑنویس اپنے تفکرات مین مبتلا تھا اوسنے بعد انقضائے ایام سوگ مادھوراؤ کے امرت راؤ کو مسند پر بٹھلا کر اپنے یاورون اور پرسرام بھاؤ اپنے بھتیجے دوست سے مذبذ ہوائین اور چند روز اپنے زور بازو سے کام چلایا۔ چونکہ ادہر تو اعظم الامرا بہادر بارگاہ دولت مین تپی لگا چکے تھے۔ دولت راؤ سنیدہ ہیسے اس بچہ کی مسند نشینی پر راضی نہوا اسکے اس بہت سے زبردست سردار اس سپاہ و ارکان دولت پونا بھی نانا کی کارستانیون سے رنجیدہ ہو کر دولت راؤ سے ملگئے اور رفتہ رفتہ عظیم پر بار ہا تب نانا پھڑنویس مجبور ہوکر ظاہرا بیراؤ کی مسند نشینی پر راضی ہوا اور اوسکو قلعہ پورندہر سے نکالکر پونا کی آبادی سے باہر خیمہ مین لاکر اتارا اور مشہور کیا کہ جب بخوبی نیک دن تبلاوین گے تب جیراؤ کا رسم قشقہ دیول بہوانی پر کرکے مسند نشین کرینگے۔ لیکن باندر پرسرام بھاؤ اپنے دوست کو ملاکر یہ تجویز ٹہرائی کہ جسوقت جیراؤ داخل دیول ہو کر رسم ملک ادا کرکے لوٹکر پھر پالکی مین سوار ہو تو فوراً دو ہزار رہوئی اور پانچہزار عرب سوار تیار و آمادہ رہین اوسکی پالکی دروازہ مین داخل ہوا کہ مانند قلعہ جنیر مین پہونچا دین اور اوسکے پیچھے پانچہزار عرب سوار اور بھیجدین کہ اگر کوئی مقابلہ پر آوے تو جواب دین اور کسی شخص کو دست اندازی نہونے دین سبب اسکا یہ ہیکہ بجز امرت راؤ دوسرے

کسی شخص کو مسند نشین کرنا نہین چاہتا ہون کیونکہ اوسمین بڑی بڑی قباحتین ہین بس ایسی انتظام کرنیکا فکر مین ہون جسمین دل کو تسلی رہے اور اپنی طرف سے پرسرام بہاؤ کو ہر روز باجیراؤ کے پاس حاضر کہتا تھا۔ طرفہ اتفاق یہہ کہ باجیراؤ پرسرام بہاؤ کو روزانہ ملاقات کے سبب ہموار کر لیا اور اپنا یار بنا لیا اوسکو امید دلائی کہ بعد تخت نشینی مین تمکو سلطنت کی جملہ کارو بار کا مختار کرونگا اور اس عہد پر قسم بھی ہو گئی بس یہہ پرسرام بہاؤ ادہر باجیراؤ سے بھی ملا ہوا تھا اور نانا کا بھی یار غار بنا ہوا تھا۔ اگرچہ نانا افلاطون زمان تھا لیکن اس معاملہ سے مطلق خبردار نہوا اور اپنے اوسی فریب آموز کارروائی کی فکر مین لگا رہا۔ پرسرام بہاؤ نے باجیراؤ سے اس لڑی جلسازی کا حال بیان کر کے سمجھا دیا کہ نانا پیٹرونیس جب آپکو واسطے سواری بھیجے اور رسم قشقہ ادا کرنا چاہی تو آپ سوار نہوین اور کل پرسون کا وعدہ کروین اس سے نانا کا مطلب ظاہر ہو جاویگا پھر جو کچھہ ہوگا دیکھہ لینگے۔

نانا پیٹرونیس نے ایکروز تمامی ارکان دولت کو حکم دیا کہ آج مہاراج باجیراؤ گدی پر بیٹھینگے۔ تمامی سردار مع اپنی اپنی سپاہ و جمعیت کے طیار و آمادہ ہین کہ قدرین لیجاوین گی اور ایک اپنے بڑے معتمد سردار کو مع اسباب جلوس حاضری دیکر باجیراؤ کے پاس روانہ کیا کہ اوسکو پالکی مین سوار کر کے دیوان پر لاوے اور جلسازی کا تمام سامان بھی فوج عرب اور بھوئی یعنی کہار امادہ و طیار کر کے جب نانا کا معتمد سردار باجیراؤ کے پاس آیا اور اوسنے عرض کیا کہ سواری جلوس حاضر ہے سوار ہو کر تشریف لیجیئے۔ تب باجیراؤ نے اوس سے کہدیا کہ آج میرے مزاج درست نہین ہے کہ سوار ہو سکون نانا پیٹرونیس سے کہو کہ دوسرا روز مقرر کرین جب اوس معتمد نے باجیراؤ کی تقریر سے نانا کو مطلع کیا تو نانا فوراً سمجھ گیا کہ پرسرام بہاؤ نے ساری منصوبہ باجیراؤ کو مطلع کر دیا اور یہہ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا افسوس اب کچھہ نہین ہو سکتا اب اپنی فکر کرنا چاہئیے یہہ تو اس فکر و تفکر مین پڑا۔

اب ادہر مہاراجہ نواب الامرا بہادر کا حال سنو۔ نواب صاحب بھی آتش کے پرکالے تھے۔ ہر وقت توڑ جوڑ مین رہتے تھے۔ انہون نے دولت راؤ سندھیہ کے ہشتیون کو ہزار ہا روپیہ اپنی ہم صحبتون کے ذریعہ سے جیکیا کر اپنا یار بنا لیا تھا اور پردہ کا رروائی جاری تھی اور تو کچھہ نہو سکا اون مصاحبون نے یہہ تجویز کی اوسکو ایک عجیب حکم دیا اور کہا کہ مہاراج نواب اعلم الامرا بہادر جو یہان تشریف لاتے ہین اون کے پاس اونکے فرزند سیف الملک مالی مبان کا ایک گھوڑا ہے جسکا نظیر آج دنیا بھر مین نہین ہے اگر مہاراجہ اوس سے طلب کرین گے تو فی الفور نذر کرینگے۔ اور یہہ ذکر دولت راؤ سے چند بار کیا۔ دولت راؤ

سینڈیہیہ اوس زمانہ مین نوجوان اور نشۂ دولت مین مست ہورہا تھا اور کچھ یکی سواری کا از حد مشتاق تھا اوس گھوڑے کے خیال مین پڑ گیا۔ اکبر نظر خواجہ باجوا بہیہ ہوا کہ دولت اوڈ سیر و شکار کو نکلا تھا ایسی کیوقت اس بلا کو مرتب ہے جہان اعظم الامرا بہادر قید تھی گذرا تھا جونہی پہرہ دہانی کیطور پر عرض کیا کہ مہاراجہ ہی باغین اعظم الامرا بہادر قید ہین اور وہ گھوڑا بھی یہین ہے اگر منظور خاطر ہو تو ارشاد فرما سکتے ہین بلکہ ایسے اعظم الامرا سے کیسکے دولت راؤ کہ نشۂ نخوت مین مخمور ہورہا تھا اور کسی کو نہین گنتا تھا بلا تامل باغین چلا گیا۔ جوانان ملیٹی فوج مرتب نے سلامی دی اور اعظم الامرا بہادر نے استقبال کرکے مسند پر بٹھایا اور وہ گھوڑا ساز و سامان نذر کرکے روانہ کیا۔ مجبور و ناگہانی طالبی دولتراؤ سینڈیہ کے اعظم الامرا بہادر کی باتین ناپہرزنیس دوڑا ہوا آیا۔ یہہ شخص عرصہ تین سال سے کبھی نوابکے پاس نہین آیا تھا۔ عالیجاہ دولتراؤ کی آمد کی خبر سنکر مشوش ہوا اور فوراً دوڑا آیا اور نوابصاحب سے دریافت کرنے لگا کہ نوابصاحب مہاراج دولتراؤ سینڈیہ کیس لئے آئے تھے اعظم الامرا بہادر نے جواب دیا کہ خبر دار تمہارے موجود مین جو کچھ ہوا وہ آپ ان سے دریافت کیجئے۔ شاید گھوڑے کا ذکر سنا تھا اور اسکو دیکھنے آئے اور لیکر چلے گئے سوا اسکے کوئی بات نہین ناناجی نے کہا کہ نوابصاحب اصل حقیقت ہوا گاہ کیجئے تاکہ تسکین خاطر ہو۔ اعظم الامرا بہادر نے ہر چند انکار کیا کہ بجز اس کے اور کوئی بات نہ تھی مگر ناناجی باتھا تھا برابر تکرار اور اصرار کرتے گیا۔ جب اعظم الامرا بہادر نے دیکھا کہ یہہ شخص مشوش ہوتا ہے لاچار ہوکر کوئی ڈانوان کہیلوا دیا کہ جلد جاؤ۔ اسلئے اوس نے کہا کہ مہاراج خیر تو ہے ہر روز ہفتہ عالیجاہ دولتراؤ سینڈیہ کو ایسا کون شخص ہے جو خطا ہر ہوا ور ذوالجلال ناحق اپنا اپنے ہاتھون سے کرے مین اپنی زندگی سے سیر نہین ہوگیا ہون کہ افشاء راز کردون۔ ناناجی پہرزنیس یہہ سنتے ہی بیتاب ہوگیا اور بڑی بڑی قسمین کہاکر عاجزی الحاح سے مستفسر ہوا اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ چونکہ آپ قسمہا مغلظہ درمیان لاتے ہین مجبوراً مین ایک بات تمام و تو نہین سے کہ اصل الاصول سے بیان کرتا ہون اوسی پر سب باتون کو قیاس کرلینا۔ ناناجی نے خوشنود ہوکر پوچھا وہ کونسی بات ہے اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ وہ یہہ بات ہے کہ تمہاری فکر ہورہی ہے تم اپنی فکر کرو۔ یہہ سنکر ناناجی نے کہا کہ نوابصاحب آپ حقیقتاً میرے ہمدرد ہین اب جو کچھ صلاح وقت ہو اوسسے مجھے مطلع کیجئے۔ مین کیا کرون اس ہنگام پر آشوب مین سخت پریشان ہون۔ دولتراؤ نے اپنا زردہ کہلا کر بابا جیراؤ کو بلوایا ہے اور تمام سرداران مرہٹہ کو اپنا رفیق و مددگار بنایا ہے پہر ہیچ توقف مال کار کو ہرگز نہین سمجھتے کہ اس بدمست کو دشمن یعنی انگریزون کے پاس بابا جیراؤ کی بابت کہنا ہے راؤ کی

دستاویز موجود ہی وہ طیار و آمادہ ہین کہ بسوقت اوسکی اولاد مین سے کوئی شخص مسند نشین ہووے تو فوراً عمل کر سلطنت ہوون مین اکیلا اس مجھے کو کیونکر سنبھال سکتا ہون اب جو کچھ مصلحت وقت ہوا۔ مشورہ دیجئے تاکہ میری بہتری اور فوت کا سبب ہو اور میرے ہاتھ کے نیچے حکومت رہی۔ اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ مہاراج میری رائے مین صلاح وقت یہی ہی کہ آپ قلعہ کوکن مین جا بیٹھین اور وہان سے اس گروہ مخالف سے سوال جواب شروع کرین۔ اگر یہہ لوگ تمہارے صلاح پر عمل کرین اور کہنا مانین تو فہو المراد بہت بہتر ہی ورنہ تم انگریزون سے موافقت کرکے اونکا بادشاہ بنا دیجو جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔ نانا نے کہا بہت بہتر ہی لیکن جناب بھی میرے ہمراہ چلین۔ اعظم الامرا نے کہا بہت مناسب ہی مین ہر وقت موجود اور تمہارا تابعدار و خیر خواہ ہون۔

پس نانا پیشوا نے اسی ساعت اپنے بارہ ہزار عرب سوارون کو لیکر روانہ قلعہ کوکن ہوا اور ایک رسالدار مرہٹہ کو دو سو سوارون سے اعظم الامرا بہادر کے پاس بھیجا اور اوسکو حکم دیا کہ نواب اعظم الامرا کو بہت جلد ہمراہ لیکر ہمارے پیچھے آؤ اور ہر گز ہرگز نہ ٹھہرو جب نانا پونا سے نکلا اور وہ سردار مرہٹہ آن کے لینے کو آیا۔ اعظم الامرا بہادر نے فرزند العلی خان کے ہاتھ دولت و اقبال کو رقعہ لکھا کہ نانا پیشوا فرار ہو گیا اور میرے لینے کو دو سو سوار بھیج گیا ہی مین صبح تک جس طرح ممکن ہوگا اس سردار کو ٹالونگا۔ آپ اسی طرح پہونچکے جہانتک اس سردار سے چھپین لیکن ورنہ اگر مین اور نانا پیشوا دونون متفق ہو جاوینگے تو پھر ہماری تدبیرون کے سامنے تمہاری لاکھہ بچونین کام نہ آوینگی ادہر بابا جیراؤ اور پرسرام بہاؤ کو بھی اطلاع کی۔ اونہون نے کہلا بھیجا آپ بیفکر اپنی جگہہ پر بیٹھے رہین آپکا کوئی دشمن نہین ہی رسالدار نے ہر چند تشدد کیا مگر اعظم الامرا بہادر نے حیلہ حوالہ مین ٹالکر صبح صادق کر دی۔

یہانتک کہ دولتراؤ سیندیہ سواری کے نشان نمودار ہوا رسالدار نے کو خود بخود اوسکی سواری کے نشان دیکھکر فرار ہو گیا وہ لوگ عرب اور بلیٹن والے جو تین سال سے اعظم الامرا بہادر کے حفاظت پر متعین تھے نانا کی فراری کی خبر سنکر اوسی رسالدار کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اعظم الامرا بہادر بیقید سے جیوا در باختیار خود بنا۔ دولتراؤ سیندیہ نے پونا مین پہنچکر انسے صلاح لی اونہون نے کہا کہ آپ بہت جلد اپنے لشکر سے نانا کا تعاقب کرین اور اوسکو پکڑ لین اور ہر گز ہرگز قلعہ کوکن مین نہ داخل ہونے دین۔ اور خود دولتراؤ سیندیہ اور بابا جیراؤ اور پرسرام بہاؤ سے اجازت لیکر شہر پونا کے باہر برابر تعریف طبع کہا ہی اور کوتوال کے میدان میں خیمہ الا اور تیس ہزار سوار و پیادہ نوکر رکھے اور ایک کروڑ روپیہ نانا کے کارندون پونا سے قرض لیکر مستعد منتظر وقت ہیں

دولت اور سیندھیہ نے اوسیوقت اپنے لشکر سے نانا کا مقابلہ کیا لیکن نانا کے عربوں نے بندوقوں کی ایسی مار دی کہ دہ ہزار سے کچھ نہ ہوسکا اور نانا قلعہ کوکن میں داخل ہوکر محصور ہوگیا دولتراؤ بٹ کر برگانا باہر خیمہ زن ہوا۔

اب دسہرا کرشمہ سنئے قابل ہے وہ یہ کہ اتفاقاً یا جیراؤ سے پرسرام بہاؤ منحرف ہوگیا اور رستے چاہا کہ مرہٹوں کو اپنی طرف جذب کرلیجائے نانا پیشوا سے ملکر انگریزوں کی امداد اسی کو مسند نشین کریں اور باجیراؤ اور دولتراؤ سے سمجھ لیں یہ خبر مفصل طور سے نواب اعظم الامرا بہاؤ کو معلوم ہوئی۔ انہوں نے دولتراؤ اور باجیراؤ کو مطلع کیا اون دونوں نے خوشنود ہوکر ان سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی جمعیت سے جو مخفی آہستہ نوکر رکھی ہے اسطور پر کہ کسی کے خیال میں بھی نہ آوے پرسرام بہاؤ کو گرفتار کرکے لشکر رکھنا اور یہ لشکر دو گروہوں میں متفرق طور پر پونا کے باہر اوسکے بیڑ کے فیصلہ میں خیمہ زن ہو۔ قید کرلیں۔ اعظم الامرا بہاؤ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ میں غریب الدیار آپ لوگوں کے ہاتھ میں بیدست و پا پڑا ہوا ہوں لشکر کہاں سے لاؤں اوس کے جواب میں دولتراؤ و باجیراؤ نے کہلا بھیجا کہ آپ بندگانہ سے جمعیت طلب کرلیں اور اسے عرضیان بہت جلد پرروانہ کریں کہ کسی کے خیال میں بھی نہ آوے یہ اجازت ملتی ہی قریب تھا کہ اعظم الامرا بہاؤ کو شادی مرگ ہوجائے پس اوسیوقت عرضیان لکھا حضور پرنور کی خدمت میں روانہ کیں اور منتظر وقت رہے۔ حضور پرنور نے بمجرد ملاحظہ عرضی لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور رڑو پنک کو کہ لڑائی دن میں حیدرآباد سے پونا پہونچتا تھا اعظم الامرا کی پاس روانہ کیا کہ چشم دید حال و نگارش کرے اعظم الامرا بہاؤ نے رڑو پنک کو آتا ہی ساری کیفیت لکھکر حضور میں روانہ کی اور سپاہ کو نہایت ہی جلد بھیجنے کے لئے درخواست کی۔

حضور پرنور نے عیسی میان میران یار جنگ۔ اور محمد سجاعت خان بہاؤ اور موسی پیرو فرانسیس کو تین ہزار سوار اور آٹھ ہزار پلٹن و توپخانہ لیکر فوراً روانگی پونا کا حکم دیا اور اون کے معاقب قریب ساٹھ ہزار سوار و پیدل مع لاؤ لشکر رہنما جیونت بہاؤ اور سردار الملک گیاسی میان منتظم الملک اسد علیخان بہاؤ دیگر امیران سرداران و جمعداران حضور کو پونا کو روانہ کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کے اشرفیان افرہون بھی اخراجات سپاہ و لشکر کے لئے ارسال کئے۔

جب اعظم الامرا بہاؤ کو خبر پہونچی کہ میران یار جنگ اور محمد سجاعت خان بہاؤ مع تین ہزار سوار دریا سبونر پر مقیم ہیں اور بباعث عدم فراہمی راہ کے اوس جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں اوسیوقت ہندوی ایک لاکھ روپیہ کے ساہوکار سے کہ ہمراہ لشکر تھا ہرکارے میران یار جنگ اور محمد سجاعت خان بہاؤ کے پاس دوڑا کہ خرچ راہ لیکر بزودی تمام فوج کو یہاں پہنچا دیں

جس روز یہہ لشکر پونا میں داخل ہونیوالا تھا اوس روز صبح سے اعظم الامرا بہادر نے کہانا نہ کھایا اور تیسرے پہر تک جبتک کہ وہہ پہنچ نہ گئے کچھہ نہ کھایا پیئے ہی رہے۔ جسوقت میدان سے گرد نظر آئی اور یہہ لوگ سردار مع فوج قریب پہونچے۔ اعظم الامرا بہادر بلندی سے دیکھہ رہے تھے۔ جہاں سردار اوں سے ملاقات ہوئی۔ دونوں امیر فدیوں پر گر پڑے اور بغلگیر ہو کر ملے اعظم الامرا بہادر نے خبر خیریت حضور پر نور دریافت کی اور بعد ازاں شربت خوان بچہا منگا حکم دیا اور کہا کہ بہ بدولت مدید خداوند کریم نے ایسا مبارک دن نصیب کیا ہے کہ ہم تم ملکر کہانا کھائینگے ہیں برابر یہی لوگ تھے کہ حضور پر نور کی سلامتی رہے پہر پرسش ہیں درست ہو جاوینگے۔ بعد از فراغت طعام فرمایا کہ میر حبیب کے دائیں بائیں دونوں سردار فوج کو اتارین اور بعد بعد رکے موی پیرو فرانسیس بھی آٹھہ ہزار پیدل توپخانہ سے آپہونچا اور حمیت سرکار عالی کو پورا زور ہو گیا جب یہہ چار لشکر اعظم الامرا بہادر کے پاس جمع ہو گیا تب باجیراؤ اور دولت راؤ سے اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ جب الاجانب تمہارے یہہ پہنچ گئی ہے اب بیسا ارشاد ہو بجا لاؤں تمہارے حکم کا منتظر ہوں۔ دونوں نے کہلا بھیجا کہ نصف شب کے وقت آپ سپاہ کو پرسرام بہاؤ کے مکان پر بھیجکر اوسکو گرفتار کرا منگائیے۔

نواب اعظم الامرا بہادر نے میران یار جنگ اور محمد سجاں خان بہادر کو حکم دیا کہ تم دونوں اپنے سواروں کو لیکر آدہی رات کو ہرکارہ کے ساتھہ پرونا کا اندرونی راستہ سجا کر پرسرام بہاؤ کی گہر کو احاطہ کر لو اور اوسکو پکڑ لاؤ اور اوسکے سوے پیرو بھی چار پانچ پیدل توپخانہ کے ساتھہ رہنے چاہئے ان تینوں سرداروں نے پرسرام کی گہر کو محصور کیا اوس نے لشکر کو دیکھتے ہی امرتداؤ کو اپنے پیچھے پاس بٹھایا اور نہیں معلوم کس مخفی راستہ سے بھاگ نکلا اور لشکر کا رخ کیا جو شہر پونا کے باہر پڑا تھا۔ جب یہہ خبر اوسکی نکلجانے کی ہرکارے نے محمد سجاں خان بہادر کو پہونچائی وہ فوراً اپنا گھوڑا مار کر بلوز رکے اوس کے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اوسکے غافل لشکر پر پہونچکر یکایک قتل کرنا شروع کیا لشکر اوسکا حیرت زدہ ہو کر بھاگ نکلا۔ پرسرام نے دیکھا کہ اس میں بہتری نہیں کوئی کسی کو نہیں پہچانتا جانب طرف مارا مارا ہو رہا ہے اور کسی طرح اب لشکر کے اندر داخل ہونا ممکن نہیں ہے تب مجبوراً قلعہ جنیر کا راستہ لیا۔ محمد سجاں خان بہادر کی مہرکاری نے خبر دی کہ پرسرام یہاں سے بھی بھاگ نکلا اور ایک سوار نے جو محمد سجاں خان کے ہمراہیوں سے تھا اور دوسرے راستہ سے آتا تھا دیکھا کہ دو شخص ایک گھوڑے پر سوار قبلہ کیطرف جا رہے ہیں اوس نے بھی محمد سجاں خان بہادر کو اطلاع دی اسی قیاس پر یہہ جرنیل برہم دل آتش مزاج بہادر محمد سجاں خان بہادر اوسکے پیچھے ہوا اور ادھی شب تا رمین اپنے گھوڑے کو

بے تحاشا پہنچتا ہوا چلا گیا حتی کہ صبح صادق نمودار ہوئی۔ پرسرام بہاؤ قلعہ منیر کے پاس پہنچکر اطمینان کے ساتھ رفع حاجت
کو بیٹھ گیا تھا اور امرت راؤ بچہ دروازہ قلعہ میں کہڑا تھا کہ یہہ خبری سردار محمد سبحان خان بہادر بلا تاخیر گھبراہٹ کی طرح اوسکے
سر پر جا پہنچا اور فوراً اوس مرد کہ پرسرام بہاؤ کو اسیر کر لیا اس معرکہ میں سات سو سوار محمد سبحان خان بہادر کے جو پہنچ کر
سکے کچھہ ہی پیچھے کہوڑا اڑائے چلے آتے تھے پہونچ گئے۔ جب امرت راؤ نے دیکھا کہ پرسرام بہاؤ اسیر ہو گیا۔ دروازہ قلعہ سے
باہر آکر محمد سبحان خان بہادر سے کہا کہ اس نمکحرام کو خوب مضبوط باندہو۔ اوس نے مجھکو ناحق حیران کیا ہے اور مجھکو پونا پہونچا
محمد سبحان خان بہادر نے یہہ مشورہ قبول کیا اور امرت راؤ کو ہاتھی پر سوار کر کے خود اوسکی خواصی میں بیٹھا اور اپنے لشکر
کو لیکر روانہ پونا ہوا۔ پرسرام کو مضبوط باندہکر سبا میں سوار کر کے اپنے ہمراہ لیچلا اور دہ نون تھنون امرت راؤ اور پرسرام
بہاؤ کو اعظم الامرا بہادر کے سپرد کر دیا اور وہ نون نے دولترا ؤ اور باجیراؤ کے پاس بھیجدیا۔ باجیراؤ اس کامیابی سے
بہت خوشنود ہوا اور محمد سبحان خان بہا کو اپنے روبرو بلا کر تمام حقیقت اوسکے گرفتاری کی بالشافہہ سنی اور خوش
ہو کر بہت معقول انعام دیکر رخصت کیا۔ اوس روز سے باجیراؤ اور دولترا ؤ کو جس کسی گرفتاری کی ضرورت ہوتی تو
اعظم الامرا بہادر سے کہتے اور یہہ حضرت اون لوگون کو گرفتار کرا کر پہونچا دیتے تھے چنانچہ ہری پنڈت بہرٹکیہ بھی
عجب بے حالی سے گرفتار ہوا ایکروز یہہ نامی گرامی زبردست سردار تیس ہزار برہمنون کو شہر پونا کے باہر کہانا کہلا رہا تھا
اور اپنی سپاہ کو حکم دیدیا تھا کہ آج ہمکو برہمنوں کے کہلانیکا کام ہے لہذا کوئی شخص ہمارے سلام کرنہ آوے سبکو معافی ہے
ایسی تاک جہانک تو اعظم الامرا بہا کو لگی ہی رہتی تھی فوراً موقع وقت سے باجیراؤ اور دولترا ؤ کو مطلع کر کے اشارہ
کیا کہ اسوقت خوب گرفتار ہو سکتا ہے۔ اونہون نے اوسکی گرفتاری کی اجازت دیدی۔ فوراً لشکر اعظم الامرا بہادر
نے پنڈت جی کو جا گہیرا اور پنڈت جی مہا راج برہم موت برہما وتار کر باندہان آن دبا تا جو اپنے ہاتھون سے برہمنون
کہانا ڈال رہے تھے اور نقطہ ایک دیر ہوتی پہنچ ہوئے تھے اسی حالت سے پکڑ لئے گئے اور حوالہ دولترا ؤ سندھیہ کیے گئے۔ پابدست
دگر دست بدست دیگر۔ کا مضمون پیش آیا اب میدان خالی پاکر نواب اعظم الامرا بہادر نے بھی پیر پری لی اور پونا
کے میدان سے ہر دو زود دو کوس پیچھے ہٹنا شروع کیا اسی اثنا میں مظفر الملک بہادر اور سردار الملک گہاسی میان
بہادر و دیگر سرداران و امیران سرکار عالی مع جمعیت بسیار و پونچنا نتساز اعظم الامرا بہادر کے لشکر سے آملے اور دہ
تیس ہزار فوج جو در پردہ شہر پونا میں نوکر کہی تھے ظاہر طور پر اوس لشکر میں آن کر مل گئی اب بڑی بہاری سپاہ

فراہم ہوئے اور کسی ڈھنگ کی بات نہ ہوئی سے اعظم الامرا بہادر ہر روز دو دو کوس پیچھے ہٹکر مرہٹے سیونا کی طرف نکل گئے۔ اسی عرصہ میں رگھوتم راؤ حیدرآباد سے مخالفین اعظم الامرا بہادر کے خطوط لیکر پونا میں پہونچا جو سرداران مرہٹہ کے نام اس مضمون سے لکھے گئے تھے کہ آپ لوگ ہرگز ہرگز اعظم الامرا بہادر کو قید رہائی نہ بخشیں ایسا آدمی پھر تمہارے ہاتھ نہ لگیگا اوسکا چھوڑنا ہرگز مصلحت نہیں ہے حضور پر نور ہرگز اوسکی رہائی سے خوش نہ ہونگے آئندہ تم کو اختیار ہے۔

جب اس رگھوتم راؤ نے اعظم الامرا بہادر کا یہ جلال و جلال دیکھا اور اس شان و شوکت کے ساتھ پایا تو حیرت زدہ ہو کر رہگیا اور چونکہ تقدیر اعظم الامرا بہادر کے بلند پر تھی خود بخود یہ رگھوتم راؤ انکے پاس آکر کہنے لگا کہ ایک شخص حیدرآباد سے بہت مخالفوں کے خط بنام سرداران مرہٹہ لیکر آیا ہے اور اوسکو میں نے ہمراہ کر لیا ہے اگر حضور کہیں تو میں اوسکو مع خطوط کے حاضر کروں اعظم الامرا بہادر سخت متفکر ہوئے اور اوس سے کہا کہ اگر تم وہ خطوط مجھ دلوا دو تو میں تمہارے اور اوس شخص کے ساتھ بہت بڑا سلوک کرونگا۔ رگھوتم راؤ نے کہا کہ اگر میں اوس شخص کو آپ سے ملاؤں اور وہ خطوط آپکو دلوا دوں تو اوس شخص کے ساتھ آپ کیا سلوک کرینگے کیونکہ آپکے دشمنوں نے بھی اوسکو بہت سا امید میں اور زر و مال دیکر بھیجا ہے تو اب نے کہا کہ وہ شخص کس قسم کا ہے اور کیا لیاقت رکھتا ہے۔ رگھوتم راؤ نے کہا برہمن معتبر ہے اور بہت لائق لکھا پڑھا ہے جس خدمت پر آپ چاہیں سرفراز کر سکتے ہیں حتی کہ پیشکاری بھی کر سکتا ہے اعظم الامرا بہادر نے جواب دیا کہ اگر وہ شخص مجھ سے ملجا دیگا تو میں حیدرآباد پہونچکر پیشکاری کا خلعت حضور پر نور سے دلوا دونگا اور اس اقرار پر تسلیم کہلائی۔ تب رگھوتم راؤ نے ظاہر کیا کہ وہ شخص معتمدین ہی ہوں اور تمام خطوط اعظم الامرا بہادر کو دیدے اوس تاریخ سے اعظم الامرا بہادر نے رگھوتم راؤ کو اپنا اور دولتراؤ سندیہ بہادر و باجیراؤ اور رگھوجی بھوسلا کے درمیان وکیل مقرر کر دیا اور مہر باجی نائیک کو معتوف کر دیا اس رگھوتم راؤ نے رگھوجی بھوسلا کو بھی مطیع و منقاد حکم نواب اعظم الامرا بہادر کر لیا۔

چند روز بعد سرداران مرہٹہ میں اور زیادہ تفرقہ پڑ گیا اور دولتراؤ باجیراؤ وغیرہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی کہ روز بروز پیچیدگیاں اور الجھنیں کیوں پڑتی چلی جاتی ہیں۔ اور معاملہ روز بروز کیوں بگڑتا چلا جاتا ہے اسکا خاص سبب کیا ہے پس آخر کار اوسکو قرائن سے معلوم ہو گیا کہ ذات شریف اعظم الامرا بہادر کی بدولت یہ ساری فتنہ انگیزی و مفسدہ پردازی ہو رہی ہے اگر یہ حضرت چند روز اور یہاں مقیم رہے۔ تو بلاشبہ سرداران کی دولت میں اور زیادہ خرابہ پڑ جاویگا۔ پس انکو روانہ حیدرآباد کر دیا جاوے تو بہت بہتر ہے آخر کار سب نے اتفاق کر کے

اعظم الامرا بہادر کو بھلا بھیجا کہ آپکا تعلق بندگا نعالی سے ہی اور جس شخص سے خلاف مرضی حضور پر نور آپکو بہان کرنا تھا
وہ اپنی سزا اعمال کو پہونچا اب ہمکو کسی طرح حضور پر نور کی ناخوشنودی منظور نہین ہی کیونکہ وہ ہمارے عہد اتحاد مین اور جبکہ
حضور پر نور نے چند بار آپکو طلب بھی کیا تھا لہذا آپ جلد آباد تشریف لیجا ہم بخوشی خاطر آپکو جانیکی اجازت دیتے ہین۔
اعظم الامرا بہادر اس اجازت سے نہایت خوشوقت ہوا اور باجیراؤ سے جاکر ملاقات کی اور اسکو جواہر عمدہ اور خلعت عطا کیا اور
رخصت دی۔ پیچھے دلترا ہو سیندیہ اور گھوپی پہونچا اور ان سرکشون کو راہ سے دخصت حاصل کرکے وہان سے منصفور
بعد چند کوچ دمقام کرکے جب اعظم الامرا بہادر نے سیونا پر پہونچکر مقام کیا تو بالاجی نانا پیشوا نے دیسل سمت کے اور خلوص مہر کی بھیجی
نانا نے کمال عاجزی سے لکھا تھا کہ جناب نے مجھکو بے نیل مرام گویا قلعہ کرکن مین سفید کردیا اور آپ اپنی مراد کو
کو پہونچکر رونق حیدرآباد ہوا اس امر کی مبارکباد مین بھی دیتا ہون لیکن ہرگز مناسب نہین ہی بلکہ شرط سرداری
و سرداری و بزرگی یہ ہے کہ فدوی کا تصفیہ بھی اعیان ارکان دولت پونا سے کرا کر اور باجیراؤ کو مسند نشین کرکے جاوی
کواونکی مدار المہامی پر مقرر کرا کے فیروزی و نام آوری کیساتھ حیدرآباد جاوین تاکہ جناب کی نام آوری قیامت تک دنیا مین رہے
خاص و عام سے، اگر چہ اس مخلص کی خرابی جناب ہی کی بدولت ہوئی ہی تاہم یہہ وقت احسان کا ہی اور وقت تغافل
چشم پوشی یاد آوری مناسب کا نہین ہی اگر یکمشت تم آپ پورا کردینگے تو اس عنایت کے عوض مین ایک کروڑ روپیہ نقد
واسطے خرچ زادراہ کے اور دو تین کرور روپیہ کی جواہر خسارہ جنگ کا ہرا حضور پر نور نے لکھدیا ہے اور محالات
و قلعہ دولت آباد کہ ہمارے سرکار مین داخل ہوگیا ہی مع سند معافی چوتھے صوبہ بیدر جناب کے حوالے کرونگا جس سے
حضور پر نور بندگا نعالی کی خوشنودی ہوگی ورنہ خالی ہاتھہ اپنے خداوند نعمت کے روبرو جانا کوئی نام آوری کی بات نہین ہے
اعظم الامرا بہادر کی تو خاص منشا اور خواہش ہی یہی تھی۔ یہہ تحریر دیکھتہی نہایت محظوظ ہوا اور باجیراؤ وغیرہ کو خط
لکھکر پیر پونا کو پلٹے جس حالتمین اس گرگ کہن باران دیدہ کو ان ہیوقوف مرہٹون نے اختلاف ڈالدیا کہ تم نے
اب انکو ہموار کرلینا کون بڑی بات تھی۔ پونا پہونچتہی اسکو ہموار کرلیا اور نانا پیشوا نویس کی مدار المہامی پر بھی سکو راضی کرلیا
چونکہ اول اول نانا پیشوا نویس باجیراؤ کی مسند نشینی پر رضامند نتھا اور اب آخر کار اس امر پر راضی ہوگیا تھا اور
جھگڑا اور میان مین تھا وہ اب جاتا رہا پس سب لوگ اب نانا کی مدار المہامی پر راضی ہوگئے لہذا اعظم الامرا بہادر
نے اپنا خط اور باجیراؤ کا عنایت نامہ مہری جمعین قسما قسمی بھی تھی نانا پیشوا نویس کے پاس بھیجا اور اوس کو تعلق

کرکے اعظم الامرا بہادر نے اپنے خیمہ میں اتارا اور پہراد سکو ساتھ لیکر باجیراؤ کی ور باہیں گئے اور اوس سے
بغلگیر ہوا کر باجیراؤ کو اوسکی طرف سے مطمئن کر دیا اور پہر سب سرداران مرہٹہ کو ہموار کرکے باجیراؤ کو مسند نشین کر دیا۔
سب سے پہلے رسم تملک حضور پر نور کیطرف سے خود اعظم الامرا بہادر نے ادا کی۔ اور پہر ناناپٹہ نویس سے حسب اقرار محالات قلعہ
دولت آباد اور دستاویز مبلغ تین کرور روپیہ کے مع سند معافی چوتھہ صوبہ بیدر اور ایک کرور روپیہ نقد لیلیا اور
سرکاران یونا کا جو ایک کرور روپیہ اعظم الامرا بہادر پر قرض تھا وہ بھی ناناپٹہ نویس کے ذمہ تبلادیا بعدہ وہاں سے رخصت
ہوکر اسی انتی کوس کا کوچ کرکے میدان قلعہ محمد نگر گولکنڈہ میں داخل ہوے۔

حضور پر نور اوسوقت تہنیت نگر عرف لالہ گوڑا میں سیر و شکار میں مصروف تھے اعظم الامرا بہادر کی مخلصی اور سرکاری
سرپہنچنے کی خبر سنکر نہایت محظوظ ہوے اور وہاں سے چلکر قلعہ گولکنڈہ میں داخل ہوے اعظم الامرا بہادر نے اپنے سباشی ہزار
سوار و پیادہ بیشمار کو ملاحظہ اقدس میں گذرانا اور بعدہ شرف دستبوسی حضور پر نور کو عماری چتر دار میں سوار کرکے جلوس
کرتے ہوے داخل قلعہ محمد نگر کیا اور بعد اوسکے رونق افزا بلدہ حیدرآباد ہوے یہاں پہونچکر نفائس و جواہر وغیرہ
نذر گذرانے جب تادیز مہری خاص و اگذاشت محالات قلعہ و دولت آباد و سند معافی چوتھہ صوبہ بیدر ملاحظہ
قدر میں آئی تو حضور پر نور بے انتہا راضی و خوشنود ہوے اور اس خدمت کے عوض میں اعظم الامرا بہادر کو خطاب اسطوجاہ
فرزند ارجمند و وکیل مطلق و مختار دولت آصفیہ و منصب شش ہزاری ہشت ہزار سوار و ماہی و مراتب و مرحمت
طاؤس سر بلند فرمایا اور جبتک شمشیر جنگ والی حویلی جو کہ بلدہ میں واقع ہے ان کی سکونت کے لئے نہ خالی ہوئی
تبتک خلوت مبارک میں انکے رہنے کے لئے جگہہ عطا فرمائی۔

سنہ ۱۲۲۲ھ میں اعظم الامرا اسطوجاہ یونا سے لوٹکر آئے تھے اوسی زمانہ میں حضور پر نور کا مزاج ایک حالت پر رہنے لگا تھا
سنہ ۱۲۲۳ھ کے شروع سے شادی مرشدزادہ سکندر جاہ بہادر و شادی شہریار الملک بہادر و رسم اللہ خوانی مرشدزادہ کیوان جاہ
بہادر کی خوشی تار حلت نواب غفرانمآب عمل میں آئی بعد حلت حضرت غفرانمآب کے اعظم الامرا بہادر صرف دو ماہ
زندہ رہے اور ۲۸ محرم الحرام سنہ ۱۲۲۳ھ کو بعارضہ بخار انتقال کر گئے پچیس سال تک سرکار آصفیہ کی دیوانی و مدارالمہامی
کی اور تہتر سال کی عمر ہوئی۔

اخلاق و عادات

یہ عجب ارسطو فطرت افلاطون سیرت شخص تھا اور ذہین اگر کوئی شخص اور تھا ہم پایہ تھا تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ نا پائدار نویس ہی تھا مگر انکی رسائی فکر تیزی ذہن و جودت طبع کو اور اسکے جوڑ توڑ کو تب بھی نہیں پہنچتا تھا اگر یہ افلاطون بھی تو وہ ارسطو اصحا اگر یہ فیثاغورث و وہ جالینوس۔ ان کے قوی جوڑ اور دائمی ہیں ضعف طبیعت سے بند ہیں تھے کہ کبھی ذہن فرق آیا جو فکر کی خوب ہی کی اور یوں سوچا دھوکر ہی رہا حیدرآباد یونہیں اگر کوئی انکی رسائی عقل و ارسطو فطرتی کو سمجھتا تھا تو وہ عالم آپا ہی تھے جو ان کے محبوب نما کے زمانہ میں حیدرآباد یوں کہا کرتے تھے کہ اعظم الامرا ہمارا ضرور چھوٹا بھائی ہیں کوئی شبہ نہیں ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد بطرح قیامت کا آنا یقینی ہے اسی طرح اعظم الامرا کا پونا سے آنا لازمی ہے۔

اعظم الامرا ارسطو جاہ نہایت زندہ دل خوش مزاج لطیفہ پسند سیر فکر امیر تھے ہمیشہ آراستگی فوج اور ملک گیری کا خیال رہتے دو تک لگا رہا ان کے زمانہ میں فوج ایسی برابر اور بے نظیر جمع ہو گئی تھی کہ روئے زمین پر اوسکا نظیر نہ تھا ایران توران افغانستان عرب حبش تک کے لوگ سپاہ میں بکثرت موجود تھے خود بھی جری سپاہی تھے اونکی سی شان و شوکت صلابت و جاہت و خلقت و امارت آجتک کسی امیر میں نظر نہیں آتی۔ گھوڑے کی سواری کا ازحد شوق تھا عمر بھر گھوڑوں کی تلاش رہی اور کبھی اونکی خریداری سے غافل نہ رہے مشہور چابک سوار نعمت اللہ خان جمعدار و شفیع خان و محمد ماہ و تنہو شاہباز ہمیشہ ہر وقت حاضر رہتے اور گھوڑوں کو سدھایا کرتے تھے۔

مغلئی امرا کی اخلاق و چال چلن جو کہتے ہوئے ہیں سب انمیں موجود تھے چنانچہ شعر گوئی اور تاریخ دانی میں بے مثیل تھے تنگ بازی بھی بارہ مہینے جاری رہتی تھی اور پتنگ بنانے والونکو جاگیریں دی گئی تھیں کبوتر بازی بھی حد سے بڑھی ہوئی تھی منگل کے روز مرغبازی و بٹیربازی بھی ہوا کرتی تھی بٹیر لڑنے میں بھی کسی سے کم نہ تھے حقہ بھی نہایت شوق سے پیتے تھے حتی کہ جب بار کو جاتے تو خلوت مبارک تک حقہ ہاتھ میں رہتا تھا اور قریب پیدنچہ پر پہونچتا تھا اس پر طرہ یہ تھا کہ علما و فضلا شعرا حکما کی صحبت بھی ہمیشہ گرم رہتی تھی۔ پنجگانہ نمازی بھی تھے عبادات الٰہی کبھی قضا نہ ہوئی کسی شخص کو بغیر ملاحظہ حضور پرنور کبھی ضیافت پر مامور نہیں کرتے تھے۔ لاکھوں روپیہ ہر سال محتاج و زواران اماکن مقدسہ کو دیتے اور سادات کے مجاورین کو بھیجا کرتے تھے۔ عشرہ محرم میں عاشورخانہ حیدرآباد میں ہر دم سے محرم منایا جاتا تھا۔

نواب میر ابوالقاسم میر عالم بہادر مدار المہام سرکار عالی آصفیہ

ان کے والد بزرگوار کا نام سید یعنی موسوی شوستری تھا۔ میر سید رضی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے عہد دولت میں

ایران سے وارد وطن ہوکر مشرف ملازمت ہوے حضرت مغفرتمآب نے انکو عہدہ دارالانشا پر مامور کرنا چاہا مگر انہوں نے نامنظور کیا بعدہٗ انکو حکم ہوا کہ ہفتہ میں ایکبار حاضر دربار ہوا کریں انہوں نے یہہ شرط کی کہ ہر ملازمت میں ایک شخص کو سفارش کیا کرونگا نواب مغفرتمآب نے منظور کیا اس لئے انکو دروازہ پر ہفتہ میں ملاقات کا رزغلقت کا ازدہام ہوا کرتا لیکن جو شخص انکو سب سے پہلے ملا کرتا تھا اوسی کی سفارش کیا کرتے تھے۔ چونکہ یہہ پیر سید رضی شیعہ نہ تھے بلکہ شیعوں کے پیر مجتہد العصر تھے اس لئے اس مذہب کے لوگ اوس اثر پر جو سنہ ۱۲۷۳ھ میں ہوا تھا بکثرت آتے تھے مگر یہہ سید رضی بڑے دانشمند تھے چونکہ سلطنت سینوں کی تھی اور انہیں کا زور شور بھی تھا اس لئے انکی محفل میں کبھی شیعہ سنی کے تفرقہ کا ذکر تک نہ آتا تھا اور اسی بے کے باعث شیعہ و سنی اُمرا سب انکے ملاقات کو آیا کرتے تھے۔ ایرانی گلی جو حیدرآباد میں مشہور ہے انہیں کی سکونت کے باعث مشہور ہوئی ہے جسمیں اب انکے فرزند میر عالم بہادر کے محلات عالیشان موجود ہیں۔ نواب مظفرالملک بہادر نے انکو دس ہزار روپیہ کی جاگیر دیدی تھی۔

میر ابوالقاسم ان کے فرزند اکبر تھے جو طرح سے علمی لیاقت رکھتے تھے شیعوں میں شمار کرتے تو گویا غلط نہ ہوتا۔ میر ابوالقاسم بھی اوسمیں باران جلسہ سے کسیطرح کم نہیں رہتے تھے بلکہ سب سے فوق اور سبقت لیگئے تھے صمصام الملک بہادر کے مدرسہ میں کسقدر علم ریاضی بھی سیکھ لیا تھا۔

ایکروز میر ابوالقاسم نے کہ شیر اعظم الاعزاز کی تقریب تزویج میں کنگر کسی کے یہاں گئے تھے اوس وقت سلطنت خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے تھے فوراً بلاکر اپنی محفل میں داخل کرلیا اس کے بعد سید رضی مرگئے اور سلطنت جانے فاتحہ سوم کے بعد اوسی روز خود انکے مکان پر آکر بحالی جاگیر کی خوشخبری سنائی میر ابوالقاسم نے ایک پیش قبض مینا کا اور ایک کلام مجید دلایتکی نذر گزرانا جس زمانہ میں مسٹر جانسٹن صاحب وکیل انگریزی حضور پرنور کے دربار میں حاضر ہوا تو اوسے سوال و جواب کرنیکے لئے ارسطو جاہ بہادر نے میر ابوالقاسم کو تجویز کیا۔

اور ۱۲۸۱ھ میں حضور پرنور کیطرف سے میر ابوالقاسم کو پانچہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر کرکے اور وہ لاکھہ روپیہ نقد سفر خرچ دیکر بطور سفیر کلکتہ کو روانہ کیا اور انہیں کی معرفت اتحاد و یکجہتی کے تار تحائف صاحبان انگریز بہادر کے وہاں سے میر ابوالقاسم پانچ لاکھہ روپیہ کے تحائف حضور پرنور کیلئے لائے تھے حضور پرنور نے اس گلدستہ کے صلہ میں بخطاب میر عالم بہادر معزز فرمایا۔ میر سلطان کے اوپر جاکر ہوجکا روائی انہوں نے کی وہ پیشتر لکھی گئی اس معاملہ کے تصفیہ کے بعد میر عالم بہادر تصفیہ

معاملات کا لکھ پونا پہنچ گئی اور جب جنگ ختم کرکے بعد عظم الامرا بہا پونا چلا گیا تب میر عالم بہادر ہی شریک مصلحت کار و بار سلطنت رہے میر عالم بہادر ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ عظم الامرا بہادر کا آنا ضرور تھا جس طرح میتا کا آنا لازمی ہے لیکن بعض مخالفین عظم الامرا بہادر کے دل میں میر عالم بہادر کی طرف سے ایسی عداوت ڈالدی تھی کہ جبتک اسلطنت زندہ رہے، تصفیہ باطنی نہوا اگرچہ ظاہر میں بہت خلق و مروت سے پیش آتے تھے مگر اندر اندر انکی خرابی درپے تھے۔

ارسلطنت بہادر سے یہ عداوت و دشمنی بہت روز دن نہ چھپ سکے اور بہت جلد اسکا اظہار ہونے لگا اسکی تفصیل یہ ہے کہ جب انگریزوں نے دارالاستیصال کلی سلطان العصر ٹیپو سلطان والی میسور کے کمر ہمت چست باندھی تب جسقدر دوجانبین ہمسایہ رعایا کو بھی انگریزوں کا شریک ہونا پڑا پس جب لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہندوستان میر عالم مع افواج قاہرہ سرکار عالی شریک ہوا جہان انگریز ہوا اور فتح سرینگاپٹن کے بعد ایک کرور روپیہ کا ملک کرشنہ و گنجی کوٹہ و سدھوٹ سرکار عالی کے حصہ میں آیا ارسلطنت بہادر نے عداوت کے باعث یہ حیلہ آپاسی میر عالم بہادر کی علیحدگی ضروری سمجھکر ملک مفتوحہ کے انتظام کے لئے بھیجدیا۔ ایک معاملہ فتح سرینگاپٹن کے وقت یہ گذرا تھا کہ ایک بیش بہا جواہر میر عالم بہادر کے ہاتھ آیا گیا تھا اور صاحبان انگریز بہادر کی اجازت سے وہ جواہر انہوں نے خود رکھ لیا تھا کہ خاص موقع پر حضور پر نور کو نذر دیں۔ یہ حال ارسلطنت کو معلوم ہو گیا تھا اور عداوت کے سبب سے انکو ملک مفتوحہ کے انتظام کے لئے کرناٹک کو بھیجدیا تھا میر عالم بہادر نے ایک کرور روپیہ کے ملک کی حکومت کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا اور فوراً وہان کو چلدیے۔

اس عرصہ میں ایک حرکت نامناسب رزیڈنٹ انگریزی مسٹر کرک پیٹرک سے یہ صادر ہوئی کہ اسنے عاقل اللہ وکیل دربار کو ہم بستر کر لیا اس سبب سے تمامی خلائق حیدرآباد کی دشمن اور اسوقت سے متنفر ہو گئی۔ ارسلطنت بہادر نے یہ سارا معاملہ میر عالم بہادر کو لکھکر کہ حکم دیا کہ تم وکیل سرکار ہو انگریزوں کو اسبات میں تحریر کرکے رزیڈنٹ کو منزادینے کی اجازت حاصل کرکے مطلع کرو۔ چنانچہ میر عالم بہادر نے یہ سارا مقدمہ لکھا لیا انگریز بہادر کلکتہ کو تحریر کیا۔ گورنر جنرل نے اوسکا جواب لکھا کہ اگر وکیل نے ایسا کام کیا ہے تو ضرور اوسکو سزا سخت دیجائے حتی کہ قتل تک کی اجازت دیدی۔

اس حکم آنیکے پیشتر ہی مسٹر کرک پیٹرک کو اس حکم سے خبر ہو گئی اور ہوش حواس اڑ گئے ساری شہوت کری ہو گئی اور تو کچھ نہ بن پڑا ارسلطنت بہادر کے پاس آکر عاجزی زاری کرنے لگا اور کہا کہ میں آپکا نہایت احسانمند ہونگا اگر آپ ایک مخبر اس قسم کا دربار و دفتر سے بنوا دیجئے کہ رزیڈنٹ کا کچھ قصور نہیں ہے لڑکی خود فریفتہ رزیڈنٹ

کو حسن و جمال پر عاشق تھی اور حضور میری جان بخشی کرادو۔ سلوجا بہادر نے کہا کہ یہ معاملہ تحقیق کرنے کا ہے اب کوئی صورت میرے قابو میں نہیں ہے ماد میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں اگر حضور پر نور سے اس معاملہ میں فریاد بھی کچھ عرض کروں گا تو فوراً سزائے شدید کا حکم ہوگا۔ ہمیں مجھکو اپنی جان کا خوف ہے۔ اگر شرط حال میں کچھ بندوبست بھی کروں جس سے تمہاری جان بخشی ہو تو میرے ساتھ کیا بھروسہ کرے۔ رزیڈنٹ از خود رفتہ کہا کہ وہ کام ہے ارشاد دیجئے میں جبتک اس عہدہ پر ہوں ہر کام حسب منشا و رضامندی آپکے انجام دونگا اور ہمیشہ ممنون احسان ہونگا۔ سلوجا بہادر نے کہا کہ میں میر عالم کو خدمت وکالت سے طرف کرتا ہوں اور وکالت اپنی کرنے کے ضمیمہ مدار المہامی کا چاہتا ہوں اب آپ ایسی تجویز کیجئے جس سے سرکار کمپنی کی مخل برطرفی میر عالم نہ ہو۔ رزیڈنٹ اس امر پر مستعد ہو گیا اور سلوجا بہادر کو اپنی جان کے لئے پریشان دیکھا۔ بعد اس انتظام کار سلوجا نے لڑکی کے دستخط جس طرح ممکن ہو سکا اس کے مختصر پر دستخط کرا کر حضور پر نور کو روانہ کر دیا کہ رزیڈنٹ کا کچھ قصور نہیں ہے لڑکی خود سپر فرقیہ تھی۔ بعد ورود خط گورنر جنرل بہ مخصر روانہ کلکتہ کیا۔ اور میر عالم کی برطرفی اور سلوجا بہادر کی تقرری وکالت کا حال بھی رزیڈنٹ کو لکھ بھیجا۔ گورنر جنرل نے جواب میں لکھا کہ اگر رزیڈنٹ بیقصور ہے اور حضور پر نور راضی ہیں تو اوس خدمت پر بحال کیا گیا ہمکو حضور پر نور کی رضامندی و مکار ہے اور دربارہ برطرفی میر عالم وکالت انگریزی جو لکھا ہے وہ بھی ہمکو منظور ہے کیونکہ جس امر پر بندگان خدا کی خوشی ہے ہمکو بھی منظور ہے اور سلوجا بہادر کی وکالت سے بھی ہم خوش ہیں لیکن تین باتیں میر عالم کے لئے لکھی جاتی ہیں اوس میں اگر دست اندازی ہوگی تو ہماری ناراضمندی کا باعث ہوگی۔

اول یہ کہ میر عالم پر کوئی صدمہ نہ آوے۔ دوسرے اوسکی جاگیر نہ بگاڑی جاوے تیسرے اوسکے مال متاع سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے۔ جس خط رزیڈنٹ نے اعظم الامرا بہادر کو دکھلایا اور حضور پر نور میں بھیجا موافق میر عالم وکالت برطرف کئے گئے اور ملک مقبوضہ کی تعلقداری سے بھی معزول ہو کر قلعہ ورنگل میں مقید کئے گئے۔ میر عالم بہادر کے دونوں فرزند میر دوران اور مقیم الدولہ حیدرآباد میں گھر اندر رہے۔ مقیم الدولہ کبھی کبھی سلوجاہ کے پاس اور کبھی کبھی دربار حضور پر نور میں آیا جایا کرتے اور میر عالم بہادر کی طرف سے عرض معروض کیا کرتے۔ اسی کارزیدنٹ کو اوس جواہر بیش بہا کا حال معلوم ہوا اوس نے سلوجا کو اطلاع کی۔ سلوجا نے سختی کے ساتھ میر دوران اوس جواہر کو طلب کیا اور نکار پر فوج چڑھا دی۔ میر دوران نے قسم کھائی کہ مجھکو مطلق اوسکا حال نہیں معلوم ہے نہ اوسکا نکار لیکن کسی سے نہیں سنا لیکن یہ جواہر مقیم الدولہ کے پاس تھا اوسنے بھی صاف انکار کیا بلکہ اور قسم یہ کیا کہ اگر سلوجاہ نے کہا کہ یہ جواہر ہے تو عجب نہیں کہ غلام نبی خان سامان میر عالم بہادر کے پاس ہو۔ سلوجا کے آدمیوں نے فی الفور اوس غریب کا گھر بار لوٹ لیا اور کچھ نہ پایا۔

میر دان کو کہ بیمار تھا اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس غم و غصہ میں حد سے زیادہ بیمار ہو گئے
تھوڑے عرصہ کے بعد میر عالم و بہا کو قلعہ رودرے روانہ کیا کر موضع ناگل پلی میں جو قطعہ محمد نگر گولکنڈہ کے متصل آباد ہے اور انہیں کی جاگیر تھی
لا کر رکھا اور دو دو سوار بہت سے پیدل اور ہرکارا حراست پر معین کئے۔ اسی اثنا میں ایک روز رات کو میر عالم بہا کا مکان جل گیا اور اس کے
ساتھ تمام سامان مال و متاع و اسباب جل کر خاکستر ہو گیا فقط میر عالم بہا اور مستورات زندہ بچ گئے چند ہی روز بعد انگا بڑا الرکا
سید دوران اٹھارہ سال کی عمر میں مر گیا اس صدمہ سے میر عالم بہا پر غم پر غم ہوا اور سخت بیمار ہو گئے عارضہ جذام فوج سے زیادہ شدت کی
تب مستقیم الدولہ رزیڈنٹ کو ملا کر ارسطو جاہ بہادر نہایت منت و عاجزی اور گریہ و زاری کر کے میر عالم بہا کو گھر میں لانیکی اجازت حاصل
کر لی اور مستقیم الدولہ باگھ پورہ میں لے آئے حکم ہوا کہ خاموش گھر میں پڑے رہیں اور کسی سے ملاقات نکریں اور اگر جاویں تو دائرہ میر مومن دفن
تھوڑی مدت کے بعد جب ارسطو جاہ نے دیکھا کہ مستقیم الدولہ رزیڈنٹ سے ملا ہوا ہے اور اسی سبب سے اوسکا تمام شہر میں گھر سا آگیا اور
بیماری بہانے کے لئے کلکتہ کے انگریزوں سے برابر کوشش کر رہا ہے تب اونہوں نے چاہا کہ کسی حیلے سے باپ بیٹوں میں نفاق کرا کر ان کے
دل جدا کر دیجاویں تاکہ بہ سعی و کوشش جو باپ کے لئے کرتا ہے نکرے۔ اسی غرض سے ایکروز ارسطو جاہ نے مستقیم الدولہ سے تخلیہ میں کہا کہ
مستقیم الدولہ آج کل ہمکو ایک معاملہ میں سخت تشویش و فکر و پریشانی ہے اور وہ معاملہ کسیطرح حل نہیں ہوتا ہاں البتہ تمہاری
دانش سے کچھ کچھ برآری ہو سکتی ہے مستقیم الدولہ نے کہا فدوی حاضر ہے اگر جان تک کام آوے دریغ نہیں۔ ارسطو جاہ نے کہا قسم کھاؤ اور
پختہ وعدہ کرو کہ کسی سے اوسکا ذکر درمیان میں نہ لاؤ گے مستقیم الدولہ نے قسم کھائی اور وعدہ اخفاء راز پر مستعد ہو گیا
تب اوس نے کہا ارسطو جاہ نے کہا کہ آجکل بہا اور راجہ چندو کے درمیان جانی دشمنی ہو گئی ہے اور اب کسی طرح مکمل نہیں کی
صفائی ہو سکے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اس عہدہ پر کسی ایسے شخص معتبر کو مامور کروں جو درحقیقت میرا سچا رفیق ہو اور اس
خدمت کے لئے جب دیکھتا ہوں تمہارا اشتہار سے تمہیں کو لائق و برتر پاتا ہوں لیکن افسوس ہے کہ تم بالکل البتہ میر عالم بہادر پر دوست
اونہیں کے بہتری کے خیال میں سرگردان و پریشان ہو تم کیونکر میرا ہمدم ہو سکتے ہو۔ ہاں البتہ اگر تم قرآن شریف اوٹھا کر
میرے ہاتھ میں دو اور قسم کھاؤ کہ آجتک میں دستہ میر عالم بہا کا لیکن آج سے اونکی طرفداری کے گرد نہ پھروں گا تو میں
تمکو اس جلیل القدر عہدے پر مامور کرا کر مختار کار و بار ریاست کا کئے دیتا ہوں بعد میرے کہ جراح مسیحی ہو تمہیں کو حکومت و زمامداری دیجاویگی
مستقیم الدولہ نے بمجرد سننے اس کلام کے قرآن شریف اوٹھا لیا اور ارسطو جاہ کی ہر طرح سے تسلی و تشفی کر دی اور خوش خوش
گھر کو آیا۔ اور تمام رات نہ سویا قریب بحال کہ شادی مرگ ہو جاوے اور ہر روز ارسطو جاہ کے پاس بیقراری کی امید میں آیا جایا کرتا تھا

اور ارسطوجاہ ہر روز اوسکو کسی نہ کسی طرح خوش لیتے تھے مستقیم الدولہ باپ کی دوستی امورات کیطرف مطلق متوجہ نتھا اور تساہل و تغافل کرتا تھا اب ایک دوسرے نادر واقعہ کا ذکر کرتے ہیں وہ یہکہ جس زمانہ میں میر عالم بہا اور ارسطوجاہ میں کامل محبت تھی اوس عرصہ میں میر عالم نے ارسطوجاہ سے ذکر کیا تھا کہ ہمارے والد میر رضی الدین مناکو جب منظور ہوتا تھا کہ کسی اپنے دشمن کو ہلاک کریں تو وہ برابر نفر کو چالیس روز تک اون کو حلوا تقسیم کیا کرتے تھے اور سیفی پڑھا کرتے تھے جن چالیسوں اون کا دشمن ضرور مرجاتا تھا اور کبھی سیفی خطا نکرتی تھی میں نے اون سے ہر چند دریافت کیا مگر وہ مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تو جوان ہے ایسا نہو کہ کسی بلا میں گرفتار ہوجائے اور مجھکو اوس سیفی کے پڑھنیکی اجازت نہ دی ارسطوجاہ کو یہہ بات اچھی طرح نقش کالحجر ہوگئی تھی۔ آخرکار جب میر عالم بہا کو معلوم ہوگیا کہ یہہ شخص اعظم الامرا ارسطوجاہ بہا کی کسی ایلہ فریبی کا شکار ہوگیا ہے حتی کہ کل حال ارسطوجاہ بہا کی اس دوہوکا دہی کا میر عالم کے مخفی لوگ نکال لائے تب میر عالم بہادر نے چند روز مہلت دیکر ایکروز یہہ کہا کہ خلق خدا قحط سالی جان بلب ہے تمکو چاہیے کہ اوسکی حال کی نگرانی کرو اور دس پانچ دل روز غربا کو تقسیم کیا کرو ہر شخص کو ایک سیر چاول اور چار پیسے دیا کرو۔ مستقیم الدولہ نے سوچا خوب مصالحہ ہاتھ آیا میر ہاتھیوں کا خرچ نکلا۔ بعد دو ماہ کے جب ارسطوجاہ نے کچھہ نکیا اور ہر روز زیادہ ہونے لگے تب مستقیم الدولہ دلتنگ ہونے لگا۔

ایکروز میر عالم بہادر نے بیٹے سے کہا کہ مستقیم الدولہ غلہ عام دینے سے غربا کو بکانے کی بیت اذ ہوتی ہے پس تم اوسکو سیر بہر آکر دو روپیہ اور پاؤ سیر حلوائی کی دوکان سے روٹ کرا دیوتت سیر ہوکر کہا لیا کریں اور حضور پر نور کے لئے دعا خیر کیا کریں۔ مستقیم الدولہ اوسی طرح ہر روز حلوا اور روٹی تقسیم کرنے لگا مگر اصل میں پیشکاری کی نکر میں لگا تھا ارسطوجاہ نے بھی جان لیا کہ مستقیم الدولہ آرزدہ خاطر ہوتے ہیں لیکن تاہم میر عالم کی طرف مائل نہیں ہے خیر اسی طرح چند روز اور گذرنے دو۔

اسی اثنا میں ارسطوجاہ کو خبر پہنچی کہ مستقیم الدولہ ہر روز روٹی اور حلوا فقیروں کو تقسیم کرتا ہے پس اوسکو یقین ہوا کہ چونکہ میں نے اوسکو دھوکا دیا وہ بے شک اسی رنجیدہ خاطر ہوکر اپنے دادا کی سیفی پڑھتا ہوگا جس اوس کی خواہش میری موت ہوگی پس اس خیال سے سخت بیقرار ہوکر حضور پر نور سے حکم لیکر فوراً مستقیم الدولہ کے مکان پر فوج بھیجکر اوسکو گرفتار کرالیا اور موضع دگوال میں جو اوسکی جاگیر میں تھا مقید کردیا دروازہ بند کرکے اندر جانیکی مہلت نہ دی ارسطوجاہ نے اس بیچارے سید ساداتی سید پر ہر کارے بھی معمور کئے کہ ہر وقت کی خبر پہنچاتے رہیں۔ بہرحال مراد مستقیم الدولہ کو حیدرآباد کی صورت دیکھنا نہ نصیب ہوئی اور ۱۱۶۱ھ میں وہیں گانوں میں دنیا سے سدھار گیا اور اوسکی لاش مولا علی کے

دامن مین دفن کی گئی - چند روز بعد حضرت نواب غفرانمآب کا انتقال ہوگیا اور اسی سے صرف دو ماہ بعد ارسطو جاہ بھی
اس ارمان کو دل مین لیے ہوئے سدھارے تب پانچوین ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو نواب میر عالم بہادر حضرت نواب مغفرت منزل کے
عہد حکومت مین گہر سے دیدہ نکالی گئی اور خلعت وزارت سے مشرف ہوے - تاریخ کی پڑھنے والو ذرا غور کرو میر عالم بہادر کو ایسے
سخت مصیبتین کیون پیش آئین انکا ظاہری قصور تو کچھ تھا ارسطو جاہ کی دغابازی صاف ظاہر ہے تاہم یہ بے انتہا آفات کیون
ان کے سر پر پڑین نوجوان و رعنا فرزند جگر گوشہ و چراغ خاندان آصفیہ ارسطو جاہ کا یا وہ گار دنیا سے مٹ گئے جس سے انکی نسل کا کوئی
فرزند نرینہ باقی نرہا - میر عالم بہادر کا گھر بار مال و متاع جلکر خاکستر ہوگیا ایسی شدید مین مدت تک زندگی بسر ہوئی عوارض
جسمانی خصوصاً بدتر از بدتر مرض جذام نے بیحد ستایا اور غم پر غم دیئے - یہ سب کچھ کیون ہوا کیا ہم یہ کہہ سکتے ہین بعوض
کسے کہ اس دار مکافات مین سن اے غافل تجھ آج کریگا وہ کل یاد دیگا - کہ انہون نے سلطان دین پناہ ٹیپو سلطان کی
سلطنت کا تختہ تاراج کیا تھا اور اون بادشاہ دین پناہ کو شہید کرا کر اونکا گھر بار اونکا مال و دولت سلطنت و حکومت
جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدی تھی اونکے مافات مین میر عالم بہادر کو یہ آفات اوٹھانا پڑین - فاعتبروا یا اولی الابصار جب انکو خلعت
وزارت عطا ہوا تو یہ صرف ساڑھے چار سال اس جلیل القدر عہدہ پر مامور رہے اور اس عرصہ قلیل مین تباری کنبہ بارہ دری
و تعمیر سرائے و مساجد شہر حیدرآباد پٹن بدراس سے حیدرآباد و رنگ آباد و پونا بمبئی تک عمل مین لائے اور تالاب جلوخانہ اور اپنا
مکان مع مسجد و بازار سکندر گنج و نقارخانہ وغیرہ تعمیر کرایا اور آخر کار یہ مخبر سچی - خیاض مبر یعنی میر عالم بہادر ۲۳ شوال
سنہ ۱۲۲۳ھ کو جنت کو سدھارے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چھوڑ گئے - اٹھارہ سال کی عمر ہوئی - فرزند نرینہ قطع
ارسطو جاہ کے کارن کوئی باقی نرہا تھا البتہ اپنے داماد نواب منیر الملک بہادر کو بطور فرزند چاہتے تھے - جو بجائے ان کے سلطنت مین
اخلاق و عادات نواب سپہ سالار ابوالقاسم میر عالم بہادر

نہایت نیک سیرت بلکہ فرشتہ خصلت ذی فہم تیز طبیعت عاقل فرزانہ روزگار ارسطو جاہ کے بعد انکی دانشمندی کی کوئی نظیر
پیو نہ پاتا خیرات و حسنات کا کام دل و جان سے کرتے تھے قحط کے زمانہ مین جبکہ حیدرآباد مین روپیہ کو دو سیر غلہ فروخت
ہوا رہا تھا تو میر عالم بہادر تین لاکھ روپیہ بنجارون کو بطور امداد دیکر بیلی جواری منگوا کر فی روپیہ پندرہ سیر حساب سے
فروخت کرائے -

لاکھون روپیہ حجاج اور زوار ان کربلا معلی و مشہد مقدس کو دیا کرتے تھے اور ان اماکن متبرکہ کے مجاورون کی روزینہ بھی مقرر کر کے

چونکہ اوس زمانہ میں بیوپار کا بندوبست بہت کچھ زور و شور تھا اس لئے انہوں نے کربلا معلا پر ایک مضبوط قلعہ بنوا کر قوم میں جرار فوج رکھی تھیں جسکے ان امور خیر کے لئے ربت ایسے کام کی جگہ فیض آخذ جاری اور مخلوق کے نزدیک انکی زبان پر دعا نام ہزار سال کا خاندانی جگہ

میر عالم بہادر مدار المہام سرکار عالی کے نامور اقربا و ان کا حال

خان خانان حسام الامرا نظام یا جنگ بہادر کا اصلی نام میر عباس علیخان بہادر تھا۔ یہ میر عالم بہادر کے برادر ہم جدی تھے نواب نظام علیخان بہادر کے عہد میں بخطاب حسامی و جاگیر ذات مشرف ہوئے نواب مغفرت منزل کے عہد میں حسام الملک خطاب اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان سے سرفراز ہوئے۔ مفسدہ بندیلہ کے فرو کرنیکے لئے بندرہ ہزار سوار دیکر ان کے سپرد ہوا اور انہوں نے ممالک غربی میں جاکر اونکا اچھی طرح انسداد کیا نواب ناصر الدولہ بہادر نے اونکو خطاب حسام الامرا خان خانان و منصب ہفت ہزاری پنجہزار سوار سے سرفراز کیا اور دو ہزار فوج دیکھے کی لیکر دس لاکھ روپیہ کی جاگیر اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر ذات کل بارہ لاکھ کی جاگیر عطا فرمائی تھی آخر کار اسی سال کی عمر میں ۱۲۵۲ھ میں جنت کا سفر کیا۔ ان کے فرزند **نواب فخر الملک بہادر** بعد وفات پدر عالیقدر خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے۔

میر محمد حسنخان بہادر سید العلما صاحب عمزادہ میر عالم بہادر کے تھے یہ مرشدآباد سے بنگالہ آئے تھے۔ نواب غفرانمآب کے نواسی سے شادی ہوئی جو خان ایران کی دختر تھیں بعد شادی کے ایکہزار روپیہ مہینہ مقرر ہوا۔ پھر نواب مغفرت منزل کے عہد میں پندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر بھی ملی اور منصب بھی عطا ہوا ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔

میر عاشق حسینخان بہادر برادر خرد سید باقر علی مخاطب بہ میرزمان خان بہادر میر عالم بہادر کے حقیقی بھتیجے اور سید زین العابدین شوستری کے فرزند تھے۔ یہ میرزین العابدین ٹیپو سلطان کے پاس عزت و وقار سے رہتے تھے اور وہیں انتقال کر گئے۔ میر عاشق حسینخان کو کہ بالکل بچہ تھے میر عالم بہادر جاکر لے آئے جب یہ جوان ہو گئے تو انکی شادی سید مومن خان کی دختر بڑی ہوم دھام کی سے۔ مدتتک زندہ رہکر عالم فانی کا راستہ لیا صاحب منصب و خطاب و جاگیر تھی۔

نواب امیر الامرا منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار آصفیہ اور اونکے خاندان کا حال

نواب منیر الملک بہادر کے خاندان کا سلسلہ حضرت طاؤس یمنی خواجہ اویس قرنی یار رسول اللہ صلعم تک پہنچتا ہے

علیحدہ موجود ہے کہ داؤد خانی نواب شیر جنگ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے زمانہ سے نواب مرحوم شہید اور نواب مغفرت مآب
نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے عہد تک ابتدا جلوس نواب میر نظام علیخان بہادر مراتب بلند و جاگیرات سیر
حاصل سرفراز و سربلند رہے اور آخر کار صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد کی ماموری کی حالت میں بعمر زیادہ فنا ہو گئے۔
ان کے فرزند نواب عبور جنگ بہادر بعد رحلت پدر بزرگوار وارد بلدہ ہوئے۔ بملازمت حضور میں منصب پنجہزاری
سہ ہزار سوار و خطاب سرفراز ہوئے اور اعظم الامرا بہادر سلطنجا بہادر کے فرزند سیف الملک مالی بنایا اپنی دختر کو منسوب
کر کے ارسطو جاہ بہادر موافقت کلی پیدا کی اور پیرایہ جاہ و حشمت دنیا سے منہ موڑ کر عالم بقا کو سدھار گئے اور اپنی یادگار چار
فرزندان نامی چھوڑے

اول۔ اکرام الملک بہادر کہ حضرت خانصاحبی حضرت غفرانمآب سرفراز تھے ۱۲۱۳ھ میں انتقال کر گئے۔

دوم۔ شجع الملک بہادر ناظم بلدہ اورنگ آباد تھے۔ یہ بھی اسی زمانہ میں مر گئے۔

سوم۔ امیر الامرا امیر الملک بہادر ان کو حضرت نواب میر نظام علیخان بہادر کے عہد میں خطاب ملکی اور
منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان و نوبت و عماری و پالکی جمالدار و خدمت بخشگری عطا
ہوئی پھر حضرت نواب سکندر جاہ بہادر کے زمانہ میں جناب میر عالم بہادر دیوان و مدار المہام سرکار تھے میر عالم بہادر نے
نواب امیر الملک بہادر کی شادی اپنی دختر سے کر دی اور کرلیا چنانچہ بعد انتقال جناب میر عالم بہادر کے نواب امیر الملک
بہادر ہی خلعت و ترائی سے سرفراز ہوئے۔ بعد رحلت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل جب نواب ناصر الدولہ بہادر
سریر آرائی دولت ہوئے تو انہوں نے بھی نواب امیر الملک بہادر کو عہدہ دیوانی پر بحال کیا۔ اور خطاب امیر الامرا سے
بھی عزت بخشی۔ آخر کار نواب امیر الامرا امیر الملک بہادر شعبان ۱۲۴۳ھ میں بمنصب کوسدھار اور ورثہ میں متعین فن ہوئے

اخلاق و عادات نواب امیر الامرا امیر الملک بہادر

بڑے سخی، رحمدل، پرہیزگار، ایماندار شخص تھے۔ آمدنی سے خرچ۔ بڑا ہوا رکھتے تھے اس لئے پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ
گئے عشرہ محرم میں بڑی دھوم دھام کیا کرتے تھے اور لاکھوں روپیہ خرچ کر ڈالتے تھے حسینی علم و نخل عباس و علم بی بی پر بڑی
بڑی نذریں چڑھائی جاتی تھیں انکا عہدہ دیوانی پر انام تھا در اصل راجہ چندولال سب کچھ کار و بار کے مختار تھے۔
انکو غم والم ماتم امام حسین علیہ السلام کا بہت فرحت تھی۔ داد و دہش بھی انتہا سے بڑھی ہوئی تھی بلکہ

شیبہ سے چار فرزندان نامی اپنی یادگار چھوڑے۔

اولاً **شجع الدولہ** کہ نانا نانی کے گھر ہی پرورش پاکر بعد وفات پدر بزرگوار انتقال کر گئے۔

دوسرے **شجاع الدولہ** کہ پدر رفیع القدر کے روبرو ہی دنیا سے کوچ کر گئے۔

نواب سراج الدولہ سراج الملک مدار المہام کار

تیسرے فرزند نواب میر الملک بہادر کے تھے کہ بعد گذرنے استغفار راجہ جیندولال مدار المہام کار یہی عہدہ دیوانی سرفراز ہوئے۔ ان نواب سراج الملک بہادر کا اصلی نام میر عالم علی خاں تھا بعد جلوس پر ریاست جمیع کارخانجات پر قابض ہوئے انکی عہد وزارت میں ملک برباد اگریزوں کو دیا گیا جیسا کہ سابق میں تحریر ہو چکا ہے انہوں نے ۱۲۶۹ھ میں انتقال کیا اور عہدہ دیوانی ایسے بیمثیر شخص کے قبضہ میں آیا جس نے وکن کی کایا پلٹ دی اور مردہ ملک کو زندہ کر کے ایسی جان ڈالدی کہ جس سے شباب اور عروج کو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

چوتھے فرزند نواب میر الملک بہادر کے **نواب اکرام الدولہ اکرام الملک بہادر** تھے یہ بھی بڑے مخیر یعنی اور نیکنام شخص تھے۔ دنیا کو الوداع کہہ کر عاقبت کا راستہ لیا۔

نواب عزیز جنگ بہادر کے چوتھے فرزند یعنی امیر الممالک میر الملک بہادر کے بھائی **نواب امین الملک بہادر** تھے انکو لوگ تاراضا حب کہا کرتے تھے اول یہ فیلخانہ حضوری کے تعلقداری پر رہے اور جب نواب سکندر جاہ بہادر کا زمانہ آیا تو یہ منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ خطاب ملکی و جاگیر عمدہ سیر حاصل سے سرفراز ہوئے آخر کار ۱۲۴۳ھ میں جوان بیٹے کی شادی کے غم میں حالت جنون پیدا ہوئی اور اسی حالت میں دنیا رفانی کو بدرود کیا۔

ان کے تین فرزند تھے۔ اولاً **خانصاحب** کہ باپ کے سامنے ہی ۱۲۴۰ھ میں فنا کر گئے۔

دوسرے **درگا سہائی صاحب** تیسرے **دیگا قلیخان بہادر** یہ حضرت بعد جلوس پدر بزرگوار مکہ معظمہ کے سفر کو نکلے اور بس لاکھ روپیہ کا مال متاع لیکر چلے مگر بیرگاؤں میں نوابی کے مزوں سے بہرہ مند ہو کر ۱۲۴۶ھ میں انتقال کر گئے اور زر و جواہر اور سامان قیمتی بیس لاکھ روپیہ کا وہیں عملداری انگریزی میں چھوڑا جب انکے فرزند امین الدولہ بہادر جوان ہوئے تب وہ سامان اون کو ملا۔

تیسرے فرزند کا نام اور انکا حال کہیں نہیں معلوم ہوا۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول میر تراب علیخان بہادر مدار المہام کا ذکر عالی

ان کے حالات لکھنے کے لیے ایک بڑا دفتر چاہیے ہمارا قلم کو کیا طاقت ہو کہ ان کے احسانوں اور نیکیوں کی تمام کیفیت لکھ سکے ملک کن کو کہا زندہ کر آباد کر دیا وہ وہ کام کیے جو تا قیام قیامت حیدرآباد بلکہ ہندوستان بلکہ تمام عالم کو یاد رہینگے ورنہ سلطنت اس عروج اور شباب پر پہونچگئی جسکو ہم دیکھ رہے ہیں وہ ملک کن میں یوسف تھے جنہوں نے اس سلطنت دکن کی بوڑھی لیخا کو دوبارہ زندگی عطا کی یہ نواب سراج الملک کے بھتیجے اور نواب میر محمد علیخان شجاع الدولہ بہادر کے فرزند تھے بعد وفات نواب سراج الملک بہادر مدار المہام کے دیوان ریاست عہدے ہوا اور جو کچھ انتظامات کیے وہ پیشتر لکھ چکے ہیں بیس برس اس سلطنت کی وزارت کرکے عین اوسوقت وفات پائی جبکہ حضور پرنور باضابطہ تخت نشین ہونیوالے تھے اور اس تخت نشینی کو چند ہی روز باقی تھے ۵۴ برس کی عمر ہوئی انہوں نے اپنی یادگار میں دو فرزند نامی چھوڑے۔

اول **نواب میر لایق علیخان بہادر عماد السلطنت سر سالار جنگ دوم** جو حضور پرنور کی سرآرائی باضابطہ کے دوسرے روز خلعت وزارت سے مشرف ہوئے تین سال کم بیس سال کے عہد میں اس جلیل القدر عہدہ کو انجام دیکر استعفا دیدیا اور بہت چھوٹی یعنے ۲۶ سال کی عمر میں قضا کرگئے یورپ کو بھی گئے تھے وہاں سے واپس آکر ۱۳۱۵ھ میں وفات پائی اور اپنی اولاد میں صرف اس عظیم الشان خاندان کے ان یادگار کا ایک ہی فرزند دلبند چھوڑا جو اس وقت پانچ سال کے ہونگے۔

دوسرے **نواب میر سعادت علیخان بہادر مدار المہام** تھے جو بڑے ہونہار تھے مگر بہت کم سنی میں انتقال کرگئے صرف ایک دختر اپنی وارث چھوڑی۔

راجایان راجا راجہ چندولال مہاراجہ بہادر دیوان اکبر آصفیہ اور راجہ نرندر داس کا حال

ان بزرگوں کا سلسلہ مہاراجہ بہادر بقول راجہ ٹوڈرمل دیوان اکبر شاہی تک پہونچتا ہے۔ ان کے چچا راجہ نانکرام نواب فخر الملک کے عہد میں خدمت مقسمی کی دریگیری بلدہ پر سرفراز تھے بعد انتقال راجہ نانکرام کے انکے فرزند کا کاروبار برہم ہوگیا تب بسفارش نواب اعتماد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد راجہ چندولال کو حضور پرنور سے خدمت مورد ثانی کی دریگیری پر مامور فرمایا یہ بہت اسی طرح گذری۔ بعدہ جب ملک حضور پرنور سے سدھارے تو نئی کوٹھی کی تعمیر

سید عالم بہادر معزول کئے گئے تب اسکو جانے انہیں راجہ چندولال کو بڑا لشکر جرار دیکر ملک مذکور کے انتظام پر بھیجدیا اور خدمت کرورگیری پر انکے بھائی گوبند بخش بہادر کو نیابتاً مقرر کیا۔ اوس ملک کا انتظام کرنیمیں راجہ چندولال نے نیکنامی حاصل کی۔ اسکے بعد جب سید عالم بہادر کی صدارالمہامی کا زمانہ آیا تو راجہ صاحب اونکے پیشکار مقرر ہوئے۔ جب سید عالم بہادر اس دنیا سے رخصت کیا اور اونکی جگہ نواب منیر الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوئے تب تو راجہ صاحب کی بن آئی۔ منیر الملک کو اجازت تھی کہ وزارت دکن کا سرانجام کرتے۔ مثل مشہور ہے کہ پوربرن کا امیر اس لئے نام کا صدر ہے درحقیقت کل کاروبار مختار راجہ صاحب ہی تھے حتی کہ ہر کاغذ پر پہلے انکی مہر ہوتی تھی اور اوسکے نیچے نواب منیر الملک بہادر دیوان کی مہر لگائی جاتی تھی۔ نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر نے ان راجہ صاحب کی تیزی چلاکی و دلیری مختاری امور ریاست و کالت صاف صاف انگریز بہادر انہیں کے حوالے کردی تھی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و نوبت و گھڑیال و جاگیر خاص لکھا روپیہ خطاب مہاراجہ بہادر سے سرفراز کردیا۔

کیا عذر کی قدرت ہے جو ہاتھ قلم پکڑنے کیلئے پیدا کیا ہو تھا اور جو عقل اختیار دار کی توڑ جوڑ اور عبارت آرائی کیلئے دی ہوئی تھی اون ہاتھوں نے تمامی ملک دکن کے انتظامی گھوڑے کی باگ آگئی اور وہ عقل مہمات سلطنت کو انجام دینے لگی۔ اسی سے ظاہر ہے خدا کی درگاہ بیناز اوسکو کچھ دانش مند اور بیوقوف کی پروا نہیں جس طرف اوسکا دریائے عنایت جوش ان ہوا دم میں سلطان ہفت اقلیم بنا دیا اور جب چاہا آناً فاناً میں ملیامیٹ کرکے مٹا دیا

سبحان اللہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء۔

بعد وفات نواب منیر الملک بہادر کے سید بیر کا تمام جو کھٹکا لگا تھا وہ بھی دور ہوگیا اور راجہ صاحب خاص الخاص وزیر اعظم ریاست مقرر ہوئے اور راجایان راجہ بہا کے خطاب سے بھی سرفراز ہوئے۔ اب کیا تھا کھیلے جو چاہا وہ کیا ساری مسرتیں دلکی نکالیں سچی تو ابتدا عمر ہی سے تھی جیسا کہ مولف گذارا آصفیہ لکھتا ہے کہ راجہ چندولال کا چچا راجہ نانک رام ایام طفلی میں انکو اور اسکے بھائی گوبند بخش بہادر کو اپنے فرزند راجہ للکپت رائے کو ایک ایک روپیہ روز خرچ کیلئے دیا کرتے تھے وہ دونوں تو اوسکو بیجا صرف کرڈالتے تھے مگر راجہ چندولال اوس روپیہ کو خیرات کیا کرتے تھے جب بچپن میں ایکروپیہ روز یہاں کی نیت فقط خیرات پر مبنی تھی تو اب اس بیرانی و دولت کی عالم میں کیا کہنا تھا خوب ہی خوب لٹایا اپنی قومی بھائیوں کے ساتھ جو سلوک کئے جو آیا راجہ بنگیا جس کو

دیا مالا مال کر دیا ہزارون لاکھون روپون کے روزینہ اور سالیانے بندہ گئی صدہا معتبرون کی سرمت ہو گئی۔ لاکھون فقرا دولت مند ہو گئے ہزارون مفلس امیر ہو گئے حتی کہ تمام ہند مین ان کی سخاوت کا ایسا چرچا پھیلا کہ یہ جید آباد کن چندولال کا مشہور ہو گیا۔ چونکہ مالی انتظام کی حالت اوس زمانہ مین بہت بدترین تھی اور داد و دہش کی یہ عادت تھی آخر کار اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خزانہ مین ہمیشہ بادام نرما ملک کا عظیم حصہ فوجون کی تنخواہون اور منصبدارونکی جاگیرون مین تقسیم ہو گیا اس لئے آمدنی بقدر حصہ سے گھٹ گئی۔ سلطنت کے انتظام مین سخت ابتری نمودار ہوئی۔ اخراجات بیحد بڑھ گئی۔ یہ زمانہ نواب صمصام الدولہ بہادر کا تھا ہمیشہ ہزارہا جاگیردار بنا جاتے تھے حالانکہ اوس زمانہ مین کوئی گنجائش کی ضرورت نہ ہی تھی۔ فوجون کی کچھ بھی حاجت نتھی ہندوستان مین انگریزی عملداری استقلال استحکام کے ساتھ قایم ہو رہی تھی۔ تاہم ہر طرح کے فقیر فقرا جاگیر پا رہے تھے جب حیدرآباد سلطنت کی یہ بدتر حالت بنا چکے اور انتظامی حالت خوفناک ہو گئی ملک مین ہر روز فتنہ و فساد برپا ہونے لگے خاص حیدرآباد مین بیکار فوجون نے جنگ و جدل شروع کی اور فوجی لوگ فاقون نکل گئے تب سخت مجبور ہو کر مہاراجہ چندولال نے عہدۂ دیوانی سے استعفا دیدیا اور اپنے گھر مین بیٹھ رہے۔ نیا دیوان کیا کر سکتا تھا اور بھی حالت بگڑتی گئی حتی کہ زر خیر صوبہ برار انگریزون کے قبضہ مین چلا گیا اور بعد کے استعفا دینے کی بھی دس بارہ برس ریاست کی یہی خراب حالت رہی۔ آخر کار رہنما مئی گرامی سخی مخیر آن دانا راجہ بنسی لال ۱۲۶۰ھ مین انتقال کر گئے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چھوڑ گئے۔

اون کے بنائے ہوئے عمارات کی بھی کچھ تمنا نہین ہے چنانچہ راج باغ بارہ دری بچاس کچھ روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوا سوائے اس کے دیوانخانہ۔ قایم محل۔ محل سرا۔ بیت محل۔ آئینہ خانہ چینی خانہ۔ تصویر خانہ بارہ دری خانہ باغ مع آئینہ خانہ چینی خانہ و عمارات کوہ مولا علی و نقار خانہ و گنبد معلے جو قریب پچاس لاکھ روپیہ مین تعمیر ہوئے ہین بہادر کے تحدثات سے ہی ہین۔ موسی ندی کے پل کی مرمت بھی اونہون نے کرائی تھی۔

اخلاق و عادات

نہایت تیز فکر روشن رای۔ جوڑ توڑ لگانے مین بیحد کارکین کہ ارسطو جاہ کا دربار دیکھے ہوئے تھے۔ بیمثال سخی۔ بیمثیل داد و دہش کرنے مین بے نظیر کشادہ دست تھے۔ فارسی مین بہت اچھی لیاقت رکھتے تھے شاعر بھی تھے۔ چنانچہ دو دیوان یہی ہین ایک اردو دوسرا فارسی مین مشہور و معروف ہین کلام بھی اچھا ہے بلکہ بہت اچھا ہے۔ شاعرون کے قدر

تھی بہانتک ممکن ہوا دور دور سے دہلی اور لکھنو کے شعرا بلاکر جمع کئے۔ فوجی لیاقت کا حال کہین معلوم نہوا کہ کیسی تھی تاہم ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ اگر بزدلی سے بات جیت کرتے ہین خوب بہادر تھے۔

دو فرزندان نامی مہاراجہ بہادر کے اولاد مین تھے اولاً **راجہ بالا پرشاد راجہ دہراج بہادر** جنکو نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے حضور سے راجہ کا خطاب ملگیا تھا اور عہدۂ محاسبی پر مامور تھے نواب صمصام الدولہ بہادر غفران منزل کے عہد مین راجہ دہراج بہادر کا خطاب ملا اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و عماری فیل و پالکی جہالردار و جاگیر لکھارو پیہ سے سرفراز ہوا آخر کار ۱۲۶۸ھ مین دنیا سے کوچ کر گئے۔

دوسرے فرزند **راجہ بہادر** جنکا اصلی نام نانک بخش تھا نواب صمصام الدولہ بہادر کے عہد مین انکو راجہ بہادر کا خطاب ملا اور منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و پالکی جہالردار سے بھی مشرف ہوئے تھے ۱۲۷۲ھ مین انتقال کیا

راجہ دہراج بہادر کے فرزند **راجہ نرندر بہادر** تھے جنہون نے بعد وفات نواب مختار الملک بہادر سر سالار جنگ اول کے کچھ روز تک تا تقرر نواب عماد السلطنت عہدۂ وزارت کو انجام دیا تھا انہون نے ۱۳۰۲ھ مین وفات پائی۔

راجہ گوبند بخش بہادر مہاراجہ چندولال کے چھوٹے بھائی تھے۔ بعد روانگی راجہ چندولال کے جو ملک مفتوحہ کے تعلقداری پر بھیجی گئی تھی وہین راجہ گوبند بخش بہادر انکی بجای نیابتاً خدمت کورگیری بلدہ پر سرفراز ہوئے بعد ازان انکو اسطرح شاہ اعظم الامرا بہادر کے بجای راجہ مہت رام کو دو صد بون برار و پایان گہاٹ و بالا گہاٹ مع محبتہ بنیا اور نگ آباد سے نیڈار و نگاہ فتنہ و فساد فرو کرنیکے لئے پچیس ہزار سوار و پیدل توپخانہ آتشباز سے روانہ کیا تھا حضور پر نور نے راجہ گوبند بخش بہادر کو منصب شش ہزار چہار ہزار سوار و نوبت و علم و نقارہ و نشان فیل و پالکی جہالردار و جاگیر سیر حاصل لکھارو پیہ سے سرفراز فرمایا۔ ۱۵ رمضان ۱۲۷۵ھ کو انتقال کر گئے ان کے اولاد مین دو فرزند تھے

راجہ رام بخش بہادر۔ راجہ کور بخش بہادر بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے نواب صمصام الدولہ بہادر کے حضور مین باریاب ہوئے اور دونون بھائیون کو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و نوبت و نقارہ و علم و نشان و فیل و پالکی جہالردار سے سرفرازی بخشی گئی اور جاگیر سیر حاصل لکھو کہا روپیہ مثل انبڑ وغیرہ خاص الخاص محالات عنایت ہوئی۔

جب مہاراجہ بہادر راجہ چندولال نے دیوانی سے استعفا دیا تو نواب شمس الامرا بہادر کے گہرانہ مین آٹھہ روز دیوانی رہی

بعد اعظم علیخان بہادر بھی آٹھہ ہی روز دیوان رہے لیکن وہان بھی نہ ٹہر سکے تب راجہ رام بخش بہادر کو خلعت وزارت سے عزت ملی اور کچھہ مدت اکیلے کام و بیش اس کام کو راجہ رام بخش بہادر نے چلایا لیکن ان سے بھی قابل ضابطہ دی حضور پر نور سرانجام وزارت نہوسکا تب اب سراج الملک بہادر کو بہ یوانی عطا ہوئی جنہوں نے دس بارہ سال اسکو نبہایا

مہاراجہ چندولال بہادر کے نسبتی بھائی راجہ سکھہ لال بہادر تھے ہمیشہ مہاراجہ بہادر کے پاس رہے۔ ل شہر اورنگ آباد کی خلایق کے کام آنے کے ذریعہ بہت کچھہ بنگلی وہ لوگ انکو دعائے خیر سے یاد کرتے رہینگے۔ راجہ چندولال کے بعد راجہ رام بخش بہادر کے رفاقت میں رہے اور اسی حالت میں دنیا سے چل بسے۔

راجہ بالکشن بہادر راجہ چندولال کے چچازاد بہائی تھے اولاً نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے دربار میں ملازم تھے بعدہ منتظمی کرور گیری بلدہ پر سرفراز ہوئے اور حضور مغفرت منزل کی بارگاہ سے خطاب راجگی و منصب چہارہزاری دو ہزار سوار و نقارہ و علم و نشان و بالکی جمالدار سرفراز پائی۔

بلدہ راجہ بالکشن بہادر سیر و تماشا کے بہت مشتاق تھے اس لئے ہر ہر میلہ ٹھیلے میں جایا کرتے تھے ایکروز چکارہ میلہ میں ان سے نالایقی کے۔ اور انکو زخمی کردیا وہ رد میلہ مارے گئے اور دو فرار ہوگئے مگر راجہ بالکشن خوش قسمتی سے اچھے ہوگئے آخر کا بتاریخ غرہ صفر المظفر ۱۲۹۰ھ راہی راہ فنا ہوئے۔ یہ بالکل ہم شہر مہاراجہ بہادر راجہ چندولال تھے اسلئے لوگ دور سے راجہ چندولال ہی سمجھتے تھے ان کے دو فرزند تھے۔

راجہ تلجا پرشاد بہادر۔ راجہ کالکا پرشاد بہادر دونوں بہائی بعد فائز المرامی بمنصب چہارہزاری دو ہزار سوار و خطاب راجگی سے سرفراز ہوئے اور خدمت کرور گیری بھی مل گئی۔ دونوں بزرگوار شان و شوکت آراستگی فوج پر جان و دل سے فدا تھے ان کی سواری بڑی تزک و شان سے نکلتی تھی بڑی بہاری جاگیر رکھتے تھے۔

راجہ نانکرام خلف الرشید رائے سجن لال بھی مہاراجہ چندولال سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جب رائے سجن لال انتقال کرگئے۔ تب راجہ نانکرام تعلقداری سیدک پر سرفراز ہوئے بہت روز تک یہ خدمت ادا کی آخر سوداوی المزاجی ارکان دولت کے سبب ملازمت سے کنارہ کش ہوگئے اور اسی حالت میں ۱۳۰۵ھ میں دنیا سے کوچ کیا ان کے دو فرزند تھے اولاً راجہ بالا پرشاد جو مدت تک کسی خدمت پر سرفراز نہوئے۔

دوسرے راجہ گیا چند بہادر انکی شادی راجہ بالکشن پرشاد بہادر کی دختر سے ہوئی تھی بعد اس شادی کے خطاب راجگی ومنصب مناسب وجواہر سے سرفرازی پائے۔ یہ بھی ایک بڑی خدمت پر مامور ہوے مگر لوگوں نے چین نہ لینے دیا آخر کار باپ کیطرح علاحدگی سے کنارہ کش ہوکر معاش قوات پر قناعت کی اور اپنی جاگیر ہی پر پرورش خاندان کرتے رہے اور دنیا سے چل بسے۔

راجہ بالمکند بہادر بھی اقربائے قریبہ مہاراجہ چندو لال سے تھے اولاً زمانہ مرشد زادگی نواب صمصام الدولہ بہادر میں راجہ چندو لال کیطرف سے نواب مغفور کے درمیان وکیل تھے۔ جب بعد رحلت نواب مغفرت منزل کے نواب شمس الدولہ بہادر سریر آرائے سلطنت ہوئے انکو خدمت پیشکاری و بخشیگری فوج عطا ہوئی اور خطاب منصب مناسب سے بھی سرفرازی پائے تمامی کاروبار محلات اندرونی و بیرونی اونہیں کے ذریعہ سے حل ہوتے تھے۔

راجہ بلھن لال ابتدائے احوال میں قرادل خان عرف راجدار خان کے ہمراہی سوالان کار میں بعلاقہ پیشکاری مامور تھے پھر ۱۱۳۴ھ میں پایگاہ کے سرکاری گھوڑوں کے غور و پرداخت و حاضری ان کے تفویض ہوئی پھر راجہ چندو لال نے انکو علاوہ خاص برادر حضرت مغفرت منزل کی ہمرسانی پر مامور کیا اور بعد اوکے حضور پر نور اور راجہ جنادو لال کو درمیان وکیل مقرر رہے۔ اور نواب صمصام الدولہ بہادر کے عہد میں بھی یہی خدمت بحال رہی بلکہ بخطاب راجگی ومنصب مناسب بھی سرفراز ہوے اور بعد چندے دنیا فانی سے رہگرائی عدم ہوے۔

راجہ بشن سنگھ راجہ نانکرام کے چھوٹے حقیقی بھائی اولاً راجہ مہبت رام کی رفاقت میں رہے بعد برہمکی راجہ مذکور کے راجہ گوبند بخش بہادر کے ساتھ فوج ہمراہ اورنگ آباد گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے بعد انتقال راجہ گوبند بخش بہادر کے حضوری میں سرفرازی ہوئی اور تعلقہ ٹانڈہ عطا ہوا اور عزت ساز زندگی تمام کی۔

راجہ سکھہ لال بھی برادر علاتی راجہ نانکرام کے تھے سرکاری ملازم رجاگیرات سرکار کے انتظام پر مقرر رہے

ان کے بھائی رائے سکھہ رام بھی بڑے عاقل اور فرزانہ روزگار تھے۔

رائے لچھمن داس کارپردازی ڈیوڑھی مبارک پر سرفراز تھے ۱۲۵۸ھ میں تب محرقہ انتقال کر گئے ان کے فرزند خدمت مورونی پر سرفراز تھے۔

راجہ راؤ نرہنہا جیونت نرہنہا بنالکر اور انکے خاندان کا حال

راجہ راؤ نرہنہا کے بزرگ ہمیشہ سے منصبداران سلطانی میں ممتاز تھے۔ جب حضرت مغفرتمآب نواب آصفجاہ بہادر

تسخیر ملک کرن ہلی سے دکن کو روانہ ہوئے تب راجہ راؤ رنبہا کے والد **سلطانجی بنالکر** کو جن کے پاس دس ہزار جرار سپاہ تھی تین لاکھ روپیہ کی جاگیر اور منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کر کے ساتھ لائے تھے آصفجاہ بہادر ان سلطانجی بنالکر کی اسقدر تعظیم کرتے تھے کہ جب دربار میں آتے تو نواب مغفرتمآب سرتعظیم کھڑے ہو جاتے تھے اور جلد بٹھنے کا حکم دیتے تھے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند راجا راؤ رنبہا کو حضرت نواب غفرانمآب بہ نظام علیخان بہادر جیونت بہادر خطاب عطا فرمایا اور منصب ہفت ہزاری جہا ہزار سوار و جاگیر موروثی پر سرفراز کیا حضرت مغفرت منزل نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد میں جب عالیجاہ میر دبہا مدار المہام تھے بہ انفصال معاملات جاگیر کیلئے حیدرآباد محال کرولا وغیرہ کو جاگیر میں حیدرآباد میں جلوس آئی سنہ ۱۲۳۳ فصلی میں راجہ راؤ رنبہا جیونت بہا حضور پر نور کے محل قدیم میں آکر رہنے لگا اور درستی امورات خود کے طالب ہوئے حضور پر نور نے نواب منیر الملک بہا اور راجہ چندو لال کو سخت تاکید کی کہ ان کے معاملات کا جلد تصفیہ کر دیں اور حضور پر نور ایکسو پیدرہ زخاص انکی ہوسکی لئے بھیجا کرتے تھے نواب ناصر الدولہ بہا کے عہد میں انکی جاگیر کے چند دیہات کربلا وغیرہ اگر نذر نکو دیدے گئے تھے حضور پر نور نے انکی بالعوض محال ہم وضع عطا فرمایا ایکسو چار برس کی عمر میں بقعہ دنیا عارض حال ہوا تاہم کئی سال اور زندہ رہے اور بعدہ وفات پائی۔

راجہ کہانڈے ارجن بہا ان کے فرزند تھے بعد وفات اپنے باپ کے جاگیر موروثی پر سرفراز ہوئے خطاب منصب جانثاری سرکار تھے ان کے فرزند نرنکی عزت افزائی ہوئی اور جاگیرات قدیم اس خاندان میں اب تک موجود ہیں

راجہ ساگرمل بہا اور اون کے خاندان کا حال

جب بعد فتح نادر شاہی حضور پر نور نواب آصفجاہ بہادر دہلی سے روانہ دکن ہوئے تب راجا ساگرمل کو دارالخلافہ شاہجہان آباد میں اپنے ہمراہ لائے تھے اور دفتر مال کی دیوانی اون کے سپرد کی تھی۔ چنانچہ نواب آصفجاہ بہادر کے ارتحال کے بعد نواب ناصر جنگ شہید اور نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد دولت میں راجہ ساگرمل مع اپنے دونو فرزندان راجہ بہوانیداس و ہرم دت بہا اور راجہ درگا داس و یادت بہا مامور کاروبار دفتر مال رہے۔ بعد ان نوابان کے زمانوں کے جب حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہا سریر آرائے دولت ہوئے تب بھی راجہ ساگرمل **راجہ بہوانیداس و ہرم دت بہادر راجہ درگا داس و یادت بہا** اور پوتے **راجہ کیول کشن بہا** جو فرزند بہوانیداس و ہرم دت کے تھے اوسی عہدہ مال پر سربلند رہے۔ نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے عہد دولت میں راجہ

کیول کشن نے بسبب عارض جسمانی اپنے چچازاد بھائی راجہ خوشحال چند فرزند راجہ دیانت بہا کو حضور پرنور عرض کرکے اپنی جگہ مامور کرادیا اور خود کنارہ کشی اختیار کی۔ بعد انتقال راجہ کیول کشن کے بھی راجہ خوشحال چند اس خدمت پر مامور رہے اور اسی حالت میں دنیا سے سفر کر گئے۔ تب انکے فرزند راجہ اجاگر چند رہے بہا نواب غفران منزل حضور ناصر الدولہ بہادر کے عہد مبارک میں موروثی خدمت پر مامور ہوئے۔

انہوں نے اپنے بھائیوں اور فرزندوں کی بیاہ شادی میں بے انتہا دولت لٹا کر دنیا میں نام پیدا کیا یہ راجہ بہت نامی صاحب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و خطاب عمدہ و جاگیر پائے حاصل کی۔ شرف و ممتاز ہوئے تھے راجا اجاگر چند کے بہادر کے تین بھائی تھے۔ ایک راجہ رام پرشاد لالہ بہا دوسرے راجہ موتی پرشاد کیرت بہا تیسرے راجہ انجن پرشاد پرتاب بہا یہ تینوں صاحب ثابت ہی لیاقتمند اور راجہ امیر تھے ہمیشہ اپنے بھائی کے کام محولہ میں مدد معاون رہے راجہ اجاگر چند رہے بہا کے فرزندان نامی بھی لیاقت و فطانت میں شہرہ آفاق ہوئے چنانچہ راجہ کرن بہا اور راجہ اندر جیت بہا اور راجہ اندر مل بہا کو حیدرآباد کی خلقت خوب جانتی ہے راجہ رام پرشاد لالہ بہا کے فرزندوں میں سے راجہ دھنراج بہادر اور راجہ بھوپ راج بہا بھی کتائے روزگار تھے اونکا نام نیک بھی صفحہ ہستی پر یادگار رہیگا۔

راجہ روشن رائے بہا اور اونکے خاندان کا حال

راجہ روشن رائے بہا کے والد بزرگوار شاہ عالم بادشاہ غازی کے عہد میں خدمات سلطانی پر مامور رہے جب اونکا انتقال ہوگیا تو اپنے یادگار دو فرزندان نامی چھوڑے اول لالہ بینی بہادر تھے وہ دارالخلافہ شاہجہان آباد میں رہے لیکن راجہ روشن رائے اعازم دکن ہوئے اور اعظم الامرا بہا کی عہد دیوانی میں بسفارش راجہ بینی لال راجہ سوج مل و راجہ بہار امل و راجہ بنیوت وغیرہ وغیرہ کے بعہدہ پیشکاری دسرشتہ داری سپاہ ملازم سرکار ہوئے بعدت اس عزت کے ساتھ وفات پائے۔ ان کے مرنیکے بعد انکے فرزند راجہ شیو پرشاد بہا موروثی خدمت پر سرفراز ہوئے حتی کہ نواب میر عالم بہا اور نواب میر الملک بہا اور راجہ چندو لال بہادر کے عہد اراالمہامی میں بھی اسی خدمت پر سرفراز رہے اور خطاب و منصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان سے بھی سربلندی پائے نواب منصور منزل سکندر جاہ بہادر کے عہد دولت میں انکو ممالک غربی کیطرف بارلو والی پونا کی سرکشی اور فتنہ

وفساد فرو کرنیکیلئے بھیجی گیا تھا وہان کارہائے نمایان کئے اور وہ ہنگامہ پردازی باجیراؤ کی سرکردگی آخر کار انتقال کر گئی اون کے فرزند ارجمند راجہ شنبو پرشاد بہا تھے بعد وفات اپنے باپ کے عہدۂ موروثی پر سرفراز ہوے اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد سلطنت مین خطاب اجگی و منصب سے عزت پائی اور خدمت معتمدی خزانہ عامرہ سرکار علاوہ خدمت موروثی کی عطا ہوئی اور بہت بڑی جاگیر بھی ملی جو اب تک اون کے خاندان مین چلی آتی ہے۔

راجہ منون لال بھادر اور اون کے خاندان کا حال

راجہ منو لال در اصل فرزند جانشین راجہ بہوانی پرشاد کے تھے راجہ بہوانی پرشاد کی بزرگ حضرت غفرانمآب کے عہد مین خدمت پیشکاری خانسامانی حضوری پر سرفراز تھے۔

ان راجہ بہوانی پرشاد کے واسطے جو بڑے بڑے کارہائے نمایان اوپنڈت پردھان ہادھوراؤ دالی پونا سرکار عالی سے ہوے اون کی تحریر کے لئے ایک علیحدہ دفتر چاہئے۔ نواب غفرانمآب کو ان راجہ صاحب پر کامل اعتبار تھا۔ معاملات کے تمام معاملات انہین کے واسطے سے تصفیہ پاتے تھے۔ راجہ بہوانی پرشاد عامل بھی تھے اور فقرا بہت محبت رکھتے تھے چنانچہ جب نواب مغفرت منزل مرض استسقا مین مبتلا ہوے اور پیروں پر ورم آگیا تب راجہ بہوانی پرشاد حضور کے روز سے حضور کے پیر دبا کر ورم اپنے پیروں پر چڑھا لیا حضور پر نور کو صحت ہو گئی دوسرے روز نواب مغفور نے انکو بلا کر ان کے پیر دبا کر ورم ملاحظہ فرمایا اور انکی عاملی سے بہت راضی و خوشنود ہوے۔

بعد علت راجہ بہوانی پرشاد کے راجہ منون لال اونکی عہدہ پر سرفراز ہوے اور نواب بہادر کے عہد مین راجہ منو لال کو جاگیر بھی مل گئی۔ انکے بھائی راجہ بنو لال بھی بڑے نیک کردار اور برگزیدہ آفاق شخص تھے۔

راجہ نینونت بہادر اور اون کے خاندان کا حال

راجہ نینونت بہا کا اصلی نام ہرپاجی نائک تھا۔ ہمیشہ سے پیشکار خانگی اعظم الامرا رسطوجا بہا تھے انکے فرزند راجہ گوبند راؤ نین بہا بعد انتقال اپنے باپ کے حضرت نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد مین بمنصب موروثی و خطاب راجگی و جاگیر خاندانی معزز و ممتاز ہوے اور نوبت گہڑیال سے بھی سرفراز ہوے انکے فرزند ان نامی بھی یادگار زمانہ ہے۔

رائے رگھورام اور اون کے خاندان کا حال

جب رائے رگھورام بوجہ پیرانہ سالی انجام ہی کار سرکار سے مجبور ہو بیٹھے تب انہون نے اپنے دونون فرزندون راجہ

دلسکھ رام اور راجہ رگھناتھ رام کو اپنے عہد سررشتہ داری پیشکاری منصب داران پر مامور کرادیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ راجا دلسکھ رام کو مسکین شاہ فقیر سے بڑی راسخ عقیدت تھی چنانچہ اونکے لئے مسجد و باغ بنوایا اور جب ان شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اوسی باغ میں مدفون کیا۔

راجہ گھناتھ رام نے بھی سرکاری ملازمت حاصل کی اور عزت سے زندگی تمام کرکے دار البقا کا راستہ لیا۔

راجہ چتر بھوجداس اور اون کے خاندان کا حال

راجہ چتر بھوجداس مرشد زادہ عالیجاہ کے دیوان و مختار کار تھے۔ جب مرشد زادہ مذکور نے خروج کرکے بغاوت اختیار کی تب یہ مال کا رد دیکھ کر بیٹھ رہے اور اونکا ساتھ نہ دیا اسی باعث سے مورد الطاف نواب غفرانمآب ہوئے اور بعد چند انتقال کر گئے۔

اون کے فرزند راجہ شنکر داس شمس الامرا بہادر کے یہاں خدمت دیوانی پر مامور ہوئے بعدہ عہدہ کرورگیری بلدہ پر سرفراز ہوئے لیکن سوء مزاجی اہل دربار سے انکو خدمت دیوانی علاقہ بالگھاٹ پر جانا پڑا لیکن بہ چند روز بعد کرورگیری انکو ملگئی۔ مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر اور راجہ جگدیو لال کے چپقلش کے درمیان شکوہ جنگ کے قتل کا الزام مخالفین نے انکی ذمہ لگایا پس راجہ شنکر داس کو مرشد زادہ مذکور نے قتل کرا ڈالا۔ حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کو سخت رنج ہوا اور ان کے فرزند راجا مکٹ رام کو کہ ابھی صغیر سن تھے خدمت موروثی کرورگیری پر سرفراز فرمایا جب یہ جوان ہوگئے تب کرورگیری راجہ بالکشن کو دیدی گئی اور مکٹ رام نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے بیان عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوئے۔

راجہ شنکر داس کے بنتی بہائی راجہ بنسی دھر بھی اور اون کے فرزند راجہ مرلی دھر بھی پیشکاری منصب داران کار پر سرفراز رہے۔

راجہ جی رام اور رائے رایا بہا اور اون کے خاندان کا حال

رائے رایا بہا نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کے عہد میں دفتر صدر جات سرکاری پر مامور رہکر گئے اون کے فرزند راجہ شیا مراج بہا اپنے باپ کی خدمت موروثی کے علاوہ عہدہ پیشکاری دیوانی پر بھی سرفراز ہوئے اور جب نواب اعظم الامرا بہادر پونا چلے گئے تو یہی راجہ شیا مراج بہ بیشن ستی

حضور پرنور کا روپیہ دیوانی کو سرانجام کرتے رہے لیکن جب اعظم الامرا بہادر پونا آگئے تب راجہ شیام راج اپنے دیہات جاگیر میں جارہے اور وہیں انتقال کیا اوس کے بعد راجہ جیپا راجہ بہادر بایں وقت بسعی و تدبیر رائے رائن ترک پنڈت اپنے باپ کے عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوے لیکن عین جوانی میں انتقال کر گئے رائے رائن ترک پنڈت نے پیراس خاندان کی نمک حلالی کرکے راجہ جیرام راؤ بہادر کو حضور پرنور سے خلعت و جواہر و خدمت موروثی پر سرفراز کرایا آخر کار یہ ترک پنڈت مرگیا اور اپنے فرزند رائے سوناجی پنڈت کو وصیت کر گیا کہ اس خاندان کی خیرخواہی نمک حلالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا راجہ جیرام راؤ بہادر خطاب منصب مناسب علم و نقارہ و نوبت و نشان و نیل و عماری و پالکی جہالر دار رہے۔

نواب ظفر الدولہ مبارز الملک بہادر

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر انکو خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز کرکے حراست قلعہ نرل و جگتیال سپرد کی تھی بایں ظفر الدولہ چند بار رگھناتھ راؤ مرہٹہ سرکردگی لشکر بھیجے تھے آخر کار یہ قلعہ نرل میں بتہمہ ہے ادراموارات سلطنت سے تعلق چھوڑ دیا نہیں معلوم کیا سبب تھا اور وہیں ۱۲۱۶ھ میں وفات پائی اونکے فرزند

ظفر الدولہ احتشام جنگ قلعہ کو مضبوط کرکے حضور پرنور سے سرکشی شروع کی مگر اوسکا انتظام کیا گیا اور دوحا حضور ہوا اور نظامت صوبہ ہرار پر منتقل کیا گیا۔ بعد اوس کے قتل کے اوسکا فرزند یوسف مرزا

ظفر الدولہ مع اہل و عیال قلعہ گلبرگہ میں مقید کیا گیا لیکن میر عالم بہادر عہد ۱۲۱۹ھ میں رہائی پاکر حاضر دربار ہوا اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و رسالہ چہار صد جوانان شیر بچہ والہ و ضرب پانچ توپ و جاگیر پنجہزار روپیہ سالانہ و دریاؤ قدیم موروثی سے سربلند ہوا اوس کے بھائی بھی خطاب و منصب سے سرفراز ہوے۔

ایک بچا **احتشام جنگ** سرفراز ہوا گویا ظفر الدولہ کلان کا نام بہر زندہ ہوا۔ دوسرا **ظفر یار جنگ** جو زمرہ حاضر باشان دیوانی میں راجہ چندولال کیخدمت میں حاضر رہتا تھا تیسرا **ثابت جنگ**۔

آخر کار یوسف مرزا ظفر الدولہ قید سے نکلکر اس رتبہ پر پہونچا مگر اوسکا مزہ اوٹھا پایا کہ یکایک عین عالم جوانی میں مرگیا اور اوس کے چند ہی روز بعد اوسکا بھائی احتشام جنگ بھی رہگرائے عدم ہوا۔

اب انکی اولاد میں سے ایک شخص باقی ہے جو چالیس روپیہ مہینہ پاتا ہے افسوس ہزار افسوس

نواب نور الامرا بہادر اور اون کے خاندان کا حال

انکا اصلی نام نورخان تھا قوم مرل سی تھی اور نواب زیر آصف الدولہ بہادر والی اودھ کی سرکار مین بسر کردگی یا بعضد جوانان سواران رسالہ خاص ملازم تھے۔ چونکہ نواب اعظم الامرا بہا ارسطو جاہ بہا سی قرابت خاندانی رکھتے تھے۔ پس اسی عزیز سے ارسطو جاہ نے دولا کر روپیہ پیشکش راہ بھیجکر لکھنؤ سے بلایا۔ اور حضور نواب غفرانمآب سے تین لاکھ روپیہ کی جاگیر دلوا کر بخطاب فوز الامرا بہا ممتاز کرایا اور سات ہزار فوج رکھنے کے لیئے اجازت ہوئی نواب سکندر جاہ بہادر کے زمانہ مین زندہ رہے اور بہروقات پائے بڑے جری اور بہا سیاہی قوی ہیکل جوان تھے۔ اون کے فرزند علی یار لائق بھی جمعیت سواران منصب خطاب سے سرفراز ہے اب اس خاندان کا کچھ حال معلوم نہین

سید عاقل خان بہا لب چاک اور اون کے خاندان کا حال

یہ رسید حب سوجہ سے لب چاک مشہور ہوئے کہ یہ سادات بارہ سے تھے وہان کے سیدون کا معمول ہی کہ جب اونکو غصہ آتا تھا تو اپنا ہونٹ کاٹتے تھے چونکہ سید عاقل خان بھی اسی خاندان مین تھے لہذا یہ معمول ہونٹ کا نشان کرتے تھے ہوجہ سی اونکا ہونٹ ہمیشہ زخمی رہتا تھا اس سوجہ سے لب چاک مشہور ہوگئے۔ سید عاقل خان بہا فرخ سیر بادشاہ ہند کے ملازم تھے جب اس بادشاہ کا آخر وقت پہونچا تب یہ سید عاقل خان بہا بر فاقت نواب مغفرتمآب صفدر جنگ بہا دور کے ہمراہ دہلی وارد دکن ہوئے اور سات سو سوار ونکی سرداری مین عمر بسر کی اور آخر کار دنیا سی انتقال کر گئے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند میر امام علی کو حضرت نواب غفرانمآب نے برہان الدولہ بہرام جنگ خطاب و منصب پنجہزار سہ ہزار سوار و جاگیر سے سرفراز کیا اون کے برادر صوبیدار بلیچپور سے سرفرازی کنجی وہ مدت تک اس منصب و عہدہ پر رہے۔ جس زمانہ مین بعد وفات نواب مبارز الملک اون کے فرزند فرخ میرزا احتشام جنگ نے بغاوت و اختیار کی جو انہین برہان الدولہ بہرام جنگ کا نواسہ تھا اور بہروا سکو صوبیداری بلیچپور عطا ہوئی تب برہان الدولہ بہرام جنگ کو قلعداری نرمل تفویض ہوئی مدت تک یہ کام بھی چلایا لیکن حضور پرنور سفر بانگل مین اس خدمت سے بھی معزول کرکے داروغگی ہرکارگان پر مامور فرمایا اسی جا تین ۱۲۰۳ھ مین مر گئے۔

ان کے وفات کے بعد ان کے فرزند **میر زین العابدین** کو منصب ہفت ہزاری سہ ہزار سوار و پالکی جمدار و علم و نقارہ و نوبت و جاگیر و خطاب ملکی **بہرام الملک** دلائی **بہرام الدولہ** و جنگی سطوت جنگ سے سرفرازی ملی اور نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر نے اپنی مصاحبت مین رکھا میر عالم بہا کی دیوانی

ذی زمانہ مین اور ایک لاکھ روپیہ کی جاگیر ملی۔ بہرام الملک ہمیشہ شریک شرخوان حضوری ہوا کرتے تھے آخرکار
سنہ ۱۲۳۲ھ مین بتاریخ ۲ جمادی الثانی جنت کو سدھارے۔ پانچ فرزند جگر بند اپنی یادگار چھوڑے۔

سب سے بڑے **میر غلام حسینخان بہرام جنگ بہادر** کہ نہایت شوخ مزاج تھے۔ سابق ان کو آٹھ ہزار روپیہ کی
جاگیر اور دو ہزار روپیہ نقد کل دس ہزار کی آمدنی تھی اسمین کسی بھائی کا حصہ نہ تھا بعد وفات اپنے باپ کے پانچوان حصہ
جاگیر بیس ہزار روپیہ کا اور ملا سنہ ۱۲۳۳ھ مین وفات پائی لاولد تھے اسلئے جاگیر ضبط سرکار ہوکر صرف ایک گاؤن انکی بی بی
کے نام جاری رہا۔

دوسرے **سید عاقل خان بہادر** جب باپ کے وقت مین منتظم جاگیر تھے انہون نے سے غدر کر قتل و قید کیا اور علاقہ مین
انتظام بٹھایا اور کرنیل ریڈی ڈاکو کو اسیر کرکے قتل کیا۔ مدت تک زندہ رہے بعد مع اہل و عیال حج بیت اللہ
کو گئے اور آخر وہان سے مراجعت کیوقت قصبہ انبا جوگائی مین وفات پائی یہ صاحب رکن الدولہ عماد الملک
مستقیم الدولہ دامادتھے انکی لاش چار مہینہ کے بعد انبا جوگائی سے امیر نواز جنگ نے لاکر زیر کوہ مولا علی دفن کی یہ
امیر نواز الملک سید عاقل خان کے دامادتھے انکی وفات سنہ ۱۲۴۴ھ مین ہوئی۔ انکے فرزند سطوت جنگ میر زین العابدین
خان تھے جو منصب و خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوے۔

تیسرے **سید غیرتخان بہادر بہرام الدولہ** یہ منصب چہارہزاری دو ہزار سوار و جاگیر تیس ہزار روپیہ و خطاب
بہرام الدولہ سے سرفراز ہوے یہ بھی مرگی کاڑی سے گر پڑے تھے اور اس صدمہ سے انکی کمر ٹوٹ گئی تھی اس لئے حالت
جنون پیدا ہوگئی اور اسی حالتمین مر گئے جاگیر ضبط سرکار ہوگئی قلعہ شاہو اور دو تین گاؤن انکے فرزندونکے نام پر بحال رہے

چوتھے **سید قنبر علیخان بہادر** بڑے رنگین مزاج لطیفہ گو فقیر دوست تھے سنہ ۱۲۳۴ھ مین وفات پا۔

پانچوین **سید محمد علیخان بہادر** یہ بھی جوان مرگئے۔

ہائے افسوس کیسا بہرگھر تھا جو آناً فاناً مین برباد ہوگیا لکھتے ہین بہرام الملک عید وغیرہ مین جب کسی کے
ملنے جاتے تو ایک دیوانخانہ اونکی اولاد سے بھرا جاتا تھا۔ اللہ باقی رہیگا اور سب کا انجام فنا ہے۔

جعفر یار جنگ بہادر کوکہ اور اسد نواز جنگ بہادر کوکہ اور اونکے خاندانکی حالات

جس زمانہ مین رکن الدولہ مدار المہام تھے تو اونکے بادر چیخانہ کے داروغہ ایک شخص **میر مہدی** مشہدی تھے

انکی زوجہ بہوی بیگم اکثر محلات حضور پرنور حضرت بخشی بیگم صاحبہ اور حضرت بہوی صاحبہ کے پاس مہمان رہا کرتی تھیں ایک زمانہ
مین بہوری بیگم کی لڑکی پیدا ہوئی بعد غسل حلیہ بہوری بیگم صاحبہ غرض نذر محل مبارک مین تشریف لیگئیں
اوسی عرصہ مین مرشدزادہ سکندر جاہ بہادر تولد ہوئے تھے اور صرف آٹھہ روز کے تھے چونکہ بہوری بیگم نجیب الطرفین
شریف زادی تھین اسلئے انہین کو مرشدزادہ موصوف کو دودھ پلانے پر مامور کیا ان بہوی بیگم کے تین فرزند اور دو
لڑکیان تھین ۔ مرشدزادہ سکندر جاہ بہادر کی دو دختر نیک لڑکی بچپن ہی مین مر گئے لیکن دوسری لڑکی آرزو بیگم
کے والدہ ہوئین ۔ تین لڑکون مین سب سے بڑے **میر فضل علی** جوان مرگئے
دوسرے **میر جعفر علی جعفر یار جنگ بہادر** کو کہ انہون نے ایک سرکاری گائن کو قتل کر ڈالا اور اس جرم سے
فرار کرکے پونا چلے گئے اور وہان بالومیان سردار کے پاس نوکر رہے آخرکار سکندر جاہ بہادر کے سفارش سے حضور
پرنور نے قصور معاف کردیا اور پھر حیدرآباد مین بلالیا ۔ اور گہانسی میان کے ہمراہی فوج مین چار سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رہے
بعدازان حضرت نواب سکندر جاہ بہادر کی عہد سلطنت مین بخطاب خانی و بہادری و جنگی و منصب سہ سالہ سواران
ہر فحاص و علم و نقارہ سربلند ہوئے اور پھر علاقہ سیدآباد تفویض ہوا راجہ چندولال نے بھی ڈیڑھ سو سواران
پائگاہ اور دو سو جوانان پلٹن و رسالہ و عرب و غیرہ جملہ ساڑھے سات سو فوجی سرداری عطا کی ۔
اور جاگیر بھی مل گئی اب کیا کہنا تھا دولت الفین فرحت بخش اور روز بخش نامی بدرماہہ پان سو روپیہ
نوکر رکھہ لین و زیر بخش سے تین لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک صغیر سن مرگیا دو باقی کے نام حضور پرنور نے بچاس
بچاس روپیہ ماہانہ مقرر کردیا آخرکار بتاریخ ۲ رجمادی الثانی سنہ ۱۲۳۳ھ انتقال کیا اور درگاہ سید حسین
برہنہ مین مدفون ہوئے اپنی اولاد مین آٹھہ فرزند جگر بند چھوڑے ۔
سب سے بڑے **میر میر علیخان** کو داروغگی فیلخانہ مقرر ہوا اور تیس ہزار روپیہ کی جاگیر ملی انہون کو اکیس سال
کی عمر مین دفعتاً عارضہ دباسی سے ربیع الاول سنہ ۱۲۳۹ھ مین انتقال کرگئے ۔
دوسرے **میر باقر علیخان** جو صرف دو سو روپیہ ماہوار پر حضوری نوکر رہے اور انتقال کرگئے
باقی فرزندان نامی بھی ایسے ویسے عہدون پر سرکاری ملازم رہے اور دنیا کو چھوڑ کر عالم بقا کا راستہ لیا ۔
میر مہدی مشہدی کے دوسرے فرزند **اسد نواز جنگ بہادر** کہ تھے انکا اصلی نام میر حسین علیخان تھا بعد جلت

نواب غفرانمآب کے نواب سکندر جاہ کے عہد مین دو سو روپیہ یا ماہانہ ذات و بادن سوار صرفخاص و دو سو جوانان پلٹن کل قریب تین سو آدمیونکے سرداری اور جاگیر ہزار ہا روپیہ سے سرفراز ہوے یہ حضرت ضریح نکالا کرتے تھے اور عشرہ محرم مین بے انتہا دھوم دھام کیا کرتے تھے ۱۳۳۰ھ مین بروز عید الفطر فوت ہوگئے ہوا انکے فرزند

میر جوبیر علیخان بہادر اسد نواز جنگ دوم بعد رحلت پدر ضریح کو موقوف کرکے کچھ روشنی وغیرہ کیا کرتے ہے پیشگاہ حضور سے بخطاب پدری جاگیر مشرف ہوے۔

محمد طاہر خان بہادر شہامت جنگ کوکہ اور اونکے خاندانکا حال

یہ صاحب حضرت غفرانمآب کے اب میر نظام علیخان بہادر کے کوکہ تھے انکا ذکر خیر شہر آفاق ہے انکے فرزند **امیر الدولہ کلان** جواہر خانہ خاص کے داروغہ تھے بعد انتقال اعظم الامرا محمد عظیم خان خانسامان حضور پر نور کے خدمت جلیل القدر خانسامانی پر سرفراز ہوے مدت تک یہ خدمت ادا کی بعدہ حضرت شاہ غلام علیصاحب فرزند حضرت شاہ موسی صاحب قادری کے مرید ہوکر اس درجہ پر پہونچے کہ خلیفہ ہوے اور ترک لباس کرکے گوشہ نشینی اختیار کی اور اسی حالت مین گئے مراون کے فرزند

امیر الدولہ بہادر ثانی حضرت مغفرت منزل کے عہد مین باپ کے وقت مین خدمت جواہر خانہ و خانسامانی پر سرفراز ہوگئے تھے پھر نواب امیر الدولہ بہادر کے وقتمین بہ بجاے خدمات و جاگیرات قدیم و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت بالکی جھالردار سے مشرف و ممتاز ہوے انکا اصلی نام محمد بدر الدین خان بہادر تھا۔

محمد برہان علیخان بہادر سبقت یابجنگ کہٹالہ

کہٹالہ تو قصبہ کا دیا ہوا نام ہے مگر اصل مین انکا سلسلہ لقب بادشاہی سے مدتتک پہونچتا ہے نواب غفرانمآب کے عہد مین سوار ان پیادگان و تعلقات کا کہا روپیہ سے سرفراز ہوے تھے مگر حضور نواب امیر الدولہ بہادر سے خطاب سبقت یابجنگ اور جاگیر بھی عطا فرمائی

معظم جنگ

اصلی نام انکا تراب بیگ خان ہے انکے والد کا نام احد بیگ خان تھا اور انکے دادا لطیف بیگ خان لطیف الدولہ دارغہ شکار خانہ حضور پر نور تھے۔ آخر زمانہ ناصر الدولہ بہادر مین تراب بیگ خان کو خطاب ملا اور موروثی خدمت بھی عطا ہوئی

مستعد یار جنگ بہادر

انکا اصلی نام میر احمد خان امدان کے باپکا نام میر عثمان خان تھا اعظم الامرا نے میر عثمان خان کو ادان کے وطن قصبہ واقع بنجا سے

طلب کر یانسو سوارون کا سردار مقرر کرکے اورنگ آباد میں متعین کیا جب پیر عثمان خان وہان انتقال کرگئے تب پیر محمد خان اپنے چچا صالح محمد خان حسرت کے ساتھ حیدرآباد آئے یہان بیشگاہ خلافت سے انکو منصب ہزاری یکہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی و فیل عطا جاگیر بھی ملی اور رسالہ سواران سے سرفراز ہوئے انکے دو فرزند پیر عمر خان و پیر خداداد خان تھے۔

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک اور انکے خاندان کا حال

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک کا خاندان میں باد شاہان تیموریہ کے دولت علمداری دولت آباد خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی جلی آتی تھی منشی میر حیدر خان اورنگ آباد حیدرآباد میں کرپوسا نواب شیر جنگ کی الہ ورہا مدار المہام بہادر کے حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر ہوئے حضور پر نور نے انکو خدمت منشی گیری پر مامور فرمایا اور اپنے مقربون مین بنالیا اور اس تقرب کو یہانتک عزت ہوئی کہ ہمراز حضور پر نور ہوئے اور خطاب و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ پالکی جھالردار و جاگیر عمدہ سیر حاصل سے بھی مشرف ہوئے اور اس خدمت منشی گیری حضور پر نور کو اسی برس کی عمر تک خود انجام دیا اور جب بوجہ پیرانہ سالی مجبور ہوئے تو اپنے فرزند کلان [1] شمس الدولہ بہادر کو خدمت ارالانشائی پر حضور پر نور سے مامور کرادیا اور خود بارام تمام زندگی بسر کرنے لگے اور خدا کی عبادت کرتے رہے آخر کار ۱۲۳۵ھ مین وفات پائے۔

ان کے دوسرے فرزند وحید الدولہ بہادر تھے نواب غفرانمآب نے انکو بخطاب دولائی و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و جاگیر عطا فرمائی ناظر الدولہ بہادر کے آخر زمانہ مین وفات پائے۔ انکے فرزند مکرم جناب مہدی بہادر بھی منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کی۔

منشی صاحب محترم کے تیسرے فرزند میر عباس علیخان بہادر اعتصام الملک تھے انکو ۱۲۳۳ھ مین نواب سکندر جاہ بہادر نے دارونگی دیوانخانہ عرض مکرر یعنی عہدہ عرض بیگی پر مامور فرمایا اور نواب ناصر الدولہ بہادر نے عہدہ قدیمہ پر بحال و باضافہ منصب و خطاب جنگی ممتاز جنگ و دولائی اعتصام الدولہ و ملکی اعتصام الملک بانوبت و علم و نقارہ و نشان و عماری و پالکی جھالردار و عطائے جاگیر عمدہ محاصل کیساتھ رسالہ سواران معزز و ممتاز فرمایا بڑا انشاپرداز بہادر جری شخص تھے اللہ مغفرت کرے۔ انکے فرزند ارجمند میر احمد علیخان بہادر محترم الدولہ محترم جنگ تھے انکو حضور پر نور سے منصب چہارہزاری دوہزار سوار و خطاب جنگی و دولائی عطا ہوا اتحاد بہیت جناب بہادر اور اب اعتصام الملک عرض بیگی کے نازپرور دہ

---

[1] یہ رشید الدولہ بہادر کے فرزند رشید الملک بہادر تھے بعد وفات رشید الدولہ بہادر کے خدمت مورودی پر سرفراز ہوئے اسوقت انکی عمر کچھ سال کی تھی نواب ناصر الدولہ بہادر نے انکو خطاب جنگی و دولائی و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و جاگیر قدیم مورودی و بحالی خدمت مورودی و پالکی جھالردار و عماری و قلعہ دولت آباد سے سرفراز فرمایا اور اسی عزت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔

منظور نظر تھی ایکروز حضور پر نور اس بچہ کو اعتصام الملک عرض بیگی کے ساتھ دیکھا بے اختیار زبان مبارک سے شاباش
فرمایا کہ یہ بہت جنگ ہے فوراً اعتصام الملک بہادر عرض بیگی نے آداب بجا لا کر پیش کیا اور نذر خطاب و لوا و بندہ پیش جلو
اعتصام الملک بہادر حضور پر نور نے قاعدہ موافق حکم سرفرازی خطاب و منصب کا صادر فرمایا۔

صمصام جنگ خطاب ملا تھا یہ چوتھے فرزند منشی صمصام صاحب مرحوم کے **میر ابراہیم علیخان اعتضاد الدولہ رشید جنگ بہادر** تھے انکو حضور پر نور کی بیگاہ سے خطاب و منصب امرا و عرض بیگی ہرکارگان و جاگیر مورو ثی قدیم و جدید و علاوہ قلعہ بہادر عطا ہوئی تھی بڑی عزت سے زندگی بسر کرکے عالم بقا کا راستہ لیا۔

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک کے ایک چھوٹے بھائی تھے جنکو بیگاہ خلافت سے خطاب عمدہ **شہامت جنگ** عطا ہوا تھا
اون کے فرزند **میر کاظم علیخان بہادر مختار الدولہ** تھے اول انکی شادی میر حیدر خان بہادر کی دختر سے
ہوئی تھی جب عقیقہ ایک فرزند چھوڑ کر فضا کر گئیں تو حسب تجویز میر عالم بہادر انکی شادی بہرام الملک بہادر
کی دختر سے ہوئی بعدہ نواب میر الملک بہادر نے مختار کا خانخانات خود مقرر کیا بعد وفات نواب میر الملک بہادر ان کو
بیگاہ خلافت سے منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و خطاب و جاگیر تیس ہزار روپیہ کی عطا ہوئی بڑے دانشمند شخص تھے
بتاریخ دہم محرم الحرام ۱۲۵۶ھ آلہ وفات پایا۔ ان کے فرزند میر غلام مہدی **سردار جنگ بہادر** تھے جنکو بعد قتل سید نصرت دہلوی
کے داروغگی ہرکارگان سرکار عطا ہوئی اور خطاب و منصب ہزاری پنجہزار سوار اور جاگیر تیس ہزار روپیہ سے
سرفرازی پائی تھی

نواب طالب الدولہ بہادر مغل جان کو توالہ بلدہ حیدرآباد اور اون کے خاندان کا حال

طالب الدولہ بہادر مغلی ان کے جد امجد مجاہد جنگ عہد حضرت امیر الممالک صلابت جنگ بہادر میں عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوئے
اور حضرت مغفرتمآب کے زمانہ تک اس خاندان کے موروثی اعلی عہدون پر سربلند رہے لیکن نواب مغفرتمآب کے عہد میں طالب الدولہ
بہادر مغلی ان بعہدہ کوتوالی بلدہ حیدرآباد و عدالت سے برگی طویلہ اسپیان خاص بجاگیر عمدہ و منصب مناسب مامور ہوئے اور تا عہد

حضرت مغفرت منزل ان جلیل القدر عہدہ کو سرانجام کرتے رہے اور اسی حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے۔ بانچ فرزندان نامی اپنی اولاد میں یادگار چھوڑے۔

سب سے بڑے **طالب الدولہ حسنعلیخان بہادر** تھے بعد وفات پدر عالیقدر ماموری و قلعہ دار قلعہ جگتیال و جاگیر قدیم سرفراز ہوئے اور پہر نواب ناصر الدولہ بہادر کے ایام سلطنت میں باضافہ منصب و سالہ مغلیہ ایران و صدسوار ان و بحالی خدمات و جاگیر مورثی سرفراز ہوئے آخر عمر میں کوتوالی بلدہ بھی کئی برس بردست محض بیمروت اور سیچ دل شخص تھے۔

دوسرے فرزند **نواب باقر علیخان شاہنواز جنگ بہادر** تھے جو نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بنیگانہ خلافت سے بخطاب و منصب و جاگیر سرفراز ہوئے۔

تیسرے فرزند کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ کب پیدا ہوا اور کیا نام تھا اور کب مرے۔

چوتھے فرزند **نواب قربانعلیخان فہیم الدولہ اعتبار جنگ بہادر** تھے بعد وفات نواب مغفرت منزل کے نواب ناصر الدولہ بہادر کے پیشگاہ سے بخدمت بدرلہ سواران و روب جاگیر و اوقلعہ داری و داروغگی باورچیخانہ ممتاز و مشرف ہوئے خطاب و منصب سے بھی سرفرازی پائی۔

پانچویں فرزند **نواب ذوالفقار علیخان غالب الدولہ بہادر** تھے انکو بھی بنیگانہ خلافت سے آٹھ ہزار روپیہ کی جاگیر مورثی ذات و قلعداری قلعہ سیدک و خطاب و منصب سے سرفرازی ہوئی تھی **سرفراز جہان جنگ بہادر مرزا محمد نصیر بیگ خان** مرزا علی بیگ خان کے فرزند اور طالب الدولہ مغلیخان کو توال ممالک محروسہ سرکار عالی کے داماد تھے مرزا علی بیگ خان مہتمم تعمیرات میر عالم بہادر تھے چنانچہ سیر ساغر اور بارہ دری سرائے میر عالم بہادر انہیں کے اہتمام سے تعمیر ہوئیں میر عالم بہادر نے انکو سالہ و صدسواران و جاگیر و خطاب بنیگانہ مغفرت منزل سے سرفراز کرایا تھا۔ طالب الدولہ مغلیخان نے اپنے داماد کو خطاب ملنے کی لئے میر عالم سے عرض کیا انہوں نے بنیگانہ حضور سے خطاب جنگی و خدمت دار الضرب و لوا و بعد وفات مرزا علیبیگ کے یہ دونو خدمات سے معزول ہوئے چند روز کے بعد ناصر الدولہ بہادر نے مورثی خدمت دار الضرب بحال کر دیا اور رسالہ سواران پدری بھی ملگیا علم ہیئت سال بخوبی واقف تھے بلکہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے مگر مرتوکار ملنے دیکھے اور دنیا سے جلد گئے

مرزا محمد شمس الدین خان بہادر مشہور بابن صبا انکے باپ کا نام مرزا ابو الفضل خان بہادر ابن علیرضا خان بہادر تھا ہم جدی طالب الدولہ بہادر مغلیخان کو توال تھے پہلے تجارت کرتے تھے پہر نواب امیر الملک بہادر کے

سب سے بڑی رتبہ پر پہونچ گئے لاکھوں کروروں کا مقدور ہوگیا انگریزی عملداری سے پہلے بھی حیدرآباد میں لاکھ حضور پر پورسے خطاب و منصب وغیرہ سے بھی سرفراز ہوئے تھے انتہا عمارت کو مولا علی وغیرہ میں اور شہر کے اندر دریا دون کے پل اور باغ وغیرہ بنوائے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چھوڑے۔

نصیب یار جنگ

انکا اصلی نام فتح اللہ بیگ خان تھا ان کے باپ رضا بیگ خان حضرت غفرانمآب کے عہد میں سنا مابلد حیدرآباد و قلعہ محمد نگر تھے جب رضا بیگ خان نے ۱۱۳۴ھ میں انتقال کیا تو فتح اللہ بیگ خان خدمات موروثی پر سرفراز ہوا اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں خطاب و منصب سے بھی عزت پائی

مذفر بہادر خان بہادر

خلف کلان خان جہان خان بہادر و غیرہ فرانسیسکار۔ بعد انتقال پدر بجدت قلعداری قلعہ ناگل و محمد آباد جاگیر سرفراز ہوئے اور بہ منصب پنجہزاری خطاب و جاگیر سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بھی سرفرازی پائی ۱۱۷۲ھ میں انتقال کیا انکی بی بی بادشاہ بیگم نے بعد ان کے انتظام جاگیرات بطور خود دیکھا ایک فرزند صغیر سن چھوڑ مرے تھے۔

ہمت یار جنگ بہادر

ہمت یار جنگ کلان صوبہ بیدر بلد و حیدرآباد کے پوتے تھے بعد وفات جد بزرگوار قلعداری قلعہ ظفر گڈہ ابراہیم گڈہ سے سرفراز ہوئے۔

قطب یار جنگ بہادر

انکا اصلی نام محمد قمر الدین خان تھا انکے باپ کا نام محمد شمس الدین خان بہادر تھا جو افغان ترین تھے بعد وفات پدر عالیقدر بجاگیر ذات و رسالہ سوار امتیاز ہوئے۔

قادر جنگ بہادر

میر نور الاصفیا صاحب کے فرزند بعد ارتحال پدر عالیقدر بہبہات جاگیر قابض ہوئے

علی یاور جنگ بہادر

خلف علی یاور جنگ بہادر علیخان بہادر ولد اعظم الملک محمد عظیم خان بہادر۔ انکا اصلی نام سردار علیخان بہادر تھا ان کے دادا اعظم الملک پائگاہ کے گھوڑوں کی خرید پر نوکر تھے اور منتظم جاگیرات پائگاہ بھی تھے یہ حضرت مغفرت منزل کے عہد میں عہدہ خانسامانی حضور پر مامور ہوئے اور مراتب کے فرزند بندہ علیخان نبل کنڈی کی لڑائی میں خوب لڑے تھے اور مرشد زادہ عالیجاہ کے ہمراہ قلعہ بیدر پر بھی خوب ہی اور شجاعت و مردانگی دی اس لئے بیشگاہ خلافت خطاب و جاگیر سرفرازی ہوئی حضرت مغفرت

منزل کے عہد میں وفات پائی بعد انکی وفات کے انکے فرزند سردار علیخان بخطاب پدر بھی سرفراز ہوئے بحالی جاگیر مروتی بمنصب ہزاری ہنا سوا ممتاز ہوئے۔

شاہیار الدولہ بہادر

خلف شاہیا الملک بہادر برادر وہ مظفر الملک اسد علیخان تھے انکا اصلی نام دنو علیخان تھا۔ ان کے بزرگ کو شاہی میں یہ خطاب حضور خلد مکان عالمگیر بادشاہ غازی کے حضور قلعہ برگن پلی میں ملا تھا۔ نواب غفرانمآب کے عہد میں مظفر الملک بہادر جنگ کھڑا میں ساٹھ ہزار سوار جرار سے نواب مغفور کے شریک تھے اور بڑے جوہر سے لڑے تھے۔ ان کے بھتیجے شاہیا الملک بہادر کی شادی اسطوجاہ فرزند سیف الملک ٹالی میاں کی دختر سے ہوئی تھی یہ شاہیا الملک حضرت مغفرت منزل کے عہد میں حضور کے مقرب خواص نشین تھے انہوں نے بعد جلوس حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر وفات پائی اور انکے فرزند شاہیا الدولہ بعد وفات پدر بخطاب شاہیا الدولہ جاگیر و منصب سرفراز ہوا اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کرکے انتقال کر گئے۔

دلاور نواز جنگ بہادر

انکا اصلی نام محمد خان قایم خانی ہے انکے فرزند راجایان ماڑدار کے یہاں آئے یہ سبب پیدا ہونے محمد خان راجا گیور کے ملازم تھے بعد اور رنگ آباد آئے وہاں سے حیدرآباد آکر منظور نظر مہاراجہ چندولال ہوا اور رفتہ رفتہ بخطاب دلاور نواز جنگ بہادر و بجاگیر ذات و منصب سواران و نوبت و گھڑیال معلم و نقارہ سربلند ہوا اور عزت سے زندگی بسر کرکے انتقال کر گئے

حسین یاور جنگ

انکا اصلی نام حسنعلی بیگ تھا انکے والد کا نام مرزا شاہ علی بیگ تھا جو رکن الدولہ کے عہد دیوانی میں جمعدار پلٹن کے سردار تھے انکے انتقال کر جانے کے بعد دو فرزند جیوتا ایک حسنعلی بیگ دوسرے سرشجاعت علی بیگ۔ یہ دوسرے صاحب میر عالم بہادر کے برگیم کے فرزند قریبہ سے تھے ہمیشہ اودیشین رہے لیکن حسنعلی بیگ کو بعد مدارجہ چندولال نے پچاس ہزار روپیہ کی ذات جاگیر بفوج و لوازمہ میر عالم بہادر نے حسین یاور جنگ خطاب دلوایا تھا سنہ ۱۲۴۹ف آمین مر گئے۔

حیدر الدولہ بہادر

انکا اصلی نام سید اللہ خان تھا خواجہ سعد اللہ خان کے فرزند تھے ان سعد اللہ خان کو حضور سے حضرت مغفرت مآب آصفی نے پرورش کیا تھا ہمیشہ خواصی میں بیٹھتے تھے منصب و جاگیر دار اسی ہزار روپیہ کے تھے انکے والد خواجہ عبد اللہ خان اوقات حاکم مچھلی بندر تھے جس زمانہ میں نواب مغفرت مآب نے تمامی ملک کرناٹک کو تسخیر کیا جب مچھلی بندر پر پہنچے تو ان خواجہ عبد اللہ خان نے مع اپنے بھائی

رحمت اللہ خان کے حاضر حضور ہو کر تمامی ملک پر قبضہ کرادیا اور دو ہزار روپے نواب آصفجاہ بہادر کی نذر کی اور نو لاکھ روپیہ جو خزانہ میں ملک کی محاصل کا جمع تھا بلا طلب حضور کیا آصفجاہ بہادر نے محل میں جاکر فرمایا آج خدا نے دو فرشتے ہمارے مطیع کئے یعنی خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان ادر بھائی کو فرشتہ بتلایا اور اس کے بعد خواجہ عبداللہ خان حضور سے رخصت ہو گئے انہوں نے ایک دو روز میں سنوبت خلعت خدا کو حضور پر نور سے معافی دلوائے تھے چوکی کی مسجد اور مغلپورہ کی مسجد انہیں کے محدثات سے ہے مرقد ایک کے دروازہ پر ہے دوسرا انکے فرزندکلان خواجہ نعمت اللہ خان صوبیدار بیجاپور سے کوچ کر کے مچھلی بندر جا بندر سے سرفراز ہوا اور انکے فرزند شکوہ الدولہ اقتدار الملک صوبہ بلاد حیدرآباد ہوئے حمید الدولہ کی شادی مرشدزادہ فرید بخاری بہا کی دختر سے ہوئی تھی اور انکے فرزند سعد اللہ خان دوم کی شادی صمصام الملک بہا کی دختر سے ہوئی حمید الدولہ وصاحب منصب و خطاب علم و نقارہ و جاگیر ذات سرفراز تھے۔

جہانگیر یار جنگ بہادر

خلف سراوار الملک قلعدار و گیرتھے بجلت پدر جاگیر مورثی پر قابض ہو کر تھوڑے عرصہ میں لگن نے قلعہ کے اندر خلاف شرع بلوہ کیا یہ وقت قلعہ میں تھے لہذا حکم سلطانی سے معزول ہو گئے لیکن تین سال بعد پھر سرفراز ہوئے پانچ ہزار روپیہ نقد عطا ہوا یہ قلعہ اس خاندان میں شاہان تیموریہ خصوصاً جہانگیر بادشاہ کیوقت سے ہے۔

حسارت الدولہ حسارت جنگ بہا

ان کے دادا ولایت نیز انہیں سلسلہ ارادت سے لاکھوں سرمد کو سرفراز فرمائے تھے اتفاقاً ہندوستان میں ایسی دولت و حشمت سے آئے کہ اوس سے زیادہ ممکن نہیں۔ نواب مغفرت مآب دہلی انکو اپنے ہمراہ حیدرآباد لائے انہیں وفات پائی انکے فرزند محمد سعید الدین خان بہادر معافی خان حسارت جنگ کو دوام تھا جب خواجہ محمد ظہیر الدین خان داروغہ گرد خیمہ و محلات حضور نے وفات پائی تو حضور پر نور مغفرت منزل نے حسارت الدولہ اور انکے بھتیجے محمد سعید الدین خان بہادر کے فرزند کو اس معزز عہدہ پر مامور فرمایا یہ حسارت الدولہ صاحب منصب و خطاب و جاگیر ذات سرفراز تھے انکے دو فرزند عظمت جنگ و عزت یار جنگ تھے۔

اشرف الدولہ بہادر

نبیرہ اشرف الدولہ بہادر مرحوم ہیں جو دادا الملک بہا کے بیٹے تھے اور بہادر الملک شرف الاسلام بہا کے بیٹے تھے اور یہ شرف الاسلام اشرف الدولہ میر سرور خان کے چھوٹے بھائی تھے اب جن اشرف الدولہ کا حال ہم لکھتے ہیں انکا نام میر سرور خان تھا اور دادا تو وہی اشرف الدولہ ہیں جو سب سے پہلے لکھے ہوئے ہیں ان میر سرور خان نے ایام جوانی میں قضا کی بعد انکے فرزند خطاب و منصب و جاگیر موروثی سرفراز ہوئے

امیر نواز الدولہ امیر نواز الملک امیر نواز جنگ بہادر

انکا اصلی نام امیر نواز خان تھا قوم افغان تھی بنی مہدوی سے تھے لیکن ان کے باپ دادا کو مہمان الخاطب کرار نواز خان مذہبیت و جاہ رکھتے تھے یہ دلاور خان قلعداری قلعہ گلبرگ پر سرفراز ہوا اور بداجی بنکر مرہٹہ کو جو دس ہزار سوار دن سے علاقہ سرکار عالی کو لوٹتا تھا قید کر کے شہر میں لائے اور کسی بعد یہ دلاور خان ۱۱۷۶ھ میں مرگئے چنچل گوڑہ میں اپنے باغیچہ میں مدفون ہوا نکے فرزند امیر نواز خان بعد باپکے مروتی جاگیر پر سرفراز ہوا اور حضور پر نور سے سرفرازی جواہر و خطاب جنگی و دولائی و ملکی ممتاز ہوئے ۱۲۰۵ھ میں وفات پائی ان کے فرزند بھی خطاب و منصب موروثی سے سرفراز و قلعداری قلعہ گلبرگ پر بحال ہے

سعید الدولہ بہادر

انکا اصلی نام میر محمد سعید تھا جو فرزند میر خلیل اللہ خان سعید جنگ کے تھے اور یہ سعید جنگ میر محمد سعید خان سعید الدولہ کلان کے تھے اور یہ سعید الدولہ کلان میر محمد علیخان ولایتی ایرانی کے فرزند رشید تھے یہ میر محمد علیخان مع اپنے بھائی میر محمد ہادی خان ہادی الدولہ کے اپنے خسر خلیل اللہ خان کے ہمراہی میں حیدر علی نائک الی میسور کے ملازم تھے بعد ازاں نواب بسالت جنگ امیر الامرا کے یہاں تعلقہ داری ہوئی میں نوکر ہوئے ادنکی وفات کے بعد ادنکے بیٹے دار اجا بہادر نے محمد علیخان کو عہدہ سفارت حضور نواب میر نظام علیخان بھیجا برادر میر محمد علیخان کو بخشی گری سواران و پیادگان پر مامور فرمایا اور دونوں کو حضور کیطرف سے دولائی کی خطاب ملی بعد جب اداجا مر گئے اور علاقہ اونکا داخل سرکار ہوا تو دونوں بھائیوں کے حضور سے رجا چاسو روپیہ ماہانہ مقرر ہوئے میر محمد علیخان کے فرزند سعید الدولہ کلان حضور کے طرف سے والا جاہ محمد علی کے پاس اکاٹ گئے اور جب میر عالم بہا پونا گئے تھے تو یہ سعید الدولہ بھی ہمراہ تھے جب ہاں سے لوٹ تو اعظم الامرا بہادر رفاقت اتحاد دیدالیا ان کے دو فرزند ایک ایک سو روپیہ تنخواہ پر رسالہ سواران میں نوکر تھے ایک کا نام میر محمد علیخان دوسرے کا نام میر خلیل اللہ خان تھا انہیں میر محمد سعید خان سعید الدولہ بہادر نے اپنے فرزندوں کے میر عالم کا کتبہ وضع سنوار طیار کرایا تھا اور تالاب میر عالم بہا بھی سعید الدولہ نے بنوایا تھا چونکہ سعید الدولہ میر عالم بہا سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اس لئے حضور پر نور میں بھی سفارش ہوئی اور وہ رسائی اس درجہ پر پہونچگئی کہ خود میر عالم ہی میں جلنے لگے اور دو بار دور پہینکدیئے کی تجویز کی مگر حضور نے نہ مانا بعد میر عالم خاموش ہوئے اور سعید الدولہ نہایت صوبہ داری حیدرآباد پر مقرر ہوا اور دس ہزار روپیہ کی جاگیر بھی ملگئی آخر کار ۱۲۳۲ھ میں وفات پائی ان کے ایک فرزند میر محمد علیخان نیابت نظام بلدہ پر سرفراز ہوئے اور چالیس سال کی عمر میں ۱۲۳۳ھ میں یکایک وفات پائی ان کے سر نے پر ان کے بھائی میر خلیل اللہ خان جو قلعداری بیدر پر ممتاز تھے انکی جاگیر نیابت نظام

بلدہ پر سرفراز ہوا اور خطاب جنگی بھی عطا ہوا یہ بھی دغا سنہ ۱۲۴۶ھ مین دنیا سدھار گئے انکے بعد انکے فرزند میر محمد سعید خان سعید الدولہ بہادر ثانی بجائے باپ کے نیابت نظامت بلدہ پر سرفراز ہوا اور خطاب جنگی و دولائی و نوبت و جاگیر سے بھی سربلند ہوے

سلطان نواز الملک سلطان نواز الدولہ صف افگن جنگ بہادر

انکا اصلی نام میر غلام حسین خان تھا اور تخلص پیرزادہ سلطانیان کے فرزند صحیح النسب تھے بعد شہادت والد بزرگوار اپنے بڑے بھائی محمد سلطان صف شکن جنگ بہادر کے دامن عاطفت مین پرورش پاے اور جب وہ بھی شہید ہوگئے ہوت خود انکے علاقہ مین رہے رایچور کنک گری گنگاوتی پر سیر فوج عرب و سلہ سواران و علی غول سلطانی و سپاہ کرناٹک کے قابض ہوا اور بعد ازان حضور نظام کی بیگمات و خطاب دولائی و جنگی و ملکی و نوبت سرفراز ہوے اور خلعت و جواہر سے بھی عزت پاے اور راہی عالم دوم کہا اپنی ننگی بلیسر کے کوچ کر گئے۔

محمد جیون خان بہادر

قوم افغان نیازی سے تھے اصلی وطن لاہور تھا انکے والد کا نام محمد خان تھا سنہ ۱۱۷۲ھ مین اتفاقات روزگار سے لاہور کو خیرباد کہکر حضور پر نور نواب آصفجاہ مغفرت مآب کے عہد مین حیدرآباد آے اور کسی عمدہ و سلسلہ کے سبب حضور نواب نظام علیخان بہادر کے مصاحبون مین جو کہ دس تنا مین داخل ہوگئے جب نواب آصفجاہ نے بہادر گدی خالی کی اور نواب نظام علیخان بجا کا دورہ آیا تو انکو سرداران سوار کی سرداری عطا ہوئی اور خدمت اضلاع فرخندہ بنیاد بھی جو کہ بہادر اور لشکر شخص تھے اکثر لڑائیون مین بڑا نام پیدا کیا نواب نے انکو خطاب بھادری سے اور منصب سہ ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی اور جاگیر ذات مین سے موضع کرنکوٹ تعلقہ سیڑم ضلع گلبرگہ سنہ ۱۱۸۰ھ مین عطا ہوا بعدہ سنہ ۱۲۰۱ھ مین تعلقداری قلعہ محمد نگر گولکنڈہ عطا ہوئی انہون نے سنہ ۱۲۱۱ھ مین وفات پائی درگاہ سید حسین بربنہ بین دفن ہوے انہون نے اپنی یادگار مین آٹھ فرزندان رشید چھوڑے تھے جنگی اولاد تقریباً ایک سو سے متجاوز ہے مین ماؤ ہو کی یہ تعلقداری قلعہ گولکنڈہ حسب قانون سلطنت بڑے فرزند کے سلسلہ خاندان مین چلی آتی ہے لیکن جاگیر باقیماندہ پانچ فرزندون کی اولاد مین منقسم اور حق جاگیر سالیانہ پاتے اور سلطنت کو دعا دیتے ہین۔

ذکر ورود عربان بلدہ سید آباد فرخندہ بنیاد

حضرت نواب میر نظام علیخان بہادر غفرانمآب کے زمانہ مین عرب لوگ قصد سیدی غنی علیخان جیلہ کلکٹر رسالہ مین جا اقبال نوکر تھے وہ بھی جیتے تھے لیکن جب نواب نظام الامراء مغفور بہادر ہوا تو کرایہ توڑ دیا تو سید غنی خان جمعدار عرب بانسو عرب سوار نوکر ہوے سنہ ۱۲۱۷ھ مین انتقال کے بعد انکے فرزند سید حسنخان جمعدار عرب مقرر ہوا بہ زمانہ حیدر دلال کے

دو دورہ کا تھا اور بارہ ہزار سکھ جو حضور کے ملازم تھے۔ اوسوقت **محمد رضا** حیدرآبادی عرب کو ان کے قصہ قضیا یاد کرا بوالبنج تھے۔ بعد
اوس کے سب کے آپس میں بھائی بھائی **عبداللہ بن علی جمعدار** اور **شیخ احمد عبادی جمعدار** اور **بن شامش جمعدار** اتفاق کرکے دو ہزار
عرب اور تازہ ولایت جمع کئے۔ جب تھوڑی فوج اس ہیئت اور دبدبہ حیدرآباد میں جمع ہوگئی تو سکھوں کو ناگوار گذرا اور عربوں سے چھیڑ چھاڑ شروع
کی۔ عرب تو بلا کے بہادر ہوتے ہیں تلے۔ سہ اندر جری اور یہاں ہوہی ہیں سکھوں کو ایسی مار دی کہ سب عقب گشتہ ہوگئے وہاں سے بھاگ کا دل بھی
سکھوں کی بزدلی سے ناراض ہوگیا اور بہت مفلوک ہوگئے۔ اوسمیں زیادہ اوملک کو چلے گئے اور باقی بڑی بیزتی کے ساتھ آوارہ پریشان اور مفلس
نوکری اور کھیتی کرنے لگے **عبداللہ بن علی کرخانی** اور جنگی کا خطاب حضور سے ملا چنانچہ یہی عبداللہ بن علیخان میر جنگ **ابوالبنج** خطاب
قرار پایا۔ دل دوسو عربوں کے سرداری ملی پھر پانسو جو ان کے اور پھر قریب ایکہزار عرب کے سردار مقرر ہوا اور علاوہ خطاب
خانی و جنگی کے جاگیر ذات لکھا روپیہ علم و نقارہ پالکی عماری و فیل سے بھی سرفراز ہوئے۔ علاوہ ان ایکہزار عربوں ملازم پانسو عرب
عبداللہ بن علی کے امراء دوسرا، رؤسا ان کے یہاں بھی نوکر تھے **شیخ احمد علیخان عبادی** دبیر جنگ خطاب پایا۔ یہ الملک بہادر
کے یہاں دوسو عربوں کی سرداری پر نوکر تھے۔ جب یہ الملک مرگئے تب یہ دوسو عرب مہاراجہ بہادر کو نوکر تھے اور آٹھسو عربوں کی
سرداری ملی حضور سے پرتو رخطاب خانی و جنگی علم و نقارہ پالکی عماری و تعلقات حاصل کئے بھی سرفرازی پائی **بن شامش جمعدار** قہار جنگ
پہلے اعصام الملک عزیز یکی کے ملازم تھے پھر مرزا شاکر بیگ کے یہاں دو سو عرب کی سرداری پر مامور ہوئے بعد سیدی شعاع خاں کے داماد کی
سبب مہاراجہ بہادر کے ملازم ہوا اور دوسو عربوں کے سرداری اتفاقاً حضور پرنور کی سواری میں ایکروز زائکی قسمت جاگی دیکھی حضور پرنور
کو ان کے سپاہی معلوم ہوا اور یک لخت پانسو سپاہ پیدل اور ایکسو سوار نکی سرداری عطا فرمائی اور قہار جنگ خطاب سے عزت بخشی اور لاکھ فرد
تقدیر حرمت فرمایا۔ **عمر عوض جانباز جنگ جمعدار** پہلے راجہ شیو پرشاد راجہ روشن الدولہ بہادر کے یہاں ایکسو عربوں کے سرداری پر مامور تھے بعد راجہ
چندولال کے یہاں پانسو عربوں کے سرداری پر نوکر ہوئے اور حضور پرنور سے خطاب جنگی اور حکومت تعلقات لکھا روپیہ کی عطا ہوئی عمر عوض
جانباز جنگ خطاب پایا۔ **عبدالواحد جمعدار عرب** کے بزرگ ریاست پونا میں بزرگ ترعہدہ فوجی پر مامور تھے بعد انقلاب
حکومت پونا عبدالواحد حیدرآباد میں آئے اور طالع اللہ دولہ حسن علیخان بہادر کو توال بلدہ کی وفات میں سکنت خانگی کی بہت دولتمند مالدار تھے
تھے روپیہ کی انتہا نتھی سوا اوس کے اور بھی بہت چھوٹے چھوٹے جمعدار ان سرکار کے ملازم تھے جنکی تفصیل سے اون کے ہمراہیوں کے ذیل میں
لکھی جاتی ہے **شیخ عمر جمعدار** تین سو عربوں کے سردار تھے **بن محفوظ بن طیران** پچاس عربوں کے اور **سلطان غالب** دوسو عربوں
کے اور **باعذوذ** پچیس عربوں کے اور **علی بن عبداللہ** پچیس عربوں کے اور **عبداللہ بن مبارک** پچیس عربوں کے اور **سید صالح**

پچاس عربون کے سردار تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے جمعدار تھے مگر انکی تفصیل لکھنا بیفائدہ ہے کل کمپنی عرب فوج بارہ ہزار تھے۔ سابق میں حیدر آباد میں انکا بڑا زور شور تھا مگر اب تو ان کے بندے ہی نہیں رہے بھی کسی کا نام نہیں جیسے سب بیس ہی رہے ہیں اس زمانہ میں سلطان فوارجنگ بہادر عمدہ عرب ہیں۔

ذکر سرداران قوم افغان سندوزئی

اس قوم کا مذہب سنت و جماعت ہے یہ سلمان حنفی المذہب ہیں سب سے پہلے اس گروہ کے دوسرے ایم خان بہادر و حسنخان بہادر سندوزئی اعظم الامراء سلطنت آصفجاہ کے عہد دیوانی میں ہندوستان سے آکر سرفراز رسالہ سواران بکمال آبرو و عزت سربلند رہے حضور پرنور حضرت مغفرت منزل مغفور الطاف شاہانہ سے ہر بڑے بڑے سپاہی اپنی قوم کو ملک یعنی ضلع جات حکومت کئے۔ سردار حافظ عبدالکریم صاحب کی شہادت کے روز ایم خان بہادر غایت خان پروزئی کو مار کر شہید ہوئے اور حسنخان بہادر سے زخم کھا کر زندہ بچ رہے ایم خان بہادر کی شہادت کی خبر سنکر اون کے فرزند محمد قمرالدینخان بہادر ہندوستان سے حیدرآباد آئے اور حضور پرنور کی الطاف شاہانہ کا باعث اپنے باپ کے سپاہ پر سردار مقرر ہوئے بہت جمعدار اس قوم کے ہیں جنکا حال قلمانداز کیا گیا۔ استوقت سنہ ۱۳۱۱ھ میں اس قوم کے مشہور و معروف سردار اور جمعدار مندرجۂ ذیل ہیں

لطف محمد خانصاحب طفر ذکر جمعداران قوم قایم خانی نجیب محمد خانصاحب غلام محمد خانصاحب

محمد نجم الدینخان بہادر ستم محمد خان بہادر سنہ ۱۲۷۰ھ میں حضور پرنور نواب ناصرالدولہ بہادر کے پیشکار رستم دل خانخطاب پایا رسالہ سواران پیادگان و جمعیت عرب کے سردار مقرر ہوئے بڑے زبردست جری سپاہی تھے رستم دل تھے ایک پٹھان نے ان کے چہرہ پر اس زور سے چھری ماری کہ دستہ ٹوٹکر اوس کے ہاتھ میں رہا پھر اس نے زخم لگکر بگڑا انہوں نے ایک ہی تلوار میں اوسکا کام کردیا یہ چھری کا زخم داہنی طرف ٹھوڑی سے راستون میں گھس گئی تھی حضوری چراغ عاجز ہوا اور اوس نے نکالدی آخر کار ڈاکٹروں نے اول چراغ ڈالکر لوہا نکالا اور چھ دانت اور کاٹے تب چھری نکلی چہرہ ورنک یہ چھری خانمیں ہی اور بہادر کو سوائے ہنسنے کے کوئی رنج و غم نہ تھا بحمداللہ عزت خداداد ہوتی ہے بناسے نہیں بنتی انکی بہادری کا چرچا الند تک پہونچا تب انکا خاندان اس حد کو

محمد قمرالدینخان قایم خانی پچاس سواروں کے سردار تھے اور نمایندہ کا تعلق ابھی تھے اکثر زمیندران سرکش کو گرفتار کیا انکی فرزند عثمان خان بھی بہت لایق و بہادر تھے۔ قمرالدین خان نے تعلقہ مٹیال میں ایک الماس نرنی چھپا لیا باہر خانہ کا سکار میں حاصل کیا

صاحب محمد خان قایم خانی یہ بھی ایک معتبر سپاہ کے جمعدار تھے انکا فرزند غلام محمد خان بھی بہت لایق تھا مراد خان جمعدار

وبایزید خان جمعدار ریسالہ نون بہالی تھے نواب نظام علیخان و بہا کے عہد سے نواب امیرالدولہ و بہا کے زمانہ تک زندہ تھے۔ بادام کے قلعہ پر احمد باسم کے سرکشوں کے جنگ میں خوب جنگ کرتے تھے سرکار کے بڑے معزز سردار تھے مراد خان کی وفات کے بعد رنگا فرزند سردار خان کی جگہ پر قابض ہوا۔ بایزید خان کے دونوں فرزند محمد عمر خان و محمد غوث خان بھی ملازمان سرکار رہے اور نام آوری سے زندگی بسر کی ان

خواجہ خان جمعدار امیر عالم بہادر کے عہد المہامی میں کاری جمعدار تھے انکے انتقال کے وقت ان کے دونوں فرزند **فوجدار خان** و **طالع مند خان** نہایت ہی صغیر السن تھے اس لئے انکو ان کے ماموں محمد نامدار خان بہا جمعدار نے اپنی نگرانی میں پرورش کیا لیکن حضرت نے پرورش ان صغیر السن بچوں کو دیا ہاں ذات جمعیت پدری سے سرفراز ہوئے جب جوان ہوئے تب اپنا کام خود درست کیا اور برجری سپاہی ہونے کے علاوہ امیرانہ شان بھی رکھتے تھے **محمد نامدار خان جمعدار** شروع میں میر عالم بہادر کے نوکر تھے اور انکے بعد نواب امیر الملک بہا کی ملازمت میں رہے اور انکے انتقال کے بعد مہاراجہ چندولال کی رفاقت اختیار کی اور اسی عزت و حرمت کے ساتھ دنیا سے اٹھ گئے اور بڑے

فرزند **محمود خان** راجہ ہمراہ کے یہاں دوسو روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے بڑے عابد زاہد قرآن خوان تھے سے سر فرزند **غلام حسینخان** حضور پرنور کی ملازمت میں رہے اور عزت سے زندگی بسر کی۔ اس خاندان میں **محمد خان** جمعدار سے علم علیخان صاحب اب موجود ہیں۔

دیگر اہل سنت و جماعت افغان سرداران کا حال

امانت اللہ خان گیلیانی۔ یہ خان گیلیانی کے بیٹے تھے یہ محمد خان پوتنا اعظم الامرا بہادر کے ساتھ آئے تھے دس سوار کی سرداری ملی تھی جنگ مہدیاں خیل گورہ میں خوب لڑے اور زندہ و سلامت بچ آئے تھے آمنی و اتی تنخواہ میں سو پیادہ ماہانہ بھی راجہ چندولال انکی فرزند امانت اللہ خان کے نام سے بالکی و فیل اور پانچ سو علمی مقرر کر دیئے بعد وفات ابا کے امانت اللہ خان قدیم جدید کل سوار کے سردار مقرر ہوئے انکی شادی علیہ محمد اکبر حسین کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ **کرم علیخان و یوسف علیخان** دونوں حقیقی بھائی ہیں کرم علیخان ایک سو اردن کے سردار تھے اور یوسف علیخان بھی سردار رسالہ چندولال کے دونوں بڑے بڑے جری جانباز امیر و سپاہی تھے

محمد دلاور خان جمعدار نواب غفرانمآب کے عہد میں کرنول آکر ملازم سرکار ہوئے اور بہ سرداری رسالہ سواران و پیادگان کی عطا ہوئی اور جاگیر اب بھی مرحمت ہوا دونوں کی وفات کے بعد انکے فرزند **محمد بوده من خان** بجاگیر ذات و جمعیت سواران پیادگان غیرہ سرفراز ہوئے۔ یہ بڑے جانباز بڑے تھے اور عالم فاضل تھے **محمد یوسف جمعدار** پہلے یہ جمعدار نواب سپہ سالار بہادر کے ملازم تھے انکی وفات کے بعد انکے فرزند شاہیار الدولہ ناموافقت ہوگئی وہاں نوکری چھوڑ کر راجہ چندولال کی سرکار میں پانصد سواران و پیادگان کی سرداری پر بحال ہوا ذات پانصدی پیچھے حضور ملازم ہوا اور چندولال انہوں میں نام پیدا کیا اس لئے راجہ

چندولال نے انکو دو تعلقہ وجاگیر خواہ مین دیدیا مگر عرصہ بعد بہوکل جہت برطرف ہوکر سید حیدر علیخان و مودو میان سرکار کے نامی تیر انداز و برق انداز ہوگئے انکا جزا اوس زمانہ مین کوئی انتخاب تیغ جنگ تھا شمس الامرا رسالہ مین تھے بعد اوسکی وفات کے ارسطو جاہ نے حیدر علیخان کو ستاسو روپیہ ماہانہ اور مودو میان کو دو سو روپیہ ماہانہ مقرر کرکے دو سو سوار و دو سو پیادہ کے سردار بنادیا حیدر علیخان کی وفات کے بعد انکے فرزند جعفر علیخان کو ایک پچاس سواروں کے سرداری عطا ہوئی مودو میان بھی ایک شخص سے لڑکر اوسکو مار کر خود بھی شہید ہوگئے۔

حیدر علیخان کے داماد **میر عظیم اللہ جمعدار** تھے اول تو مخبر کے سوارونکی غوز پراخت مین رہے پھر اونکی وفات کے بعد پچاس سوار پائگاہ کے سردار مقرر ہوئے اور عزت کے ساتھہ زندگی بسر کرکے انتقال کیا اون کے فرزند **میر علی جمعدار** پہلے تو پائگاہ کے سلوارونکے سردار رہے پھر راجہ چندولال نے ایک سو سوار اور کچھہ سیدان و اور سو پیدلون کے سرداری پر حضور سرنوز مین سرفراز کرکے مدت تک زندہ رہکر وفات پائی۔

ذکر سرداران پلاٹنہائی سرکار

جنگ رعدہ صاحبجالگیر تو تھی ڈیڑھ ہزار جوانان پلٹن کے سردار تھے سید عبداللہ خان بہادر جنگ کلان کے فرزند سید عنبر نجار ساکن بیم اور کے پسر ہوئے **غلام مرتضی کمندان** اول ہندو اور راجہ چندولال کے یہان چھہ سو پیدلون کے سرداری پر سو سو پر موتو شجاع الدین حسین صاحب کے ہاتھہ مسلمان ہوئے اور بڑی عزت سے زندگی بسر کی انکی پسر کی مین علاوہ مال کی حوالات تھی تمام متبنیٰ علاوہ مال کی حوالات مین رہے تھے بڑے مخیر شخص تھے۔

صفا حسین کمندان ہندو سے مسلمان ہوئے تھے دو سو جوانون کے سردار تھے مسجد و عزہ تعمیر کی تھی۔ **پاپیا کمندان** چھیہ جوانون کا سردار تھا سلطان شاہی مین اسکی پلٹن رہتی تھی **نون صاحب** دو سو جوانون کے سردار تھے **محمود خان ولد ارخان** سپہ سالار **بخشی** ڈیڑھ ہزار پلٹن کے سردار تھے **فرمستہ کمندان** آٹھہ سو جوانونکا سردار تھا اور ذوالفقار علیبیگ خان کی تین ہزار پلٹن کو بھی دیکھتا تھا **کہاسی امام کمندان** سی میر ولی اللہ کی چودہ ہزار فوج مین بڑا نامی گرامی سردار تھا علاوہ اس کے **سلیمن صاحب** صفا اور **کاڈن صاحب** اور مرزا ذوالفقار علیبیگ خان اور **مرتضی یار جنگ** اور **فرمن صاحب** وغیرہ بھی دو طبقہ بڑے سردار تھے جمعیت اور سپاہ جمعدار ان کمندان کی جمعیت ملا کر کل چودہ ہزار پلٹن تھی جو نواب صمصام الدولہ بہادر کے عہد دولت مین نذر النہا مہامی سپہ سالار الممالک بہادر کے سب موقوف و برطرف کئے گئے اور بجائے اون کے صیغہ نظامت مین سو جوان کا ہیرو کوکہ کہا گیا اور بہرکرو دو روپیہ کا بار گران ریاست پر اوٹہہ گیا۔ کچھہ پلٹنین انگریزون کے تحت مین باقی ہین۔

جمعدار ان کمندان کی جمعیت ملا کر کل چودہ ہزار پلٹن تھی جو نواب صمصام الدولہ بہادر کے عہد دولت مین نذر النہا مہامی سپہ سالار الممالک بہادر کے سب موقوف و برطرف کئے گئے اور بجائے اون کے صیغہ نظامت مین سو جوان کا ہیرو کوکہ کہا گیا اور بہرکرو دو روپیہ کا بار گران ریاست پر اوٹہہ گیا۔ کچھہ پلٹنین انگریزون کے تحت مین باقی ہین۔

بہانتک ہم اون زیردستون اہلکارون کا ذکر کرچکے جو بڑی بڑی زبردست فوجی سپاہیانہ اور سرداران اور حملہ آوران سپاہ جنگ کا حال بلند کرکے جنگی دانشمندیون اولوالعزمیون اور دلاوریون اور جانبازی اور مردانہ شمشیر دستیون کو آصفیہ نظام کے استحکام و استقلال حاصل ہوا اور جنہون نے اپنی انمول عزیز

جانبین سے دو دیگر اسلامی ریاست کو اور زمانہ پر حول ہیں قایم کیا جبکہ ہندستان بلکہ تمام روئے زمین کی سلطنتیں تہ و بالا ہو رہی تھیں
ان ایام نشاءۃ ثانیہ میں امیر ان اور اون ستم دل جنگ آور دنکی سبارک نسلیں تبک حیدرآباد میں موجود ہیں اس سے آگاہ ہم دوسری قسم
کی لوگونکا ذکر کرتے ہیں جسکے وجود سے ملک کن کا دارالسلطنتہ حیدرآباد نامی ہوا اور جن کے فیض سے ایک عالم فیضیاب ہوا تھا۔

ذکر حکمائے حیدرآباد فرخندہ بنیاد

اب ہم بہان اون اطبا اولین کی حالات لکھتے ہیں جن بشروع زمانہ قیام دولت آصفیہ میں حیدرآباد میں نامی گرامی رہے حکیم معالی خاں عرف حکیم
محمد خان خلف مسیح الدولہ حکیم معالی خان کلان اورنگ آبادی رہنے والے تھے باپکی وفات کے بعد حیدرآباد آئے اور بشرف یابی بارگاہ نواب ابوالملک
نوکر ہوئے بعد ازاں شمس الامرا بہادر تیغ جنگ کے ملازم ہوئے اور انکی وفات کے بعد اعظم الامرا سلطجاہ کے وسیلے سے حضور پر نور تک پہونچے
اور مرفد آرہ کنڈ جاہا کے مصاحب ہوئے پیر حضرت منفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے زمانہ میں جبکہ سرکار میں داخل ہوئے اور ۱۲۳۴ھ میں وفات
پائی انکے تین فرزند تھے اول حکیم مسیح الزمان مسیح الدولہ اور نہایت جیونت بہادر کے ملازم تھے پیراجہ چندولال کے ذریعہ سے حضور میں
باریاب ہوئے اور مسیح الدولہ خطاب ملا آخر عمر میں مبتلا سن خستہ ہوگئے تھے اسی سال زیادہ عمر میں وفات پائی دوسرے فرزند حکیم میر معصوم
علیخان بعد وفات پدر راجہ چندولال کے ملازم ہوئے اور پیراجہ اجاگر چندر بہادر کے ملازمت میں زندگی بسر کرکے ۱۲۶۰ھ میں
وفات پائی ان کے فرزند میر لطف علیخان آبائی جاگیر وغیرہ پر سرفراز ہوئے تیسرے فرزند حکیم میر جواد علیخان بھی
کی زندگی میں نواب صلابت الدولہ بہادر کے زمانہ شہزادگی میں نوکر تھے بعد تخت نشینی حضور مرحوم مکرر ملازمت ہوئے شمس الامرا
امیر کبیر بہادر کے گھرانے کی یہی حکیم تھے حکیم الحکما محی الدولہ انکا اصلی نام عزت یاخان بہادر تھا حکیم الحکما حکیم جعفر خان بہادر
کے فرزند تھے یہ حکیم الحکما حکیم جعفر خان حاجی بھی تھے اور مصاحب مغفرت مآب نواب غفرانمآب کے ساتھ حج جاکر واپس آئے تو حضور
نے محتسب و صدر المہام بلدہ حیدرآباد مقرر فرمایا تمام محکمات حضور یکا لحقا بھی کرتے تھے انکی وفات کے بعد حضرت حکیم الحکما محی الدولہ
عزت یاخان بہادر لحقا خاص شہزادے بلند اقبال سرفراز ہوئے انکی شہادت کا حال ہم پیشتر لکھ چکے ہیں جو ۱۲۳۹ھ میں مہدیان
مارے گئے ہاتھ سے واقع ہوئی سبحان اللہ انکی بازندگی پر شک آتا ہے اور شہادت جو محض بقصور و خطا واقع ہوئی وہ تو اصل
جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ مغفرت کرے انکا مقبرہ بولے صاحب کی لنگر کے باہر صوبہ خاص کے خطیرہ میں ہے تین فرزندان نامی
چھوڑے چنانچہ حسب ذیل محی الدولہ احمد یاخان بہادر تھے جو بعد شہادت پدر بالیقد سوتی خدمات و جاگیر سے سرفراز ہوئے میر شہد
زادی فرزند حکیم کے سر پر اکلوتا سہرا بندھا ہوا تھا لیکن نواب صلابت الدولہ بہادر نے انکو خدمت سوتی پر سرفراز فرمایا تھا بڑی عزت و احترام سے زندگی

حکیم شفائی خان معتمد الملک شاہجہان آباد کے باشندے تھے ابتدا میں بے نظیر حکیم تھے دہلی سے بنگالہ گئے اور وہاں سے حیدرآباد آئے اور باستصواب ولیم بالمرضا حضور نواب سکندر جاہ بہادر سے اول راجہ چندولال کی نوکر سے تھے اور پانصدی پیادہ پانہ کے ساتھ تھے رسائی حضوری حکیم معتبر رہے نواب صمصام الدولہ بہادر کے معتمد الملک خطاب پایا آخر ۱۲۳۰ھ میں دنیا سے عازم عقبیٰ ہوئے یکایک فالج کا حملہ ہوا۔

راجہ چندولال اور رسائی حیدرآباد کو سخت افسوس ہوا کیونکہ یہ بعدیل و نظیر حکیم تھے ہندوستان سے آجتک کوئی ایسا حاذق حکیم دکن میں نہیں آیا ان کے فرزند حکیم میر سلاطی باپ کے سامنے مرگئے تھے دوسرے فرزند میر امانت علی باوجود علم و فضل آوارہ مزاج نکلے اور چند شعبدہ کو حیدرآباد میں قبول کیا باپ کے زمانہ میں تو بچ رہے مگر بعد ان کے وفات پاگئے اور انکا خاندان کی پرورش حتی الوسع راجہ چندولال کرتے رہے میر امانت علی کا فرزند ایکسو روپیہ پانہ پاتا رہا۔ **حکیم شفائی خان** کے داماد **حکیم میر صفدر علی** بالکل اپنے خسر کے طریقہ پر طبابت کرتے تھے گویا خو شفائی خان تھے راجہ چندولال کی ملازمت میں عمر بسر کی حکیم شفائی خان کے دوسرے داماد **حکیم سید اعظم الحسینی** تھے راجہ چندولال کے ملازم رہے۔

حکیم بندہ حسن حکیم شفائی خان کے شاگرد تھے یہ بھی راجہ صاحب کے ملازم تھے۔

حکیم بندہ علیخان ہندوستان سے حضرت غفرانمآب کے عہد میں دارد دکن ہوئے تھے چند سال بعد باستصواب حضور ارخنگ کو گئے حضرت مغفرت منزل کے حضور میں باریاب ہوئے اور پانسو روپیہ مہینہ مقرر ہوا پھر ایک سال کی رخصت لیکر وطن گئے تین سال بعد واپس آئے اور پھر بحال ہوئے ۱۲۳۶ھ میں وفات پائی۔ **حکیم شاہ علی** شاگرد حکیم حیدرآباد آئے اور نواب شاہ الملک کے ملازم ہوئے پھر راجہ چندولال کے یہاں ڈیڑھ سو روپیہ پانہ پر نوکر رہے دو حج بھی کیا تھا انکا فرزند عباس میاں جوان مرگیا اودھ کے غم میں نصیر الدین حیدر کی۔

حکیم احمد اللہ خان کرنول سے آکر راجہ چندولال کے ملازم ہوئے صاحب جاگیر تھے۔

حکیم میر کاظم علیخان کو الہ آباد سے حیدرآباد آکر تین ہزار روپیہ پانہ پر نوکر ہوئے دو سال کی بعد راجہ کو الہ آباد سے طلب کیا یہ بھی وہاں بھی مقرر رہکر راجہ صاحب کے ساتھ آئے۔

حکیم میر ابراہیم دو سو روپیہ پانہ پر نوکر ہوئے سرکار سے باتے تھے مولوی قطب الدین کے فرزند تھے نواب صمصام الدولہ بہادر کے حکیم تھے ان کے بڑے بھائی **حکیم سید صفا** سرکار سے چالیس روپیہ مہینہ ماہوار پاتے تھے۔

حکیم عافیت طلب خان حکیم شفا طلب خان کے فرزند تھے یہ شہر سورت کے حضرت نواب غفرانمآب کے عہد میں حیدرآباد آئے اور مرشد آباد عالیجاہ بہادر کے یہاں متعین ہوئے تھے آخر کار مرشد آباد کی بغاوت کے زمانہ میں یہ بھی نیا سدھا ہے اون کے فرزند عافیت طلب خان بعد وفات اپنے بڑی بختیوں کے بعد ان پچاس روپیہ پانہ پر دو سو روپیہ پانہ پر راجہ چندولال کے نوکر رہے پھر چار ہزار روپیہ کی جاگیر ملی اور پانصدی پیادہ پانہ ماہوار مقرر ہوئی تھی۔

حکیم غلام حسین خان شاہجہان آبادی کیتائے روزگار اور مرجع اہل کمال تھے بڑے جید عالم تھے فاضل اور بے بدل طبیب تھے
راجہ گوبند بخش کے مہمان پانسو روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے راجہ جیدلال کی سخی عدالت العالیہ کے حاکم مقرر ہوئے عدیل
اور جید عالم بحر العلوم تھے۔ ایسا عالم آجتک ہندوستان دکن کو کوئی نہیں آیا حکیم محمود خان حضرت غفرانمآب کے عہد میں وارد
حیدرآباد ہوئے اور دو سو روپیہ ماہوار پر سرکاری ملازم ہوئے انکی وفات کے بعد انکے فرزند حکیم علیرضا کو بھی یہی ماہوار سرکار سے عطا ہوئی
یہ بڑے حاذق حکیم تھے حکیم صادق حسین خان معروف حکیم مشار الیہا حضرت وجیہ الدین عارف کے پوتے تھے حضرت
غفرانمآب کے عہد میں کبول حیدرآباد آئے اور بارباب حضور ہو کر سو روپیہ ماہانہ مقرر ہوا مدت تک رہے تھے لیکن بہت بیمار رہتے تھے
اپنے ہاتھ سے ہر سال بناتے تھے ارسطو جاہ حضور نے دو سو روپیہ ماہانہ مقرر کیا اور حضور سے دو سو روپیہ سالیانہ اس تعزیہ
کے نام جاری ہوا ۱۲۳۳ آمین وفات پائی انکے فرزند حکیم لطف حسین خان سلمہ اللہ تعالی حکیم نہیں ہیں کرتے انہوں نے ۱۲ محرم
۱۲۳۴ آمین وفات پائی دوسرے فرزند محمد اکبر حسین خان بھی حضور میں حکیم ہیں کرتے تھے انہوں نے ۱۲۳۴ آمین دیکھا کہ کوئی بزرگ خضر
کہتا ہے کہ اکبر حسین تمہاری عمر کے چھ ماہ اور باقی ہیں ہشیار ہو کر خدا کی عبادت کرو بس صحیح ہی ہے انہوں نے تمام مہمات دنیوی کو ترک
کر کے خدا کی عبادت شروع کی ہر چند عزیزوں نے سمجھایا کہ خواب پریشان دیکھی ہے ایسا خیال مت کرو اور دوا کو جاؤ مگر انہوں نے
کچھ نہ سنا آخر کار چھ مہینے صحیح سلامت رہے اور انکو دردِ شکم شروع ہوا اور اسی عارضہ میں ۶ ذی الحجہ ۱۲۳۴ کو وفات پائی ہر شخص کو کمال حیرت ہوئی
کہ چھ مہینے ایکدن بھی زیادہ نہوا۔ ان کے تین فرزند تھے اول حکیم محمد نعیم الدین خان بہادر منصب جاگیر تھے دوسرے محمد وجیہ الدین
خان تیسرے حکیم محمد ضیاء الدین خان یہ بھی سرکاری منصبدار تھے تیسرے عبد القادر سلمہ اللہ تعالی بھی منصبدار ہیں تھے تیسرے فرزند حکیم مناصب حسین خان
خان منصبدار سرکار اور محلات حضور کے ممتاز پیشوا تھے حکیم محمد ضیاء الدین خان بہادر حکیم محمد وجیہ الدین خان بہادر امین یہ سرکاری اطبا میں داخل تھے
اور عجب بانکا سجیلا دن بھر تھے حکیم محمد حسین خان دہلوی انکے بزرگ دہلی میں خاص شاہی حکیم تھے نواب غفرانمآب کے عہد میں دہلی سے
حیدرآباد آئے اور ظفر الدولہ مرزا کے ملازم ہوئے انکے قتل کے بعد رسولجاہ کے یہاں چار سو روپیہ ماہانہ پر نوکر ہوئے حضور پر نور میں بھی
باریاب ہو کر سو روپیہ انعام حضرت سے حاصل کیا ہمارے ہوا ایکدن مجلس خلوت مبارک میں بیٹھے تھے کہ دفعتاً سر پر جا پڑ گیا اور غش کھا کر
گر پڑے اور اسی ملازمت میں اللہ کو پیارے ہوئے راستی میں مٹ کر مرے از کار گئی ۱۲۳۳ آمین وفات پائی انکے فرزند اول حکیم باقر
علیخان بابا کے حکیم ہیں سرکار میں ہیں کرتے تھے انہوں نے ۱۲۳۳ آمین وفات پائی دوسرے فرزند حکیم محمد حسن علیخان تھے جو عین ایام شباب میں مر گئے مرزا فاضل علیخان کے تین فرزند سب سے بڑے احمد علیخان

جہاں پناہ کی جاگیر پر سرفراز ہوئے میسر فرزند عکیم محسن علیخان کے بیان سے نواب امام جہان مرحوم اور بیان باقی پرورہ حکیم محسن علیخان صاحب تک زندہ رہے۔

علماء حیدرآباد فرخندہ بنیاد

ہمکو یہ عنوان منجملہ حصہ بالا خر پر کرنا ہوا ایک طرحی الجھن پڑتی ہے درمیل یہ لوگ حیدرآباد نہ تھے سب سے نسب سے نہ سکونت سے ہم اسوجہ سے لکھتے ہیں کہ اسوقت آنہا کی صرف اسوجہ سے کلیہ سکتی ہیں کہ اونکا انتقال یہیں ہوا اور تا بتک اپنے مقبروں میں سو رہے ہیں تمام میر زیر زمین نشین بہاں کی جدی مرد میدان حکیم عالم فاضل سب ہندوستان کی سی یہاں آکر خاک میں ملگئے ہیں ملک کا باشندہ کوئی بھی کسی طرح کی فضیلت رکھتے والا ہماری نظر میں نہیں آیا جو اگر اسوقت ملکی و غیر ملکی کو جانچنا اس مسئلہ پر موقوف ہو تو ہمارے نزدیک ہیں کہ خود کون ہیں اور کہاں کی پیدائش کیا نسبی اور کیسے ہیں انہی ایکو ملکی کہتے ہیں خیر ہمکو اس بحث سے غرض نہیں ہے ہماری تاریخ کو پڑھنے والے خود جان لیتے ہیں کہ اصل معاملہ کیا ہے ہماری تاریخ کی بالکل تصنیف کا اصلی سبب بھی ہے کہ ہم ملکی غیر ملکی مسئلہ پر لڑنے والوں کو بتلادیں کہ دراصل تم کون ہو۔ مولوی قطب الدین ملوی بڑے درجہ کے فقیہ تھے بلقنار نواب غفرانمآب کے عہد میں اورنگ آباد میں صحیح البسیط تھے مصاحب مقرب عالم پناہ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی حکیم بھی آنکے فرزند رحمانی زمرہ مصاحبان میں لکھا گیا۔ مولوی حیدر لکھنوی فرنگی محل ان کے بزرگوں کا سلسلہ ملا نظام الدین اعلی اللہ مقامہ تک پہونچتا ہے مولوی صاحب موصوف کے فرزند تھے اپنی بالکل زندگی میں لکھنؤ سے حج کو گئے واپسی کے وقت جہاز طوفان میں گھر جہاں لیکر حیدرآباد پہونچے اور مکہ مسجد میں نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ وعظ کیا لوگ ان کے گرویدہ ہوگئے حضرت مغفرت منزل کا زمانہ تھا حیدرآباد میں ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہوگیا پھر اس عوض میں بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ملگئی بعد چند سال حیدرآباد میں انتقال کیا اور نصف جاگیر بدی بر سرفراز ہوئے مولوی ظہور لکھنوی کمال بقاری لکھنؤ سے حیدرآباد آئے اور نصف جاگیر بدی بر سرفراز ہوئے مولوی ظہور لکھنوی بھی حیدرآباد میں مع اہل و عیال وحرمت سے رہے دنیا کو چ کیا یہ بھی باپ کی طرح حیدرآباد میں علم تھے۔ مولوی میر برات فاضل بیت ہی بڑے فاضل بحر العلوم تھے میر علم بہادر کے اوستاد تھے مولوی حفدر اورنگ آبادی مرشد آباد عالیجاہ کے جلیس ندیم تھے ۱۲۱۳ھ میں وفات پائی انکے فرزند مولوی احمد ضا بھی بڑے عالم شہور گذرے ہیں مولوی کرامت علی شاہجہان آبادی تھے نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں ملازمت اختیار کرنے کے لئے یہاں آئے اور عدالت پر بڑے ملند و عالی مکان محکمہ کا سرکار عالی کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اولاد امجد سے بعد فرزند انکے مولوی عبد العلیخان بھی بڑے دستگاہ عالم اور مولوی اکبر بہادر کے ساتھ بڑے مقرب تھے مگر ابو المظفر محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی یہاں پر منصب تھے اور خطاب لاہی اور منصبی سے ممتاز نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں حیدرآباد آئے اور سترہ روپیہ روز سے مقرر ہوئے۔ مولوی محمد عالم نامور الدولہ بہادر کے اوستاد تھے۔ مولوی احمد لاہی پیشوائے رسید آباد آئے اور ثابت قاضی بلدہ مقرر ہوئے۔ مولوی فضل محمد شمس الدین فیض تخلص کے ابزرگ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ

اور نواب غفرانمآب کے عہد میں عدالت پر سرفراز ہوئے مولوی شمس الدین بڑے باخدا عالم کامل تھے شاعر حق گفتار تھے صاحب تصانیف تھے
مرید بھی کرتے تھے اور اونکی بڑی عزت تھی یہ بڑا پایہ کا شخص تھا اللہ مغفرت کرے۔ **مولوی ابو اللہ** بہت ہی بزرگ تھے انکی شاگردوں کی انتہا
نہیں برابر حیدرآباد آور مسجد لشکر گنج میں مقیم ہو متوکل رہے۔ **مولوی عماد الدین حسن** لکھنوی تھے انکے پردادا مولوی محمد معظم
شاہجہاں بادشاہ ہند و ستان کے اکسٹھ امیروں میں تھے اور انکے فرزند مولوی محمد اعظم تھے اور اونکے فرزند مولوی عطا حسین تھے اور اونکے فرزند مولوی
عماد الدین حسن تھے انکی جاگیر میں بارون دیہات سکنا ہی تھے شجاع الدولہ حاکم لکھنو نے ضبط کرلی تب یہ عماد الدین عالم استنبول میں حیدرآباد
آئے اور سرشتہ دار سلیمانجاہ کے نوکر ہوئے پیرو مین حسب ضابطہ ملازم رہے بعدہٗ پنشن پر بیٹھ رہے۔ بڑا جید عالم تھا۔ **مولوی مظہر** کرنول کے دیوان
تھے وہاں سے ناراض ہوکر حیدرآباد آئے نواب سکندر جاہ کے عہد میں ایالت جنید و لال تین سو پیادہ پر نوکر رکھ لیا اور عزت سے رکھا۔
مولوی بدر الدین اصل باشندے حیدرآباد کے آثری عالم تھے اونکے انتقال بعد اونکے فرزند مولوی بدر الدین منصب داران
سرکار میں داخل ہوا اور عزت سے زندگی بسر کی۔ **شریعت پناہ قاضی شریعت اللہ دہلوی** نواب نظام علیخان کے عہد میں
شاہجہان آباد سے حیدرآباد آئے قاضی معین الاسلام خان کے وفات کے بعد یہی قاضی بلدہ مقرر ہوئے سنہ ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی اونکے فرزند
قاضی محمد ذوالفقار خان حسب منشا اونکی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد تک بلدہ کے قاضی رہے۔
فتح اللہ بیگ خان مفتی نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں سب سے اول یہی مفتی بلدہ مقرر ہوئے **مولوی خواجہ**
شہاب الدین سرمندر ضلع کے رہنے والے تھے نواب غفرانمآب کے عہد میں حیدرآباد آکر امیر کبیر بہادر کی مرضی کے موافق شمس الامرا
تیغ جنگ بہادر کے مقرب میں ہوئے اتر سکار سی چار روپیہ ملا کرتا تھا شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت میں معتقد اعصر تھے
سنہ ۱۲۵۱ھ میں ایکسو سات برس کی عمر میں وفات پائی اونکے فرزند **مولوی خواجہ یعنم الدین** باپ کے روزینہ پر سرفراز ہوئے یہ بھی
عالم شخص تھے۔

سوائے ان بزرگوار وں کے اور بھی بہت علماء و فضلاء دارالعلوم عقلی و نقلی اس عہد میں بغرض اقامت شہر میں سرفراز تھے۔ مگر اس زمانہ
میں شہر علماء میں سب سے زیادہ عالیجناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی المخاطب بہ نواب عماد الملک عماد الدولہ
مرتمن جنگ الہ یار خان بہادر ہیں جو کل ملک سرکار عالی کے صیغہ تعلیم کے ڈاکٹر ہیں۔

تاریخ نظام اُردُو

حصۂ چہارم

فقراء کاملین جو اندرون و بیرون بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین آسودہ ہین اور
عرس کوہ شریف کوہ مولا علی اور عشرہ محرم الحرام اور صاحبان عالیشان
وکلاء سرکار انگلشیہ کے حال مین ۔

مولوی محمد عبدالرحیم خانصاحب

حنفی النعمانی ناظر مدارس ضلع ورنگل صوبہ شرقی ممالک محروسہ سرکار عالی نے بغرض تصحیح
طبع ارباب دکن کے معتبر تاریخون اور تذکرون سے تصنیف کیا
اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین

حاجی منشی نوشہ علیخان صاحب تاجر کتب بازار چارمینار

نے مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ مین نہایت صحت و صفائی کے ساتھ طبع کرایا۔

حق تصنیف محفوظ ہے کوئی چھاپ نہین سکتا

حصہ چہارم ذکر فقرائے کاملین کہ اندرون و بیرون بلدہ حیدرآباد آسودہ ہیں

حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہ العزیز[1]

بن حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز۔ انکا اصلی نام ابو عبداللہ الحسین تھا اور لقب نصیر الدین تھا اراد تاً فلاں احیاناً یہ کہتے تھے سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اعلیٰ پنی خبر سے منسوب کیا تھا بدیں نکاح دسکی رفاقت میں رہے بعد سلطان محمد قلی قطب شاہ اور سلطان محمد قطب شاہ و عبداللہ قطب شاہ کے عہد تک اپنی ہیبت کے ساتھ دربار شاہی میں عبداللہ قطب شاہ انکی دلاسے آگاہ تھا اکثر دربار و شاہ سواری میں جاتا تھا ایک بیل پالکی شاہ کے لباس پر بیمار کر دیا یہ بھی ہمراہ تھے اور بیل کو لگا غصہ دلا کر گریڑی اوس سے رود انکا متقدد ہو گیا ان کے ایک فرزند بھی تھے جنکا نام امام الملک تھا آخر ۱۰۷۳ھ آمین جوہر بن جاوی الفانی کو انکا وصال ہو گیا بقبرہ انکا قلعہ گولکنڈہ کے پاس موجود ہے ہر سال عرس ہوتا ہے

شاہ سید راجو[2]

حال فقیر تخلص نالاب حسین سابق انہیں کے نام سے مشہور ہے حضرت سید راجو بھائی اور برادر حضرت حسین شاہ ولی کے پسر تھے فرزند نجیب شاہ سید راجو کلان اسوجہ سے حیدرآباد چلے گئے تھے کہ بادشاہ محمد قلی قطب شاہ کا بھائی خدا بندہ باغی ہو گیا تھا جرم بغاوت موخر یک جاد میں ہر بھی فرد ہو میوا تھے کہ فوراً حیدرآباد سے چلا اور ہانکا بادشاہ علی عادل شاہ انکا معتقد ہو گیا ان کے پوتے حضرت سید شاہ راجہ عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں حیدرآباد آکر جاگیر و معاش بھی پائی الحاصل تا بانا شاہ کی شادی کا قصہ ہم بتفصیل لکھ چکے ہیں جو ان کی کرامات سے ظہور میں آیا جب انھوں نے وفات پائی تو انکا مقبرہ غازی بندہ حیدرآباد میں الحق تا بانا شاہ نبیرہ ابا اب بھی انکی اولاد موجود ہے ۱۲۷۰ھ سال عرس بھی ہوتا ہے

حضرت سید حسین[3] سرمست فنا

سالک مستاور مجذوب بخارا دیوانہ ہندوستان سیر حیدرآباد میں آکر بسل بندہ کے ہوئے اور صبح کنکر جاگیر میں تھے اور اوقات فاقہ کشی میں بسر کرتے تھے بسل بندہ کا محلہ شہر رضویہ سے مشرق کی طرف ہے صوفی سرمست کے مزار خلیفہ تھے شہر حیدرآباد اور اوانکی کرامتیں مشہور ہیں اقامت فضا کی بسل بندہ کا محلہ شہر رضویہ سے مشرق کی طرف ہے صوفی سرمست کے مزار خلیفہ تھے سلطان عبداللہ قطب شاہ کا وزیر مالک سرخان رہا انہی خدمت کیا کرتا تھا جس جگہ یہ آکر بیٹھے وہاں پانچ چاہ ہو گئے پانچ تھان ایک ہو گیا مالک سرخان کا ملازم تھا وہ رہتا تھا اور غریب مفلس تھا ان حسین بندہ سے دعا اوسکو کچھ دولت ملگئی۔ اس نے اپنے آقا کہا مالک سرخان کی زبان پر یہ تھا کہ اگر کسی سے اولاد نہ ہو تو یہ خبر سنکر مالک سرخان انکی خدمت میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کیا کہتا ہے اوسنے کہا کہ علماء اولیا نہیں سے سلسلہ چلتا ہے ایک پیالہ پینگ کا اوسکو عطا فرمایا وہ پی گیا اوس روز سے استقرار اولاد ہونا شروع ہوئی کہ تعداد شمار سے باہر ہو گئی سلطان عبداللہ قطب شاہ نے مالک سرخان سے ہو چکا کہ تمہاری اولاد کسقدر ہے تو اوسنے کہا کہ دفتر دیکھکر عرض کرونگا آخر کار ان سید صاحب نے ۱۰۷۲ھ جمادی الاول سنہ آکر وارتحال کیا سرقد مبارک اوسی جگہ ہے مالک سرخان اور اولاد کی فرزندوں کی اکثر قبر اوسی کے قریب ہے

---

[1] سلوک مخازن الاعراس [2] مولف تاریخ قطب شاہی [3] سلوک شکوۃ البنوۃ [4] احیاناً لانورا۔

ہین اور اب اس زمانہ مین تین ہزار نامی گرامی کشور ستان ہار آن سو دہین سید صاحب کی اولاد مجاہ ہر سال عرس ہوتا ہی۔

شاہ شبلی صاحب رح انکا اصلی نام زین العابدین تھا یہ حضرت شاہ شبلی خراسانی کی اولاد مین تھے انکا اور انکی آبا و اجداد کا سلسلہ نسب اپنے خاندان مین تھا یعنی جو شخص پیدا ہوا اپنے باپکا مرید ہوا۔ شاہ شبلی بغداد شریف سے آئے اور حیدرآباد کے شمالی پہاڑ پر سکونت اختیار کی تھی بڑا جلال و کمال حاصل تھا ان کے ایک فرزند شاہ شبلی تھے آخر کار زین العابدین شاہ شبلی نے ۳ صفر المظفر ۱۱۰۰ھ کو وفات پائی مزار شریف وہین پہاڑ پر واقع ہی۔

حضرت باشرف الدین صاحب حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خلیفہ زمانہ سلف مین حیدرآباد کو تشریف لاکر بسمت جنوب ایک پہاڑ پر سکونت اختیار کی اور مدت مدید تک ایک غار مین بیٹھکر عبادت کرتے رہے آپکا مقبرہ اوسی پہاڑ پر ہی آپکا عرس ۱۹ شعبان کو ہوتا ہے

حضرت میر انصاری عرف میر انجی خدانما متصل کاروان مگر سن وفات تحقیق نہوا بہت سے عمارات بنا گئے ہین حضرت میر انصاری کا دادی

بلگرامی حیدرآبا ہ حضرت سلطان عبداللہ متعلب شاہ کے ملازم تھے اونکو حکم ہوا کہ کسی کو ضرور کے لئے بھیجو گئے جب یہ بیجاپور مین پہونچے معاملہ تصفیہ ہوگیا تھا اونکو تعجب ہوا کہ کس کے لئے بھیجا گیا تھا اونکو ایک فقیر نے بتایا کہ شاہ امین الدین علی کے حجرہ سے نکلے ہین اونکے ملنے سے تمکو مقصد حاصل ہوگا چنانچہ خدا اونکی زیارت کیلئے دوڑ رہے یہ بھی گئے جاکر دیکھا کہ حضرت سر زانو ہاتھ ٹیکے ہوئے ہین اور سب لوگ اونکی طرف دیکھ رہے ہین یکایک آپنے سر اوٹھایا اور لوگون نے سمجھ لیا کہ شاہ صاحب آگے ایک پتھر تھا اوسکو دیکھکر فرمایا کہ یہ پتھر کیا کہتا تھا ہم مرید خاموش رہے میر انجی نے فرمایا کہ یہ پتھر یہ کہتا تھا کہ امین الدین خدا ہوگیا اور خدا امین الدین ہوگیا یہ سنکر شاہ امین الدین اونکی طرف مخاطب ہوئے لیکن اور تھوڑی دیر بعد میر انجی باہر آئے تو لوگون نے شاہ امین الدین نہین دیکھا اور تعظیم بجا لائے مگر یہ معلوم ہوا کہ میر انجی ہین اسکے بعد شاہ امین الدین پھر باہر آئے اور لوگون سے کہا میر انجی امین الدین ہوگیا اور امین الدین میر انجی بس انکو کمالات باطنی حاصل ہوگئی چند روز کے بعد مرشد سے رخصت ہوکر حیدرآباد آئے اور شاہ امین الدین کے خلیفہ ہوئے مدت تک خلق اللہ مین مشغول رہی چند سائل تصنیف کئے تذکرہ کوئی عرضداشت میر شد لونہ لکھی تب مریدون نے شاہ امین الدین سے عرض کیا کہ میر انجی اپنے نزرگی پر کسی کو ترجیح نہین دیتا شاہ امین الدین نے ایک گتے کے گلے مین تعویذ باندھکر ایک پیامبر بھیجا انہون نے تین کوس سے جاکر اوس کتے کا استقبال کیا اوسکو پالکی مین سوار کرکے خود کاندھے پر اوٹھا کر لائے اور شہر کو چہ دباذا مین پہرایا اور اوسکو مسند پر بٹھایا اور خود دوزانو بیٹھکر کہنے لگے روز رکہکر رخصت کیا اور جواب بھی لکھا اور تین کوس تک پھر استقبال کیا تب بھی حال سنکر شاہ امین الدین نے مرید شرمندہ ہوا ان میر انجی کی اولاد مین ایک فرزند امین الدین نامی تھے انکا وصال ۱۲ جمادی الاول ۱۱۰۰ھ مین ہوا عالمگیر نے اون سے کہا خط نام مین میر انجی نے کہا اور کیا خود نامبجاؤن یہ مقبرہ شریف حیدرآباد کا باہر مغرب کے طرف کاروان مستعد پورہ کے متصل عبداللہ قطب شاہ کے باغ مین ہی یہ باغ خاص دعا مہی انکی فرزندون نے مزار شریف پر گنبد بنوایا جسکو کمری گنبد کہتے ہین۔

حضرت شاہ میر محمود اولیا رح سیدا اور نجف اشرف کا باشندہ تھے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے زمانہ میں حیدرآباد میں آ کر اور جہاں آباد میں بیرم خاں کے ہمراہ خود بھی حضرت میں ایک بہادر سپاہی کی حیثیت سے رہے اور شاہ سید شمس مولا وہ نجف نشین سید جلیل اللہ بن فرزند حضرت شاہ میر محمود اولیا کے مرشد تھے سلطان احمد شاہ بہمنی کے اولاد امجاد کی یہی کہنی ہیں انکو دست غیب حاصل تھا سلطان ابوالحسن کا جس زمانہ میں چال چلن بگڑا تھا انکے علما نے اعلیٰ حضرت کے نام مزدور انکو بادشاہی کی بہ نسبت دیا وہ مزدوری کرتے رہے وفات کا کال تحقیق نہیں ہوا کہ کس سنہ میں وفات پائی اور کہاں دفن ہوئے انکے فرزند شمس مولا عہد حضرت آصفجاہ میں زندہ تھے سوا پنجشنبہ کے کبھی باہر نکلتے تھے اور جب نکلتے تھے تو بڑی شان سے مسلح نکلتے تھے شاہ میر محمود اولیا کے عرس کے دن آتے میں ایک شیر آپہنچا سر سنہ بند ہو گیا انہوں نے خوف کھا کر اوس شیر کے آگے آگے لوگ نم سوڈ رہن چلے جاؤ اور میت آؤ اوس روز بہر شہر نہ آیا اور اوسی وقت چلا گیا انکی عمر اسی سال کی ہوئی اور بتاریخ ۱۴ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ میں وفات پائی اور آپکے پہلو میں دفن ہوئے۔ انکے فرزند چار تھے اول سید شاہ علی صاحب جمالی المتوفی ۱۱۶۲ھ دوم سید محمد الدین تھے کہ پتہ نہیں ہوا سوم سید شاہ علی صاحب کا حال ہم مزور لکھیں گے کیونکہ یہ بھی صاحب کشف و کرامات تھے انکی بابت فرمایا تھا کہ شاہ علیہ فرمایا ہے بس مجذوب رہیگا چنانچہ بعد وفات پدر بیمجنون گئے ہوا اور انکو قید شدید میں ڈالدیا اوانکی جگہ سید فضا چھوٹے بھائی سجادہ نشین ہوئے اور انکے بعد انکے فرزند سید نصاحب کو حکم سے انکو قید شدید سے نکالکر مسند پر بٹھایا جاذب ہیں پر بندان کے اوپر بیٹھتے اور اپنی بولیاں بولتے تھے یہ بھی دن کہنے کہ طوطی بولتا ہے ہوئی ہیں شاہ علیہ فرمایا ہوں بعد مسند نشینی کبھی کبھی مکہ مسجد اور حسینی علم میں تشریف لاکر تے تھے حسینی علم میں انکی مسند جنبلہ آمد و رفت ہے اب وہاں ان کے فرزند آنہیں ہیں بولی کو بھی جاتے تھے اور دس سات آدمی انکو گھوڑی پر سوار کر لے جاتے تھے حیدرآباد کی گذر شوار تھا اسوجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرد متقدا بنایا تھا انکے سر پر بیچوں بیچ سہرے کے ڈاؤ مذرین دیتے تھے جس روز جنگ کھڑا ہوا ہر ہی تھی اوس روز دن بھر تھا اور مغرب کے بعد نام و نشان دونوں کا نہ رہا یا دیوس حسن خان نے عرض کیا کہ فقیر آج جنگ کی حالت طاری ہوئی فرمایا آج ٹیل بڑی آفتیں ہم خدا خیر کریگا یعنی حضور پر نور کو ٹیل لگا کر تھے سارا دن بیت رہا تھا کہ یہی خبر رہی تھی اتنے میں سرکار سے درویش حسن کو حکم ہوا طلب حاضر کر کہ فضل الٰہی شامل حال ٹیل ہوا آخر کا معلوم ہوا کہ اوسی جنگ کھڑا ہوا ہی تھی اور تین بجے رات کو حضور پر نور فتح کر کے آئے تھے۔ ان حضرت نے ۲۰ رمضان ۱۱۷۲ھ میں وفات پائی یا مرقد مبارک انکی جداً مجد بزرگوار کے پہلو میں موجود ہے خلائق ہے۔ ان کے فرزند **حضرت شاہ میر نصاحب** رح بھی بہت ہی نزدیک تھے حضرت مغفرت منزل سرائے ملکہ محلہ نگر ملا جی ہوا جواب شاہی کے اتر پڑا اور یہ بھی انہی اب دادا میں سے اتر کر نخل گیر ہوئے یا نسبو بیہ بندرا اور جو کچھ فرمایا اب بغیر نظر کیا سنہ ۱۱۷۲ میں وفات پائی ان کے بعد کوئی شخص سجادہ نشینوں میں ایسا نہوا جو حال تحریر ہو۔

مراد شاہ دہوی صاحب حال تھے ہمیشہ بخلاف طریقہ فقرا اسلام دہوی باندھتے تھے اس سے ساری فقیران سے جلتے تھے
نجبہ کہا کسی سے نہ لیتے تھے ایک دعوت میں شمس مولا کے بیان فقیروں نے کہا سیاہ ہم کہا لین تب انکو جنس دینا انہوں نے شمس مولا کھا
ایسا ہی کر دیں نصف اکھانا کہایا مگر سب نے نفی کردی ایک بھی باقی نرہا ایک جلبہ ہندو جوگیوں کے ساتھ ہوا پنا کہانا توجہ کا دیئے
دیر تلک لگا کر ہندوؤں کی طرح پکایا ہی کرتے اون سب جوگیوں کے ساتھ پکایا اور جب انکو معلوم ہوا کہ یہ مسلمان ہیں تب انہوں نے
ان سے کہا آپ نے ہم سب خراب کر دیا انہوں نے کہا جھوٹ ہے کوئی کہتا ہے ہیں تمہارے گروہ ہیں چنانچہ اپنا ساتھ انکو بے ضلعہ بردہ
دکھلایا وہ مطمئن ہو گئے مسلمان فقیروں نے غل کر کے انکو گھیر لیا انہوں نے کہا ہیں مسلمان ہوں اور اپنا ستر ختنہ بردہ دکھایا بس تمام
نے اسلام اعتقاد کیا ہوا جمادی الثانی سنہ ۱۱۲۱ کو وفات پائی انکا مقبرہ آصف نگر کے قریب باغ گورو ہنداس پر موجود ہے

سید حمد صاحب گوسفند والے رح یہ بیجاپور کے تھے ان کے باپ سید فرید روزگار پیشہ تھے جب انکی بی بی اور بیٹیاں مر گئیں تو سید
سی موضع جنجیلی میں آکر ترک لباس کر محی الدین صاحب کی خدمت میں رہ فقیر ہو گئے اور سالک مجذوب ہو گئے پھر بعہد عماد الملک مبارز
خان ناظم بلدہ حیدرآباد و محل کے نیچے آکر رہنے لگے جب نواب آصفجاہ بہادر دکن کو آتے تھے تب عماد الملک انکی جھونپڑی پر آیا لیکن ایک دن کی
سے اوکی دستا گر گئی اور یہی بدشگونی ہوئی حضرت نے کہا آصفجاہ سے مت لڑیو مگر اوس نے نمانا اور مارا گیا۔ حضرت سید احمد صاحب
بکریاں پالا کرتے تھے اسیوجہ سے ابتک انکی نام کی بکریاں اور بکری نذر دیجاتے ہیں اور وہ بازار و بیں دن بہر بھر کر رات کو زیارت کو آجاتے
ہیں ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۲ کو وفات پائے مقبرہ اونکا موجود ہے ہر سال عرس ہوتا اور بہت نیوت بھی ہے

حضرت شاہ جان اللہ صاحب رح یہ حضرت بھی بیجاپور کے تھے ان کے فرزند منصب داران شاہی تھے مگر یہ ترک خدمت سلطانی کر کے شاہ محی الدین خداوند ہادی
کے مرید ہوئے اور پیر وہاں سے چلکر حیدرآباد میں آئے اور چار مینا میں سکونت اختیار کی ہر وقت جاذبات میں رہتے تھے لوگوں کے مدعا میں آپکی دعا سے
اکثر قبول ہوئیں موسی ندی طغیانی آپ کے مزار تک اب بھی نہیں پہنچتی آصفجاہ بہادر نے حکم دیا کہ تمام راستے اور کوچہ حیدرآباد کے
اوسیوں سے خالی ہو جاویں کوئی مرد نہ رہے تاکہ ہمارا زنانہ ساشہر کی سیر کرے چنانچہ سارا شہر مردوں سے خالی ہو گیا۔ بہادر خان نے
ان سے بھی آکر کہا کہ جناب بھی باہر تشریف لیجاویں انہوں نے فرمایا کہ اپنے آقا سے کہدے کہ رہتا ہے یا وہ سر کو تجویز کردوں۔ کہنے والے نے
یہ عبارت اس ہیبت و جلالت سے کہی کہ بہادر خان ناظم بلدہ حیدرآباد زمین پر گر پڑا اور لرزہ بدن پر چھا گیا۔ آخر کار یہ سارا
کیفیت ناظم نے حضور پر نور میں عرض کی حکم ہوا کہ اب ہرگز اون سے کچھ مت کہو جب نواب مغفرت مآب سوار ہوتے تو پہلے انکی
خدمت میں حاضر ہوا و تذرین پیش کیں حضرت نے دعا دی کہ تیری اولاد قیامت تک یہانتک حکومت کریگی۔ انتقال چند روز

پہلے چار منار سے نکلکر جا بجا گشت کرتے تھے آخر کار ۱۲ رجب ۱۱۳۱ھ میں وصال ہو گیا مقبرہ شریف دریا سوسنی کنارہ ہلی دروازہ کے مغرب موجود ہے ہر سال عرس ہوتا ہے **حضرت شاہ خاکی صاحب** رح حضرت شاہ عبد القادر لنگ بند کے مرید تھے ہمیشہ بنگلی نہ میں بیٹھتے اور ہمیشہ رات گئے حسین سا گر کے کنارہ پر سے پیدل سکونت میں جاتے تھے جو شخص ہمیشہ خدمت کیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ کنارہ تالاب تک جایا کرتے تھے وہاں سے شاخاکی انکو رخصت کر دیتے تھے ایکروز دو شخص کھڑے ہوئے دیکھنے لگے کہ حضرت ہمکو کہاں تک کبھی نہ دیکھا تھا اسمیں ہنر و کچھ بھید ہے پیچھے پیچھے ہو دیکھنے لگے کہ شاخاکی پانی پر اسطرح چلے جاتے ہیں جیسے زمین پر جب ان شخصوں نے اس حال کو ظاہر کیا اوس روز سے پھر بنگلی نہ کو نہ آئے ایکروز ایک شخص ان پر ہنسا کہ آپ کیا نہ ہوئے دوسرے شخص نے روکا سو ہنسا کہ دیا تب بھی خاموش ہو مقام تسلیم و رضا میں مستغرق رہے ۱۳ رجب ۱۱۳۱ھ کو وفات پائی **حضرت شاہ علی عباس ثانی** رح بچپن سے حالت جذب میں رہتے تھے ایکروز حوض میں پاؤں لٹکا بیٹھے ان کے والد کہا نیکی قاب گر پاکر خاکے ہاتھ بھیجی وہ قاب پانی میں گر گئی خادم نے اسی طرح جا کر عرض کیا انہوں نے کہا اوس سے کہو قاب لاوے کہا ماں دوسرے شخص کے لئے تھا واپس کر دو انہوں نے ہنسکر پانی سے وہ قاب گر پڑی طبع مرحوم نکالکر حوالہ کر دی محرم ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی انکا مزار حسینی علم کے قریب موجود ہے سکونت میں مدفون ہوئے **حضرت اودباد شاہ** رح سالک مجذوب تھے ایک شخص سے کہا شلغم لاؤ وہ دو شیشی لایا لیکن انہوں نے نا پسند کر دیا اور لینا لوٹا دیا اسی شخص نے رات بھر پی اور خوب مست ہو صبح کو دیکھا کہ لوٹا پانی سے بھرا ہوا تو آب صفحہ بنا کہ آخر زمانہ تک رہتے رہے رمضان کو انتقال کیا سنہ تحقیق نہ ہوا مقبرہ شاہ علی بندہ پر موجود ہے **شاہ قناعت** رح مرزا سپاہی پیشہ تھے شاہ عبد النبی کے مرید ہو کر ترک لباس کر فقیر ہو گئے انہوں نے اپنے مرشد سے کہا کہ اسرار معراج مجھ پر ظاہر کر دو انہوں نے کہا کہ کالا سہنہ کر کے گدھے پر سوار ہو کر شہر میں چکر لگا اور لڑکوں سے گالیاں سن پھر آ تو بتاؤنگا چونکہ یہ اسرار معراج کے لئے پر دلیفہ تھے سب کچھ کیا اور آئے لیکن مرشد نے تین روز سمجھا کر ٹالا مگر انہوں نے نہ مانا آخر کار مرشد نے مطلب حاصل ہوا منبا خان عماد الملک کے زمانہ تک زندہ رہے ۱۱۴۱ھ بعد میں وفات پائی تالاب سیر حلقہ کے قریب ہے **حضرت شاہ مجد الدین** رح شیخ احمد کے خلیفہ تھے جاہر عرصہ کے عامل تھے اوس کے مرشدزادہ غلام احمد کمل پوش اور شاہ حفیظ اللہ علوی اور سید امداد وغیرہ تھے قبر اونکی دروازہ چادر گھاٹ میں باہر ہے موسمی اوس کے فرش تک نہیں ہو پہنچتی **حضرت شاہ عنایت** رح بہت صفائی کے باشندے تھے ٹاٹ کا لمبا جبا پہنے رہتے تھے اور کاغذ کی ٹوپی سر پر رہتی تھی اسلئے ٹاٹ شاہ مشہور ہوئے کاغذ کی ٹوپی پر ایک باریک سی کپڑے کی بند ہمیشہ رہتی تھی بندہ شہر اورنگ آباد میں آ کر سید قمر الدین صاحب کے مرید ہوئے حضرت مغفرتمآب

زمانہ تک رہے حضرت شاہ جہاں رح کہ مخاطب جانب کعبہ کے جاروب کش تھے اتفاق زمانہ سے جہاز پر سوار ہوئے جہاز برباد ہوا
انکا بھائی جو ساتھ تھا وہ تو کیا مگر یہ ایک تختہ پر زندہ وسلامت کنارے پر پہونچے اور وہاں ایک پٹھانی ہوا رو کن ہے اسکا لڑکا حسن
مرید ہوئے چند روز میں حالت جذب پیدا ہوئی جنگل میں نکل گئے تھے اور جہاں مسجد ہے وہاں ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گئے
سلطان ابراہیم بادشاہ سے ملاقات ہوئی دو سہ روز وہاں رہے پھر میرٹھ آئے کہ ماں باپ کو دیکھ لیں مگر معتقد ہوگئے
انکا متصل دروازہ نو محل شاہ علی بندہ کے پاس مقبرہ ہے ہر سال عرس ہوتا ہے حضرت شاہ میر اولیا رح
جلوس نکلتا ہے سر مبارک کی تعزیہ سی محل اور لوگ کہتے ہیں کہ ان سے لڑکر شہید ہوئے اور سر کٹنے پر دھڑ لڑتا ہوا جہاں گرا وہیں دفن ہوا
کہاں شہر کا کام بخش کی لڑائی میں شہید ہوئے عرس ہوتا ہے حضرت شاہ بو صاحب
آن باپ کہ پرورد چنین فرزندی عرس بھی ہوتا ہے صندل بھی لگاتے ہیں
سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں حیدرآباد محلہ پیر چند کے سکونت اختیار کی
کے بازار میں مٹھ کو ایک دشاہی ہاتھی کی حالت میں بھاگا چلا آتا تھا فیلبان نے ہر چند روکا مگر نہ رکا آخر
ہاتھی نے اپنا سر زمین پر مارا اور مر گیا
حضرت شاہ یوسف صاحب
حضرت شاہ شریف رحمۃ اللہ علیہ شاہ یوسف صاحب کے مصاحب شاہ شریف صاحب اہل کرمان سے تھے
کے سامنے ہوئے کہ دختر آمد مرا یاد کرد چراغ گل ہوگیا مگر اور چراغ گل ہوگیا مقبرہ بال قایم ہوا اور چراغ بھی
کا اللہ مرتبہ بلند کرے حیدرآباد میں سکونت اختیار کی
کہا تو کہا کہ اتفاق کیا گیا عرس بھی ہوتا ہے ایک سر کٹے کا مقبرہ ہے
رہتا ہے غسل کے سفید لباس پہنا اور ایک سفید چادر اوڑھ کر بیٹھ گیا اور اشتعال کرکے
سو جوے، اور تعجب کہ انتقال کیا گیا عرس ذالحجہ کو ہوتا ہے دفن

حضرت شاہ عبد القادر چشتی رح اپنے باپ کے مرید تھے کثرت مراقبہ میں گزرہ پست ہوگئے تھے تمام عمر عالم تجرید میں بسر
صفر ۱۱۹۱ھ میں وفات پائی قبر شریف محلہ بیر پور کی پاس ہے شافعی طریقہ پسند تھا **حضرت شاہ ابو الحسن چشتی** رح
سلسلہ نسب انکا عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے طریقہ شافعی کا تھا مرید خاندان قادریہ تھے ترک ملازمت کرکے شاہ حضرت لطیفہ
نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید ہوئے مدت مدید ریاضت میں گذار کر حیدرآباد اور یہیں اقامت اختیار کی ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی قبر شریف
بیرون شہر محلہ بیر پور میں ہے **حضرت شاہ موسیٰ چشتی** رح سیاح تھے دو تو قبقہد تک ساتھ فقیروں کے گئے تھے دیوار قبقہد پر چڑھ
دوسری طرف گرجانا مگر فقیروں نے جو رسی ہمراہ دی تھی اوسکو کھینچ لیا مگر بدیں حیلے ہوئے مگر باغ کی فضا دیکھکر کہ سایہ میں ہوا
مزار شریف بیرون شہر لال دروازے کے پاس ہے نوبت بھی بجتی ہے۔ یہ میر بھی معتبر ہے **حضرت شاہ امین الدین ثانی** میر انجی
کے فرزند تھے انہوں نے اپنے باپ کے مزار پر گنبد بنوایا اور ایک بہانجی کو خلافت دیکر رخصت کیا دوسرے کو سجادہ نشین کیا ۱۱۷۴ھ میں
انتقال کیا انکی قبر بھی کمر کی گنبد میں باپ کے پہلو میں ہے **حضرت شاہ میراں حسینی ثانی** رح ان کے باپ سید حسین شاہ صاحب
پیران میر انجی خدا نما کے داماد تھے **میراں حسینی ثانی امین الدین ثانی** کے مرید تھے ان کے فرزند میں نہ تھا بعد باپ کے سجادہ نشین ہوئے آخر کار شاہ میراں
نے ہوا پیڈہ میں ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی **حضرت سید علی بخاری** رح مرید علیہ شاہ سید محمد کے تھے بہت معتبر تھے عبد اللہ
قطب شاہ کے زمانہ میں ہوئے بادشاہ کی سلطنت تک نہ دیکھی ان کے فرزند شاہ حیدر نے انکا مزار بعد وفات پائے شیر دل خان وزیر سلطان عبد اللہ قطب شاہ
نے بوجہ ارادت کے ان پر سنگ مرمر کی بنوائی حضرت سید علی بخاری بھی میں مدفون ہوئے ہیں یہ مقبرہ محلہ کارواں میں ہے پھر موسیٰ ندی کے کنارہ موجودہ
حضرت شاہ شیت اللہ صاحب رح بدل سپاہی تھے بادشاہ اور فرزند سپہ بادشاہان دہلی وقت میں نوکر تھے تمام بدن زخمدار تھا
آخر کار ترک ملازمت کرکے حیدرآباد آئے اور فتح دروازے کے مسجد میں سکونت اختیار کی اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے صمصام خان نامی انکی خدمت
کرتا تھا لڑکا کوئی کیسا ہی کیوں نہ ہو ایک روز ناظم بلدہ حیدرآباد نے عرض کیا کہ فلاں کی لڑکی کیسا ہی تبلا ہے سے کیوں نہ غلاب گئی ہو اور دوسری مسجد میں
جا کر مسیم ہولوک دوا بھی بخشی دو تین مہینہ کے بعد ایک روز بعد نماز صبح رو بشرف کرکے لوگوں سے فرمایا لوگو اگر اوقات سوصمصام خان ہو جیسا کہ ہم نے
لے لیا تھا محمد قاسم مرید بیٹھا تھا اوسکو تمام مرد و زن دیوار طلائی احمر کی نظر آتی تھی اور ہتھوڑی مرید بعد کو تھا قاسم مرید بیٹھا تھا جب
ان کے انتقال کیا یکایک زبانی ہمارا تو پیر بادشاہ ہے مرید سے فرمایا کہ کل ہمارا انتقال ہوگا اوہمارا سامان و کفن محمد قاسم مرید ہمارا کیا خانہ
جا گیر میرا ہے حضرت کا انتقال ہوگیا دوسرے دن محمد قاسم سودا گر شتر بیگام پر سودا لیکر سامان تجہیز و تکفین نقد بخیر اوسکا
اور دفن کیا وہ کہتا تھا پانچ روز پیشتر حضرت نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ تیرا مرنا پانچ روز باقی ہیں تم بہت جلد مت

سامان بخشیدہ بخشین بہاولی نامدار مدفن کرنا۔ تبرکا بہ شہر سبزوار کی لکڑی کے پاس موجود ہے بیعلہ انکی اولاد کا ایک خاص سجادہ نشین شاہی

حضرت شاہ محمد صاحب رح فرزند ہوئے انکا مخدوم سالار تھا کامل المعیت تھے پیروں کا اور دروازہ تعبر موجود ہے **حضرت لال**

شاہ درویش رح بیدر سے حیدرآباد میں آئے ۱۱۸۵ھ میں وفات پائی جنگل گورہ سے مشرق طرف مقبور موجود ہے **حضرت شاہ**

ہلوا لدصاحب رح اہل یورپ سے تھے شاہ غلام احمد مرید تھے شاہ ولی نام نامی بلدہ انکا مستقر تھا رفعت الملک کے مکان کے قریب مقبور موجود

۷ صفر ۱۱۷۶ھ میں وفات پائی **حضرت شاہ رکنی صاحب** نام اصلی شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ بندگی حسینی بن شاہ ید اللہ

بن شاہ گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن شاہ سید قبول اللہ حسینی بن سید نصیر حسینی بن شاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ قادریہ اور چشتیہ دونوں خاندان میں

مرید تھے۔ انکا انتقال جمادی الثانی ۱۱۷۶ھ میں ہوا مگر اکیسال کے بعد حیدرآباد لائے اور جوہری کوہ بلدہ میں دفن کیا ۱۲ محرم کو وفات پائی تھی فرزند بڑے

درویش شاہ محی الدین شاہ نصیر صاحب چھوٹے **شاہ میران حسینی** رح تعویذ و نکال کے بارے میں شاخدار تھے مرید ہوکر بلدہ

برکس میں انکی خدمت میں مصنع چنچولی میں رہے حیدرآباد آئے اور یہیں وفات پائی قبر شریف محلہ علی آباد میں بر سر راہ شاہ علی بنڈا مشہور ہے

حضرت شاہ امین رح فرزند حضرت میران شاہ حسینی ہوسول بیٹے والے تھے کامل تھے ۱۱۴۲ھ میں وفات پائی اور ہول بٹھیہ میں دفن ہوئے

انکے کمالات میں مذکور ہے کہ ایکروز کہیں فاتحہ سوم میں گئے اثبات نفی کا ہوا تھا یہ بھی موجود تھے ہرن کا چمڑا ہاتھ میں تھا لوگوں نے کہا

اثبات نفی کیا چیز ہے کہنے لگے چمڑے میں غائب ہو جاؤ اللہ کہتے نظر آتے تھے **حضرت شاہ رضا صاحب** رح

سادات رضوی سے تھے ان کے باپ کا نام سید بندہ علی تھا جو منصب دار بلوشاہی تھے ادکے چچا حضرت سے چھوٹے شاہ رضا صاحب تھے والد کو فقیہ سمجھتے

بت چار دن بھائیوں نے مال متاع تقسیم کر لیا مگر انہوں نے نہ لیا اور جنگل میں نکل کھڑے ہوا اور ہول چل گئے اور حضرت شاہ نظام الدین

اولیا سے درخواست ارشاد کی تیسرے روز خواب میں دیکھا کہ حکم ہوا کہ شاہ اسرار اللہ کے پاس جاؤ صبح کو یہ مدینہ منورہ کے جنیہ پر بیٹھے تھے کہ انکا

ایک بزرگ نمودار ہوا اور ہاتھ پکڑ کر مدینہ میں لے گئے اور مرید کیا یہاں سے شاہ اسرار اللہ انکو گجرات لے گئے اور بسرو شارخ صاحب آباد

آئے اور سکونت اختیار کی انکی بزرگی اور کمال کا حال سنکر نواب غفران مآب کئی مرتبہ انکے مکان پر آئے اور ملاقات کی اور جاگیر بھی مقرر کردی

رکن الدولہ اور فخار الدولہ نام نظم بلدہ دونوں انکے معتقد تھے مولا علی کی زیارت کو گئے تھے وہاں گروہ کے عارضہ سے ۱۳ جمادی الثانی ۱۱۸۳ھ کو

وفات پائی انکا جنازہ مولا علی سے فخار الدولہ دبالکی میں ڈالکر لیا اور یہاں کے مکان میں چبوترہ پر سپرد خاک کیا تالاب میر جملہ کے پاس مدفون ہوئے انکے فرزند

تھے اول شاہ رضا صاحب کہ سجادہ نشین ہوئے یہ بھی نہایت بزرگ تھے اور جملہ امرا انکی ملاقات کو آیا کرتے تھے اعظم الامرا سلطنت کو بڑی

راسخ عقیدت تھی ۱۱۹۵ھ کی لڑائی کے بعد ہونہ پلی انتقال فرمایا اور باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے دوسرے سجادہ نشین شاہ صاحب کہ

یہ بھی انتقال کر گئے انکی اولاد میں سے کوئی نکوئی سجادہ نشین رہتا ہے **سید شاہ میران بخاری** رح بیجاپور میں رہتے تھے
کلام اللہ اور شاہ محمد مدرس کے مرید تھے جب عالمگیر بادشاہ بیجاپور سے حیدرآباد آئے تو یہ ہمراہ آئے اور دوسرے حافظ محمد امام ان دونوں کو
قبرین بارہ دری شمس الامرا قریب ایرین مسجد کے اندر موجود ہیں سجادگی قائم ہے **شاہ محی الدین احمد** رح سید عبدالقادر حضرتی کے جانشین تھے
ہجری کو وفات پائی مکان کے قریب قبر موجود ہے **شاہ غلام محمد کمل پوش** رح شاہ محمد الدین کے مرید خلیفہ تھے مزار شریف دروازہ یاقوت
کی برسی عرس ہوتا ہے **شاہ غلام** رح حضرت محمد غوث گوالیاری کے نواسی اور مرید خلیفہ حضرت شاہ نجم الدین برادر کے تھے انہوں نے شاہ امین الدین
اعلی کے بیجاپور میں شاہ باران الٰہی کو برہانپور میں مرزا عبدالقادر بیدل کو شاہجہاں آباد میں کہا تھا حیدرآباد میں حضرت نواب عمر خان کے اول سال
جلوسی میں آئے تھے ایکسو سال کی عمر ہوئی ۱۲۰۰ھ کے اوائل میں وفات پائی مقبرہ انکا محلہ بیربونہ میں ہے **قاضی**
خلیل رح حضرت نواب آصفیہ کے عہد میں قاضی بلدہ تھے ۱۱۶۲ھ میں وفات پائی مقبرہ انکا فرحت محل کے قریب ہے **شاہ یوسف** رح مقبرہ انکا
بورہ میں ہے **حضرت خلجی حافظ مولوی شاہ سید نور العلیصاحب**
ہے موجود ہے **سید نور الانبیا صاحب** رح حضرت سید نصیر الدین صاحب کا مزار اور زنانہ میں ہے اعلی وفات کے بعد سید نعیم العلی صاحب
حیدرآباد میں آئے اور یہیں شہر کے بڑی جنید محبر عالم تھے سو برس کی عمر میں ۱۳ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ میں وفات پائی جس جگہ یہ مرقد مبارک ہے
دفن ہوئے انکے فرزند بڑے **سید نور الانبیا صاحب** رح سجادہ نشین ہوئے یہ بھی بڑے بزرگ تھے الانبیا تخلص تھا بیوت نور دروازہ کے
الماس محل میں سکونت کرلیا اور وہیں مکان کے صحن میں مسجد بنوایا تھا اور وہیں ۱۲۵۶ھ میں وفات پائی بعد وفات وہیں دفن ہوئے **سید نور الاولیا صاحب** رح
فرزند سید نور العلی صاحب کے تھے بڑے قوی ہیکل اور زبردست تھے ان کے بھی ایک بیٹے تھے **سید نور الاصفیا صاحب**
کرنول کو گئے اور الف خان نواب کے مہمان رہے وہیں ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے بیٹے **سید نور الاصفیا صاحب** رح
دفن ہوئے **شاہ محمد ابن الحسینی معروف سید اصغر صاحب** رح حضرت سید اعظم الحسینی کے فرزند تھے شاہ اعظم الحسینی بہادر نظام الدولہ آصف جاہ
تم بادجود دولت و ثروت کے بازار سے خود خرید کرتے تھے چار پیر پیادہ سواری سے اترتے پڑتا اور تعلیم بجالاتا اور آگے سامان ہمراہ روش ہر رکابدار میکا
پہنچا جاتا تھا اسی سال کی عمر ہوئی ۲۸ صفر ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی حضرت کا مزار مقدس شنرل کی کمان کے قریب ہے اور فرزندان کرام کے مقبرے موجود ہیں
ہوئے فرزندان نامی گرامی اول **حضرت سید صاحب** رح باپ کے وقت میں جامع علوم ہوئے تھے بعد وفات والد بزرگوار کرنول کے
نواب الف خان نے بلایا یہ وہاں گئے اور چار سال بعد تشریف لاتے شنرل کی کمان کے پاس خیابان نصب کی مسجد کو درست کرایا زنانہ مقبرہ بھی تیار
اسی برس میں حضرت ۱۲۴۱ھ کو وفات پائی دوسرے فرزند شاہ اعظم الحسینی سید علی فضیلت تھے لیکن قسمتی سے ہمیشہ تکلیف میں

بسر ہوئی ہیں سید محمد باقر یعنی جو رسل بصار زیدت اوستاد ان صاحب زادہ زینت کی سفارش سے انکو پانچہزار روپیہ کی جاگیر ہوگیا
خلافت سے علاوہ ہوئی تھی اون کے مرنیکے بعد اون کے فرزند منصب دار بنا گئے۔ چھ فرزند عین جوانی میں انتقال کیا تھا اس خاندان کی اولاد
تک موجود ہے **حضرت شاہ موسیٰ قادری** رح پدر بزرگوار حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر ہیں انکے والد کا نام مبارک یار شاہ تھا اور یہ
کو داد انکا نام سید محی الدین تھا جنکی قبر قلعہ گولکنڈہ کے لنگر کے حوض پر ہے حضرت شاہ موسیٰ کے جد امجد پیر شاہ محی الدین نے ۱۰۰۰ھ آمین وفات پائی
اونکا مقبرہ حضرت موصوف نے تعمیر کرایا ۹ سال کی عمر میں شاہ موسیٰ قادری بعد باپ کے مسند نشین ہوئے اور کنج عزلت اختیار کیا نواب غفران مآب انکے
پاس گئے تو انکو اپنے برابر بیٹھایا ۱۲ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ کو وفات پائی ۱۰۴۲ھ آمین پیدا ہوئے تھے باپ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ انکے فرزند
حضرت سید غلام علیشاہ بڑے عابد زاہد متقی عارف باللہ ریاضت و عبادت میں محنت شاقہ اوٹھائے تھے اس لئے سخت ضعیف و نحیف ہوگئے
ان کے بعد اون کے اکثر لوگ فیضیاب ہوئے ۲۶ جمادی الاول ۱۱۳۵ھ آمین وفات پائی والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے **حضرت شاہ**
فتاح رح ضیاء اللہ حضرت پیران پیر دستگیر میں تھے مبارک خان نام حیدرآباد انکو اپنے مکان پر طلب فرمایا یہ تشریف لے گئے مگر مبارز خان
اس وقت بیت الخلا میں تھا حضرت بیت الخلا میں پہنچ گئے مبارز خان کے سامنے ان سے بادبی کر کر کہا کہ لوگ جبہ و دستار پہنکر مکاری کرتے
ہیں درحقیقت کچھ بھی نہیں ہوتے حضرت وہاں سے سوار ہوکر مکان کو چلے آئے اون حامل کے شکم میں اوسیقدر درد اوٹھا اور قریب المرگ ہوگیا
مبارز خان بیت الخلا میں مدت تک بیٹھا رہتا تھا آخر اس جو وقوف کے درشکم کی اطلاع مبارز خان کو بیت الخلا میں کی گئی مبارز خان
نے بعد دریافت حال اپنے دونوں فرزندوں کو ہاتھی میں سوار کر کر روانہ کیا وہ آپکے قدموں پر گر پڑے اور اوسیوقت لے آئے آپ نے اون موقوف
کو ایک پیالہ پانی پر کچھ پڑھکر پلایا اوسیوقت اچھا ہوگیا اور مرد بھی ہوگیا مبارز خان بھی بہمتعلقان مرید ہوئے انکے ہزارہا لوگ
مرید تھے اس مبارز خان عماد الملک کو ان حضرت نے بھی نواب آصفجاہ بہادر سے راضی کی اجازت مدتی تھی مگر اوسنے نہ مانا اور راگیا نواب
آصفجاہ بہادر نے مکان پر آکر ملاقات کی اور معتقد نہ نذر گزرانی۔ یہ حضرت خیرات بھی بہت کرتے تھے مگر سخت خشمگیں تھے کسی پر اظہار ہوتا تھا سنہ ۱۱۷۲ھ
میں وفات پائی انوار چوک میں مدفون ہوئے ہر سال عرس ہوتا ہے انکی نواسی شہر آفاق ہوئی **شاہ تجلی علی** رح حضرت شاہ عین عجلی
مرید تھے ——— شاہ عین تجلی بھی صاحب کشف کرامات تھے۔ شاہ تجلی علی مصوری اور آہنگری و زرگری و بخاری میں
بے مثل تھے اعظم الامراء و شمس الامراء بہادر کے پاس رکوتے تھے ۱۱۵۲ھ آمین گئے مراد نزاریہ میں مدفون ہوئے تزک آصفیہ کی تالیف کے
سبب امراء آصفیہ نے پچاس ہزار روپیہ انعام دلوایا حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر نے اونکی لڑکی کی شادی کے لئے پچاس ہزار روپیہ عنایت
فرمائے تھے اور اسی روز گھر انے بھیجا تھا تین ہزار روپیہ روز انہ وقت کہاں سے کوئی ایک حبہ دے۔ واللہ اعلم۔

حضرت پیر بادشاہ صاحب نلگنڈا رح قصبہ نلگنڈا کے رہنے والے تھے سخت گرم پانی سے نہاتے تھے اور کچھ ضرر نہ ہوتا تھا ایک بچہ کو بھی نہلایا مگر اوسکو بھی ضرر نہ پہنچا بہت لوگ معتقد تھے نلگنڈا و مزار قصبہ نلگنڈا واقع حیدرآباد میں موجود ہے **حضرت شاہ برہان الدین** رح نہایت بزرگ تھے قلیہ نان تنوری سب کو کھلاتے تھے بعد وفات شاہ یوسف شاہ شریف کے مزار اوپاس دفن ہوے۔ **حضرت شاہ عبداللہ** رح اور فرزند تھے یہ بھی بہت ہی بزرگ اور اپنے باپ کے جانشین تھے **شاہ طاہر** رح اولاد حضرت محبوب سبحانی کے تھے بڑے قوی ہیکل جوان تھے بعد وفات مسجد پیر سی باؤلی میں دفن ہوے **سید احمد علیہ الرضا** رح انہوں نے رشتہ شاہزادگی میں ناصر الدولہ بہادر کو بشارت دی تھی کہ بعد سلطنت الدولہ تم مسند نشین ہوگے اسمیں کچھ شک نہ تھا بموجب تخت نشینی حضور پر نور نہایت معتقد تھے بعد وفات سید صاحب گوشفندوالی کی قبر کی پاس دفن ہوے **قطبی صاحب** رح کوہی رزیدنسی کے پاس انکا مزار شکار اور انکا گنبد موجود ہے **حضرت شاہ خاموش** رح انکا مقبرہ اندرون دروازہ چارکمان میں موجود ہے کسی سے نہیں بولتے تھے ان کے فرزند شاعر۔ **کرامت شاہ** اصل نام کرامت خان تھا ہندوستانی تھے ایلچی سے حیدرآباد آکر اسوروں میں نوکر ایک مست فقیر کا پالہ پکڑ خود بھی مست گئے ہوا اور گنوا اور کل سامان لوگوں کو بخشدیا اور خود بے دو نونوں ہاتھ بندھوا کر رکابہ کر کوچہ گردی شروع کی لڑکوں نے خوب خوب تنگ کیا مگر یہ چپ تھے کسیکو جواب نہ دیتے تھے دس برس اسی طرح کوچہ گردی میں گذرے چوک کورسیان ایک مکان میں رہتے تھے میر الملک بہادر نے اوس مکان کو درست کرا کر اوسمیں ایک کمرہ بنوا دیا اور خدمتگار مقرر کر دئے اور سیر چالیں بھی بھیجے جب بازار میں نکلتے تو آدمی ہوا چلاتے اور لڑکوں کا اژدہام ساتھ ہوتا لوگ ان کے سر پر چہار و یا دوام دیتے تھے اور کہا جاتا ہے اور عجب طراق یہ اوس نمچلفلان کے درمیان چلتے اور شارہ سے اوس کو بلاتے کبھی دوڑتے اور کبھی ہنستے اور کبھی بڑبڑاتے کبھی آہستہ چلتے مرشد زادہ اوسلیماہ نجاہ بہادر ایک بصورت بنوا کے بھیجا اور سر پر شان و شوکت سے سوار ہوا اور اپنے لشکر لیکر بازار میں نکلے حتی کہ حضور نے بھی دیکھا تھا اور ایک گھوڑا اور سالہ سواران کے لئے مقرر کیا اور جاگیر بھی مقرر کر دی اب کیا کہنا تھا ہر سواری میں حضور پر نور کے آگے رہتے تھے ہاتھ جو دونوں کا مذہبوں پر سے ہر دو شل ہو گئے تھے پھر درست ہوا اور اشارۃ سوال و جواب بھی کرتے تھے حضور پر نور نے ان سے ملاقات بھی کی اسی برس کی عمر میں ۱۲۵۶ میں وفات پائی اور چوک میں مدفن ہوے حضور کیطرف ہر سال عرس ہوتا ہے **میر نواب** بھی وہیں دہلی میں رہتے تھے انکے والد میر نواب بزرگ تھے مراد میر فرش حسینی علم ان کا پردرش کیا اوسکے مرنیکے بعد میر نواب کا دوسرا بھائی کہیں چلا گیا مگر میر نواب ایک مکان میں بیٹھ گئے اور مٹی خاک کی دیوٹیاں بنانے رہتے تھے وہیں پیشاب پائخانہ کرتے تھے بالکل مست خدا دیوانہ تھے تیس سال اس مکان ہی میں رہے اور وہی خاک کی دیوٹیاں بناتے اور بیچتے رہے نواب مراد دہلی سے سواری انکو دیکھنے میں دیکھتے اور اشرفیاں دیکر چلے جاتے **راجہ چندلال** کو نوکا کی خدمت

کرتے اور احمد صاحب کے بہانکا کہنا کہلایا کرتے تھے ایکروز اتفاقاً وہ دکان کے باہر نکلکر ایک کرایہ کی گاڑی مین بیٹھکر دولتخانہ مضلہ پر جا
مین پہنچے حضور پر نور نے باغ مین بلاکر ملاقات فرمائی اور ایک دشالہ اڑھاکر دہزار روپیہ بھی دیئے پہر اپنے مکان مین آئے اور ۱۲۱۵ھ مین
مرگئے انکی قبر پرتاپ کے دروازہ کے باہر کاز ان کے بیچ موجود ہے۔ ہزاری دہزار روپیہ کا عرس حضور کیطرف سے ہوتا ہے **میان میسا** بھی یارو نکے
ہوا خواہون کے بدولت ولی مشہور ہوگئے تھے۔ پل دروازہ کے پاس بدر خانہ مین انکی قبر موجود ہے **حسینی بادشاہ** رح سید موسیٰ کے ایک طالع مین
بیٹھتے اور دولت جاذب مین رہتے رہے عمر سید خان جمعدار عرب انکا معتقد تھا قبر انکی کاروان کے بیچ ایک چھوٹے سے خوش وضع مکان مین موجود ہے **سید محمد** مین
مدفون ہے **حسینی بادشاہ ساکن مستعد پور** مندستان سے حیدرآباد مین آئے تھے سبحان اللہ بہادر کے چھوٹے کی بشارت قبل از وجود
حضرت فضلت النسا بیگ کو دی تھی مستعد پور مین قبر انکی موجود ہے۔ **قادر بادشاہ** بازار مین بیٹھا پاؤن کرکے سوتے تھے جابجا
کہانا فراہم کرکے مسجد جامع میناربار کمان مین کہلاکر کہاتے تھے آخر یہانپر سکندرجاہ کے زمانہ مین وفات پائی انکی قبر حسینی بادشاہ کے پاس
ہے **شاہ کرک بجلی** ایک لنگوٹا باندھے کمل اوڑھے رہتے تھے اکثر راستہ پر گاڑی پر بیٹھے ہوئے ملتے تھے بہ نیاز صاحب مین دروازہ معتبر رفیع الملک بہادر کے روبرو بیٹھے
رہتے تھے اور بہاری چیز کہہ کر آنے جانیوالون سے بھیک مانگا کرتے تھے رفیع الملک نے انکو دہاڑا اوڑھایا یہ قریب کی مسجد مین جو ویران پڑی تھی
جابیٹھے صاحب کشف کرامات تھے یہین انتقال کیا اور اسی مسجد کے صحن مین دفن ہوئے **محبوب علیشا** ستر برس کی عمر تھی ایک لنگوٹہ اور جٹا
ساکر تہ پہنے رہتے تھے اور کوچہ بازار مین کٹروون کا غذون چیتھڑے بلکہ یون سینگ جنگل جمع کرتے تھے جب کوئی انکو اپنے گھر بلاکر کہانا کہلاتا
تو کروع دورکوع قرات سے کلام شریف سناتے کبھی ہندی گیت گاتے گاتے عربی فارسی کبھی تلنگی پھر مرہٹی کنڑی مین بات کرتے تھے غضب
کمال تھے۔ جب تقیم الدولہ کو اواسطہ جاہ قید کیا تو انہون سے کسی نے پوچھا کہ مستعد الدولہ پھر آوینگے یا نہین انہون نے کہا نہ ظالم خراب
اوسکا جنازہ بھی شہر مین نہ آویگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ایکروز پہلے یہ سرراہ بیٹھے تھے کہ خلاف معمول آواز دیا کہ علی بیگ خان یہان آؤ یہ پاس
آیا اوس سے کہا کل ہم دنیا کوچ کرینگے جو کچھ تیرا ارمان ہو کہدے اوس نے جواب دیا تم روز ایسا ہی مرہٹی روز آتے ہو یہ کیکر چلا گیا شام کو پھر اوس نے
کہا کہ ارے جو کچھ مدعا ہو کہدے اوس نے پھر یہی جواب دیا وہ چلا گیا آخر کار دوسرے دن صبح دم وفات پائی **علی بیگ خان** نے بیٹا لیا اور افسوس تن
دہو کو مین ہاتھ سے جنگلی پور برین شہر دفن کئے گئے **شاہ کمال** رح سید صحیح النسب تھے سرائے حیدرآباد مین آکر صرف ایک لنگوٹ باندھ
برہنہ رہتے تھے اور ایک ہنڈی پر جو لاکر کہک بیٹھتے تھے ایک شتر سوار آگے آگے نقارہ بجاتا چلتا تھا ترقی الجنہ تھے ترقیع پڑھتے تھے
آواز تھی طوطی کن مشہور تھے شعر بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے ایکگاؤن جاگیر مین بھی تھا سنہ ۱۱۷۲ھ مین وفات پائی پانڈی چوبینہ مین سنی مذہب کے
کنارے انکی قبر موجود ہے صاحب اولاد تھے **حضرت شاہ قاسم معروف بہ شیخ حالی** بہکلہ کے رہنے والے حضرت شاہ ابوالمعالی

اولاد امین تھے نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد میں دارد حیدرآباد ہوئے اور علما میان کے یہاں نوکر رہے ایک روز ایک پٹھان پر توپ بندوق کی وہ بیحال ہوئے
اوس روز سے صدمہ مرگ ہوگیا مجبوراً بہ نوکری چھوڑ وطن کو چلے گئے پھر واپس آئے اور اجمیری طرح مرد مجلس میں گئے بچاس سو آدمی انکی لوحد
دہ میں آئے اور مرید ہوئے محمد مفتح خاں جمعدار دنیا کو ترک کرکے کار مرید ہوگیا انہوں نے اوسکو خلیفہ مقرر کیا ۱۳۰۳ھ میں وفات پائی ہمراہ ان کا
مجاور دین محمد ہے **حضرت شاہ غلامی رضا صاحب خطیب مکہ مسجد** رح شاہ غلام سرور رضا خطیب مکہ مسجد کے فرزند تھے صاحب کمال تھے ہمیشہ
وعظ و نصیحت انکے مکان پر ہوتا تھا سرانجام میں بھی شاہ دین بھی ہی چرچا رہتا تھا ۱۳۰۲ھ میں انتقال کیا ابو صالحی کنڑی کے باہر فون میں مدفن
سرور عورت بے انتہا تھے **حضرت پیر باد شاہ مدنی** رح یہ حضرت سعید اللہ مدنی کے فرزند تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے نقاب مجاور انتقالی تھے حسین
تھا مدینہ منورہ سے چلکر بندر سورت میں آئے زبان ہندی سے واقف نہ تھے اس لئے گفتگو روزمرہ سخت عاجز ہوئے حضرت سے مور رضا دعا مانگی کہ میں سخت مجبور ہوں
اردو مجھکو نہیں آتی کرامت آپکا مولف لکھتا ہے کہ مرقبہ میں دیکھا کہ آنحضرت سے مور رضا نے اپنا مبارک ان کے منہ میں دیا اور ایک سیب تازہ ہاتھ میں دیا جب
یہ ہوش میں آئے تو دیکھا کہ سیب ہاتھ میں ہے انہوں نے کہا لیا پل دیسوف اردو زبان نے بولگئے پھر شاہجہان آباد گئے محمد شاہ بادشاہ اور نواب امیر خان سے مرید
ہوئے یہ خود بادشاہی میں رہتے تھے۔ بعد زوال نواب آصفجاہ یہاں آکر حیدرآباد لائے اور چرن بلدہ جائے جالیسند کی بعد وفات نواب آصفجاہ بنایا وفات
پائی اور یہیں دفن ہوئے مقبرہ انکا آصف نگر کے قریب موجود ہے عرس بھی تجلف ہوتا ہے انکے فرزند **حضرت سید علیضا** مدفون اونکے سجادہ
نشین ہوئے تھے **جناب حافظ حاجی مولوی پیر شجاع الدین** صاحب سادات حسینی تھے کہ بعد پدر بزرگوار اونکے
میر جلال الدین علیہ الرحمۃ اولاد حضرت احمد بسوی قدس سرہ العزیز سے تھے اکبر بادشاہ کے عہد میں عہدہ قضا مالوہ پر مامور ہوئے پانچ پشت کے
بعد سید محمد دایم جو وہ برس کی عمر میں مالوہ سے دہلی گئے اور محمد شاہ بادشاہ سے ملاقات کی اونہوں نے انکی لیاقت سے خوش ہوکر عہدہ قضا پر
سرفراز کیا یہ مالوہ دکن کو آئے اور نواب ناصر جنگ شہید کے عہد میں بعنایتی صلاح خاں ناصر جنگ شہید کی کام کرتے رہے بعد شہادت
ناصر جنگ بہادر کے سید محمد دایم رہا ہوکر گئے ان کے فرزند میر کریم اللہ خان نے ساٹھ برس کی عمر تک شادی نہ کی تھی لیکن بایں حال بعد وفات
خواجہ معین صاحب کی دختر نیک اختر سے شادی کی اور اسی میر شجاع الدین حسین تولد ہوئے اور والد انکے بحال بعد قضا کی ۱۲۱۰ھ میں
شجاع الدین حسین صاحب کہ کوئی اور آنحضرت مع اہل و عیال حیدرآباد میں ملے ۱۲۱۲ھ میں آئے اور قصبہ قندہار میں جاکر ملازمت نواب مبارز الدولہ بہادر
کی اور چار برس ملازمت کی اجازت حاصل کی اور پھر حیدرآباد آئے ہزاروں کا فرد کو مسلمان کیا آخر کار ۱۲۶۰ھ میں وفات پائی انکے
پوتے میر شجاع الدین حسین ثانی بھی بڑے بزرگ شخص ہیں میر شجاع الدین حسین مغفور کی زیارت کا گنبد بہت عمدہ بنا ہوا ہے
جہاں ہر سال عرس ہوتا ہے اور زمانہ میں بازار آمد و رفت میں لگتا ہے **حضرت شاہ غلام جیلانی الحسینی** حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے

اولاد امجاد سے تھے کمال شخص تھے اون کے فرزند شاہ غلام صدانی الحسینی بھی بہت بزرگ ہوئے ہیں معتبر دو دونوں سے مروی ہیں میر محمد مومن صاحب
انہیں کے پوتے اور میر مومن مذہب داماد من ہے ہمدانی ایران میں بڑے بزرگ وزارت کے عہدہ پر سرفراز تھے مدت کون میں رہے اور سلطان محمد قطب شاہ وزیر
سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد میں کسی خیال کی بنا پر کنج عزلت میں دن کاٹے اور دروازہ یاقوت پورہ میں بنوایا اور وہیں مدفون ہوئے
اور سب کے لئے دعا کرو یا اور کہو یا اعلیٰ کی خاکسار مشتاق اس میں پر چرکہ دی نعمت خان عالی بھی اسی دروازہ میں اور میر مومن صاحب بھی اسی دروازہ
دفن کئے گئے بڑے کمال شخص تھے اون کے کرامات کی ہزاروں کہانیاں مشہور ہیں

کیفیت عرس کوہ شریف جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

یہ جگہ بلدہ حیدرآباد سے پانچ کوس بسمت شمال واقع ہے یہ عرس سوئی جب ابر برسے شروع ہوتا اور سوا پہر
سنسان نکلتا ہے کون دلی جو ظلمات ہزار ہا دوکانیں درخیمے کے ساتھ رنڈی مرد مرد ہوتے ہیں کوئی اہل اسلام پر منکر نہیں ہے ہندو بھی
لاکھوں آتے اور نذر چڑھاتے ہیں تاریخ ترک طلبیکہ اس عرس کو مولا علی نے بکشا کہ سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اور عہد میں یاقوت خواجہ سرا
بادشاہی کے غرض درستی نہ توان اور ہمارے کے لئے صفائی کرتے ہوئے کسی دوسرے نام سے مشہور تھا اتفاقاً یہ
سوئیاں بجے وقت شب تاریخ ستر ہیں قریب صبح کے یاقوت نے سوتا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص لباس عرب پہنے
آگے آیا اور ساس نے کہا کہ جناب امیر المومنین حمد و صفات اللہ الغالب اسلام کہو یاد فرماتے ہیں سر پر ساتھ چلو تو یاقوت اور ساتھ پہنچا
حضرت میں گیا دیکھا کہ جناب امیر علیہ السلام سی پہاڑ پر جس جگہ یہ آپ شتا مبارک ہے بیٹھے ہیں یاقوت آداب بجالایا اور مودب ہو کر ایسا
کھڑا ہوا جناب نے فرمایا تک کہ یاقوت بیدار ہوا یہ وقت صبح صادق کا تھا اور سیوا بالکی میں سوار ہو کر اس جگہ آیا اور پہاڑ پر آیا تا علی سنجاری
اور جگہ کہ پتھر ہے وہ جگہ یاقوت کو بتائی جس جگہ یہ جناب کو بیٹھے دیکھا تھا اسی کو تلاش کر کے پہونچا اور وہ مقام کشف خود دیکھا کہ نقش دست
مبارک اور پہلو شریف کا اور اس پتھر پر جس پر کہ کہنی ٹیکے بیٹھے تھے یاقوت نے بوسہ دیا اور فوراً سمجھا ان کو طلب کر ایک بڑا طاق اس جگہ
تعمیر کرایا جالیاں لگا کے طاق کے اندر رہی جس پر وہ پتھر ہے جس پر نقش تھے پتھر کو اکر اس طاق میں نصب کر دیا خانخانہ مرمت کرایا
رجب المرجب کو کہ میں بجے سلطان ابراہیم قطب شاہ کو یہ خبر ہوئی وہ زیارت کے لئے آیا اور طاق کے سامنے ایک مسجد تعمیر کرائی پھر کیا تھا جو جو آیا گیا
نے کچھ عمارت بنالیا کچھ بنیاد ہی رہی بس گیا اور بے انتہا عمارات کا ہجوم ہو گیا سکندا کی قدرت ہے ایک خواجہ سرا کی خواہش پر اس قدر
خلق اللہ بادشاہ نے لیکر فقیر تک اس جگہ کے معتقد ہیں ہر سال نیابت ہی پہنچتا ہے حضور پر نور ظل اللہ ملک بھی ضرور تشریف لاتے ہیں
فوجیں بھی آراستہ پیراستہ ہو کر ہمراہ ہوتی ہیں خلقت کا ہجوم پانچ لاکھ تک ہوتا ہے دور دور کے سوداگر آتے ہیں اس میلہ عالی لکھنے کے لئے ایک
علیحدہ دفتر درکار ہے

ذکر عشرہ شریف محرم الحرام بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد

فلک پر ماتمی لباس پہنے نمودار ہوتا ہے اور یوم حسینی علم و نعل بھار کا علم لی کو استاد کو ستا ہین پہلوان کا سہرا اول حضور پر نور
طرف سے آتا ہے بعدہ ٹھلالین کا سہرا دوم ہوتا ہے جلوا جاتا ہے جا بجا عاشور خانے بنے ہوئے ہین علم کھڑے ہوتے ہین آتی نوبتین بجتی ہین رشتہ خان ہوتے
ہین پہلی تاریخ اکثر لوگ ماتمی لباس پہنتے اور بجز فقیر بنتے اور زرد رنگ کپڑے بہت کم پہنتے ہین اہل بہرتے ہین جا بجا شربت مفت بانٹی
ہوتی ہے ان فقیر دنکی سبیل پر انیھن چکر لگاتے اور بڑے بڑے امیرون کے حضور پر پلوز سے معمولی رقم وصول کرکے حسینی علم کے جھنڈے کے پاس پہنچتے
ہین اور وہان سے متفرق ہوجاتے ہین انمین اکثر لڑکے ایسان بھی ہوا کرتی تھین گلاب خوانا کر جنگ بہادر کو توال بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد
ایسا بندوبست انتظام کردیا ہے کہ ممکن نہین کسی کا فتنہ فساد رہا ہو۔ اکثر زمان ازل انتظام دلکشا نہ تھا اس صورت شہری مین کوئی
شہری دنگے نہین ہوتی نام کے شیعہ ہوتے ہین بازدون پطارس کے پہاڑ ہین اور نیلے پیلے کپڑے پہنے ہوتے ہین اس
بننے سنورنے حیدرآباد ہی کی خلقت خوش ہوتی ہو ورنہ اور مکانون کچھ بھی نہین مگر کرداسے بگڑکر مردار کر ہین بس ہیئت ہی شیعون کی ہیلوا ہوا
درکار ہے یہ سب بے لطف بے نتیجہ کام ہین کیا دین جنکا کام ہین سب بے لطف بے نتیجہ ہین کوئی شد بتلا ہو کوئی ہیلوا اور کوئی لنگڑی لولے اندھے اور
دون بجاتے ہین شہر کے گلی کوچہ نہین بچتے ہین میں خیال کرتا ہون کہ انتہا درجہ کا اسلام لوگ اپنا روپیہ بادر گلیون اور شہر کون مین پھینکتے ہین
پھرے ہین مگر کیا آتا ہے خلق اس شہر کی ہوش مین نہین ہوتی شہر تو لگ کہرون سے باہر نکلتے ہندو مسلمان سب ہی شریک ہوتے ہین بعد
قسم کے رنگ بنا جاتے ہین شہر کے آدار گرد و معاش جمع ہوکر ایسے ہی اوباش اور جلین لوگون کو جمع کرلیتے ہین اور راہ نے نعلین اور مخلصین گرم کرتے
ہین اور پوری پوری کمائی بھی کرلیتے ہین ظہر کا اشرفیان بے دنگے انکو خاص حضور پر نور بلاتے ہین صبح محرم الحرام کو گشت حضوری ہین تمام
عمدہ بالیتین اور رسالے اور تزبخانہ اور پولس آراستہ پیراستہ ہوکر اول یوان ریاست کے سامنے موجود ہوتا ہے اور پھر حضور پر نور طاعلہ فرماتے
ہین تمام بڑے بڑے جلیل القدر امرا کی فوجین بھی آراستہ پیراستہ ہوکر حضور کے روبرو سے نکلتے اور سلامی دیتے ہین اصل مین یہی دن پورے
سیر کا باقی خیریت سے ہزارہا انگنت نکلتے ہین اور علمون پر چڑھا جاتے ہین غرضکہ ۸ ۹ محرم تک یہی انگنت فکی دھوم دھام مفتی ہوا دھوم
دن جب گذر چکتا ہے اور شام ہوتی ہے تو فوجون کے تعزیہ نکلنا شروع ہوتے ہین نعل صناکی سواری بھی نکلتی ہے اور رونق کو ہزار بالکہ لکھ مخلوق
بڑھ جاتی ہے مخلصین جلوا بازار مین گروہ گروہ نکلتے ہین اور نعل صناکی سواری بھی بڑی شان سے لیجاتے ہین کہ جسکا مطلب دیکھنے سے متعلق
ہوا سمجھ گیا ہوگا ذکر ہی ہوتا ہے کہ الا ماشاء اللہ خلیفہ دوسرے محرم کو تعزیہ بہت بڑے طمطراق سے نکالے جاتے ہین جنمین آراستہ پیراستہ ہین تعزیہ
بیساختہ ہاتھ شہسوار تعزیون علمون نخلون وغیرہ کا کربلا پہنچتا ہے اور وہان رات تک بڑی دھوم دھام مفتی ہوتی ہے بعدہ وہان سے
پھر گھرون کو چلے جاتے ہین اور یہ آفت اترتی ہے شہر کم ہوجاتا ہے تو یہ تو یہ

ذکر بعض فقراے کا جواب بقید حیات ہین اور انکے مرشدون کا۔ حضرت سید شاہ نورالدین قیصی قلندری قدس سرہ

عہد نواب ناصرالدولہ بہادر غفران منزل مین انیے دلمن سادات ملک پنجاب سے مع پانچ خادم اور ایک مہاراونٹ اور ایک گھوڑی کے وارد بلدہ حیدرآباد ہوے جو کہ آب اباہم بلغزلیت سے ہی مرتاض تھے اور جلہ کشی اور اعتکاف مین معروف رہتے تھے یہانتک کہ نماز تہجد بھی عمر بھر کبھی ناغہ نہین ہوئی اور نہایت حسین اور وجیہ تھے کہ اکثر زن و مرد انکے حسن و جمال کے ہی دیکھنے کے مشتاق رہتے تھے اور سنت سنجیدگی مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور باوجود اس فقر و ریاضت کے پابند شرع شریف تھے اور علم دوست تھے یہانتک کہ اپنے جیب خاص سے دو مدرسہ عربی و فارسی کے جاری کر رکھے تھے جہان طلبا کو خرچ خورا کی وغیرہ دیا جاتا تھا بجا بتک امداد سرکاری جاری ہین اس سے ہزارہا آدمی آپکے مرید ہو گئے اور نواب ناصرالدولہ بہادر ملاقات کو تشریف لاے اور موضع دا سیر اور ساکن پانچہزار روپیہ سالانہ آمدنی دی گئی بفضل اللہ بہادر حضرت مکان انکے آدمی مرید ہوے اور ایک گانون کو پہل ۵ ہزار کا اپنے طرف سے دیا اور یہانتک اعتقاد کرتا کہ ایک روز اپنی نذر و عاری جو شان شاہی اور علامت سلطانی تھی انکو دیدی مگر نواب مختار الملک مرحوم نے حضرت سے کہا کہ یہ نشان شاہی ہے اگر آپکے یہان ہوگا تو مجھے آپکے سلام کے واسطے آنا پڑیگا حضرت شاہ صاحب سمجھ گئے اور عاری واپس کر دی مولوی محمد شاہ صاحب آپکی شہنشاہ خلیفہ ہین آپ پر مرتبہ بہت سے ہمراہیون کے ساتھ حج کو تشریف لیگئے تھے اور تمام مقامات متبرکہ کی زیارت کی تھی مگر باوجود اس کے لوگ انکو بکا دنیا دار بتاتے ہین کہ آخر ۷۵ برس کی عمر مین، شوال ۱۲۹۵ھ کو وصال حق نصیب ہوا اور نام ملی مانع حیدرآباد مین متصل مزار یوسف صاحب و شریف صاحب کے زیر زمین آسودہ ہین تاریخ وفات کی اون کے نام خاص شاہ نورالدین متیس الفادری سے نکلتی ہے بعد اون کے اونکے ارشاد کے موجب اونکے ہمشیرہ زادی حضرت حاجی السید شاہ عبدالرحیم قیصی القادری جانشین ہین جنکو خواب تقرر پاکر ہزار روپیہ یا اپنے کی آمدنی اونکی ذاتی تنخواہ ایکہزار روپیہ ہے اور انکے بیٹے کو پانچ روپیہ روزانہ ہے۔ اور شاہ صاحب موصوف کے عرس کا خرچ سرکار سے ملتا ہے

حضرت محمد نعیم المعروف بسلیمن شاہ صاحب ابن لوی محمد حفیظ مرحوم حیدرآبادی

خلیفہ شاہ اللہ صاحب کے ہین جو خلیفہ حضرت شاہ عبداللہ المعروف بغلام علیشاہ صاحب مرید و خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجانان شہید رحمۃ اللہ کے تھے شاہ صاحب کی عمر اسوقت ۱۳۱۲ھ اسمین ۱۱۳ برس کی ہے اکثر لوگون کا آپ پر جو ہمین صدی کے محمدی ہونے پر اتفاق ہے درج بھی کئی ہین اگرچہ آپکا اصل طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہے مگر

خاندان قادریہ سہروردیہ چشتیہ کبرویہ مین بھی مرید کرتے ہین مریدون کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ اور معتقدین کا شمار دو لاکھ سے بڑھکر ہے حضرت کے کیسیبیان ہین اون سے چار فرزند ہین منجملہ صاحبزادے غلام المعروف بہ خیراتی میان صاحب کو آپنے اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے حضرت کے خلفہ صاحب اجازت بکثرت ہین ۲۲ صفر کو بوقت عرس غلام علیشاہ صاحب اون مریدون کو جنکا سلوک طے ہو چکا ہے تاج خلافت عطا فرمایا کرتے ہین اور جنکی تعداد سالانہ اکثر دس بارہ ہوتی ہے ۔

خلفاے ذیل بہت مشہور ہین

نام خلفا	علاقہ جات مفوضہ	تعداد مریدین
غلام محمد شاہ صاحب	ملباری رایچور تا مدراس	۲۰۰۰ ہزار
داؤد شاہ صاحب مرحوم	مدد و سلانج پور و رنگل	۲۰۰ ہزار
جسکے فرزند عبداللہ شاہ صاحب اب سجادہ نشین ہین ۔		
مولوی محمد علیصاحب	ایلگندل کریم نگر وغیرہ	۵۰۰ سو
مولوی سلطان الدین صاحب	بیدر و کوہیر	۱۰۰۰ "
محمود شاہ صاحب	ناندیڑ وغیرہ	۱۰۰۰ "
محمود علیشاہ صاحب	ٹانڈور اورنگ آباد وغیرہ وغیرہ ۔	۵۰۰ سو
مولوی احمد خیر الدین صاحب	حیدرآباد مین مرید نہین کرتے لیکن وعظ مین اکثر شہر گلبرگہ پر حضور پرنور خلد اللہ ملکہ تشریف لاتے ہین ۔	
منشی غلام حسین صاحب	انکو حضرت زر خالص کے لقب سے یاد کیا کرتے ہین ہیکسیکو مرید نہین کرتے	
وہبی معز اللہ خان صاحب	غزنین ملک افغانستان مین ہین اور اون کے بیشمار مرید ہین ۔	
مولوی عبدالقادر صاحب	جو ظاہرا ہنون نے رسائل اور ارشادات حضرت کے فراہم کئے ہین اور بیس بائیس جز کی ضخامت مین ترتیب دیکر اپنی ذاتی روپیہ سے چھپوا رہے ہین اس کتاب کا تاریخی نام لذات مسکین ہے اس مجموعہ مین اہل حدیث کا رد بھی شامل ہے جوابات طرفینی سے بہت دے گئے ہین ۔ ۱۳۱۱ھ	

نعمان بن عبد ان یمانی انکو عرب لوگون کے مرید کرانیکا کام سپرد ہے۔
حضرت کے سوا انکی اور بہت خلیفے ہین ہر سال حضور پر نور خلد اللہ ملکہ حضرت کے مکان پر
تشریف لایا کرتے ہین اور نامی امرا اور مدار المہام بھی آتے ہین۔

حضرت معین الدین شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان بدری
ملتانی سے ہے جب ان کو اون کے بھائی نے تنگ کیا تو بدر سے نکلکر پنجاب کو چلے گئے حضرت حافظ
موسی صاحب کے ہاتھہ پر بیعت کی اور خلافت حاصل کرکے شہر امروہہ واقع روہیلکنڈہ مین بارہ
سال تک آکر ہدایت طالبین مین مشغول رہے بعد ازان ۱۱۵۳ھ مین وارد بلدہ حیدرآباد ہوے
اور اسی سال سے خاموشی اختیار کرلی جس سے آپکا لقب شاہ خاموش ہوگیا ۱۱۷۵ھ مین ہندوستان
تشریف لیگئے تھے اور حج بیت اللہ بھی کیا تھا مگر وہان سے واپس ہونیکے بعد حیدرآباد مین بہہ
ذیقعدہ ۱۱۸۸ھ ظہر کے وقت پیرون شنبہ کو اس خانقاہ آپکی مکہ مسجد کے عقب مین ہی اور روضہ تیار ہوا
آپکا نام ملی مین یوسف صاحب کے درگاہ کے متصل ہی نواب افضل الدولہ بہادر آپکے بڑے معتقد تھے
اور ہمیشہ بہت کچھہ مال و دولت نذر کیا کرتے تھے اب اسوقت ۱۳۱۲ھ مین سید ہاشم حسینی
عرف محمد شاہ صاحب اون کے سجادہ نشین ہین اونکو بھی سرکار اور امرا سے نا مدار سے تخمیناً
تین ہزار روپیہ ماہانہ آمدنی ہے اور انہون نے اپنے فرزند اصغر حسنی صاحب عرف منجلے میان صاحب
کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔

صاحبان ذیل مشاہیر فقرا حیدرآباد سے ہین جو اب اسوقت ۱۳۱۲ھ مین بقید
حیات ہین اور انکا فیض جاری ہے اور جن کے مفصل حالات ہم تک نہین پہونچے۔

فضل اللہ شاہ صاحب قادری جو موسی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے
خاندان مین ہین سجادہ نشین ہین انکو علاوہ جاگیر کے ایک ہزار روپیہ ماہوار سرکار سے
مقرر ہے۔

ملک شاہ قادری رجو جناب زرد علیشاہ صاحب قادری کے فرزند اکبر و سجادہ نشین ہین
یہ صاحب بھی ہر گدی پر چند روز سے وعظ فرمایا کرتے ہین اور وعظ مین اکثر امرا اور
مدار المہام بھی تشریف لایا کرتے ہین قریب تین ہزار روپیہ ماہانہ کی آمدنی ہے۔

حسین شاہ ولی قدس سرہ اکبر حسینی جو نہایت خرد سال سات برس کی عمر کے
ہین سجادہ نشین ہین اور اون کے چچا سید کیسو دراز اون کے ولی ہین۔

امداد علیشاہ صاحب خلیفہ مرزا سردار بیگ صاحب مرحوم کے ہین اور اکثر مرید کرتے ہین۔

حبیب علیشاہ صاحب ۔خلیفہ حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی کے ہین انکو سرکار سے جاگیر اور منصب ہے قریب دو ہزار روپیہ کے آمدنی ہے ہزارون مرید کرتے ہین اور اور ہر سال اپنے پیر و مرشد کا بڑے دھوم دھام سے عرس کرتے ہین۔

شیخ عبداللہ شاہ صاحب یہ بڑے اولیاے دکن سے ہین جنکے ہزارون کرامتین مشہور ہین اور ہزارون معتقد مرید ہین۔

محمد اکبر خانصاحب میر نواب صاحب قدس سرہ کے درگاہ کے سجادہ ہین سرکار سے روپیہ منصب ملتا ہے اور عرس مین بھی چار پانچ سو روپیہ مل جاتے ہین۔

آغا داؤد صاحب ۔خلیفہ مولوے محمد حسن صاحب کے ہین۔

۲۹	ماہ آذر ایک ہے اور تیس کا	ہر شہر خوشحال ہے اس سے بڑا
۳۰	شہر دے اور بہن تو اسفندیار	تیس دن کے یہہ مہینے ہین چہار
۳۱	۳۱ فروردی اردی بہشت یہہ ماہ دو	ایک اور پر تیس کے ہین نیک خو۔
۳۲	ایک ماہ تیس کا خرداد ہے	جسکے غم سے ہر طرف فریاد ہے
	شہر تیر ہے امرداد شہریور	مہر آبان پانچ ہین صاحب ہنر
۳۱	ایک اور تیس کے ہین اے ولی	ہمکو آگاہ کر دیا نوشہ علی

نوٹ صفحہ ۱۹۷ ۔ ذکر محمد جیون خان بہادر ۔ اس خاندان کے لوگ اکثر منصب دار ہین ملازم ہین اور چند انمین سے حضور کے پلنگ کی نشست مین بھی متعین ہین۔

تاریخ نظام اردو ساتھہ صحت کے تمام ہوئی۔
المشتہر
حاجی نوشہ علیخان کتب فروش واقع چہار مینار حیدرآباد دکن۔